JAN.TO APR.1999
PRICE RS.30

GULBUN
AHMEDABAD

GUJARAT STATE FINANCIAL CORPORATION

Gujarat State Financial Corporation (GSFC), established in 1960 under the State Financial act, 1951, enjoys dual advantage of extensive market acceptance as a premier regional development institution and also of being pioneer in offering wide veriety of financial schemes for funding various needs of industrialists as well as entrepreneurs of Gujarat and Union territories of Daman & Silvasa. Moreover, the culture and socio-economic & political scenario of the State is conducive for fostering entrepreneurial aptitude and from here the role of GSFC begins by helping these entrepreneurs in fulfilling their dreams to become a concrete reality.

GSFC has remained a backbone, funding the industrial assets for the industrial and economic growth of the state sinc its inception. With the passage of time the Coproration has encouraged 45045 units for setting up their various ventures by advancing them Term Loan of Rs. 3056.41 crores. This has generated the employment opportunities for more than 656700 people at the initial stage and this would have been multiplied with the expansion and diversification of the units which are financed earlier.

Major sops for the industrial units of Gujarat

(1) Corporation has recognised the importance of term loan finance and it has started giving due importance to various products like Gold Card, Equipment Finance, etc. For this purpose two things have happened

(A) Corporation has started Business Meet programme at the major centres of Gujarat and Bombay where the Managaement Screening Committee takes place there itself. Business meet already arrangaed at Rajkot.

(B) Its systems and procedures are being revamped for better customer satisfaction.

(2) Scrutiny fee has been reduced from minimum of Rs. 5,000/- to Rs. 3,000/-.

(3) Management Screening Committee fee has been reduced from Rs. 1,000/- to Rs. 500/- and for Regional Loan committee from Rs. 500/- to Rs. 250/-

(4) Two new products viz. "Silver Lining" and " Small Business Development Scheme" has been introduced.
Under the Silver Lining Scheme existing loanees can avail the benefit of this scheme for their modernisation and expansion requirement where liberal margin is offered at 25% instead of 35%

(5) Corporation has also introduced technology upgradation and market schemes with a liberalised conditionalities.

GENERAL MANAGER (F)

اشاعت کا بائیسواں سال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو ماہی

گلبن

احمد آباد

ایڈیٹر:- ثریا ہاشمی

مینیجنگ ایڈیٹر:- سید ظفر ہاشمی۔

شمارہ: ۱ - ۲ — جنوری تا اپریل ۱۹۹۹ء — جلد نمبر: ۱۲

نعت نمبر

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ:- ۲-سی۔ راحیل اپارٹمنٹس، نزد گائیکواڑ حویلی

رائے کھڑ، احمد آباد۔ فون:- ۵۳۹۱۴۱۸

بدل اشتراک

لائف ممبری:- ۵۰۰ روپئے — زر تعاون سالانہ:- ۷۵ روپئے — زر سالانہ:- ۴۵ روپئے

ایک شمارہ:- ۸ روپئے — اس شمارہ کی قیمت ۳۰ روپئے

غیر ممالک کے لئے زر سالانہ ہوائی ڈاک سے ۲۵۰ روپئے بحری ڈاک سے ۱۵۰ روپئے

ثریا ہاشمی ایڈیٹر، پبلشر، پرنٹر، پروپرائٹر نے نیشنل آفسیٹ پریس شاہی باغ احمد آباد، گجرات سے چھپوا کر

۲-سی راحیل اپارٹمنٹس نزد گائیکواڑ حویلی رائے کھڑ احمد آباد سے شائع کیا۔

سرورق۔ امین جامی (بمبئی) اور نوشاد (احمد آباد) — کاتب:- محمد ہاشم اقبال قاسمی

فہرست

کچھ اس شمارہ کے بارے میں ——— (اداریہ) سیّد ظفر ہاشمی ۵

حمد ——— رشید افروز ۸

پہلا حصّہ

مضامین

نعتیہ شاعری ——— ایک منظر نامہ ——— ناوک حمزہ پوری ۱۹

نعتیہ شعر و ادب ——— ایک اجمالی جائزہ ——— ظہیر غازیپوری ۴۵

غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی ——— ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ۶۲

نعت و منقبت میں احترام والتزام کا پہلو ——— ظفر ہاشمی (جمشید پور) ۷۲

نعتیہ کلام

دوسرا حصّہ

نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
ملا وجہی	۸۳	منشی درگا سہائے سرور	۹۱	نیاز فتح پوری	۹۹
محمد قلی قطب شاہ	۸۴	مولانا حالی	۹۲	شکیل بدایونی	۱۰۰
ملا نصرتی	۸۵	مولانا احمد رضا خان	۹۳	ناصر کاظمی	۱۰۱
مرزا محمد رفیع سودا	۸۶	اکبر الہ آبادی	۹۴	احسان دانش	۱۰۲
مولانا محمد اسماعیل شہید	۸۷	عبدالباری آسی	۹۵	حفیظ جالندھری	۱۰۳
ذوق دہلوی	۸۸	سیماب اکبر آبادی	۹۶	جوش ملیح آبادی	۱۰۵
امیر مینائی لکھنوی	۸۹	مولانا ظفر علی	۹۷	اطہر نفیس	۱۰۶
محسن کاکوروی	۹۰	جگر مراد آبادی	۹۸	ظہور نظر	۱۰۷

تیسرا حصّہ

جگن ناتھ آزاد ۱۰۹
شوکت واسطی ۱۱۰
یوسف ناظم ۱۱۱
ڈاکٹر محمد منشاءالرحمٰن خان ۱۱۳
ہوش امروہوی ۱۱۴
عتیق احمد عتیق ۱۱۵
حسن امام درد ۱۱۶
یونس احمر ۱۱۷
جمال قریشی ۱۱۸
نادم بلخی ۱۱۹
شارق جمالی ناگپوری ۱۲۰
صادق منصوری ۱۲۱
فرحت قادری ۱۲۲
ثاقب عرفانی ۱۲۳
رحمت امروہوی ۱۲۴
محمد سلیمان قمر ۱۲۵
اجمل جنڈیالوی ۱۲۶
فقیر اجمل ۱۲۷
صائم چشتی ۱۲۸
مرزا احمد حسین سیفی امروہوی ۱۲۹
محسن بھوپالی ۱۳۰
امین خیال ۱۳۱
محسن احسان ۱۳۲
سلطان سکون ۱۳۳
ہوش نعمانی ۱۳۴
ناوک حمزہ پوری ۱۳۵
زبیر کنجاہی ۱۳۶
رؤف پرویز ۱۳۷
عبداللہ نصر ۱۳۸
مہدی پرتاب گڑھی ۱۳۹
نادر جاجوی ۱۴۰
امداد نظامی ۱۴۱
انور مسعود ۱۴۲
انور پانی پتی ۱۴۳
قاصر مجیبی ۱۴۴
عبدالسلام انصاری ۱۴۵
قیصر شمیم ۱۴۶
حباب ہاشمی ۱۴۷
اکبر حمیدی ۱۴۸
ساحر شیوی ۱۴۹
نصر قریشی ۱۵۰
الطاف قریشی ۱۵۱
ڈاکٹر صغریٰ عالم ۱۵۳
غالب عرفان ۱۵۴
ظہیر غازیپوری ۱۵۵
فیضی سمبلپوری ۱۵۶
امین عالم رابن امروہوی ۱۵۷
ڈاکٹر محبوب راہی ۱۵۸
شبنم سبحانی ۱۵۹
احمد رئیس ۱۶۱
ناز قادری ۱۶۲
افسر امروہوی ۱۶۳
ڈاکٹر مجیب الرحمٰن بزمی ۱۶۴
انیس منیری ۱۶۵
ریاض حسین چودھری ۱۶۶
حسین سحر ۱۶۷
صابر گوالیاری ۱۶۸
انصر علی انصر ۱۶۹
شمیم یوسفی ۱۷۰
سجاد مرزا ۱۷۱
عادل فاروقی ۱۷۲
ظفر ہاشمی ۱۷۳
اختر واصق ۱۷۴
اقبال مرزا ۱۷۵
فراز حامدی ۱۷۶
نذیر فتح پوری ۱۷۷
محمد احمد بقا ۱۷۸
زبیدہ حسنؔ ۱۷۹
اقبال ہاشمی ۱۸۰

ڈاکٹر اشفاق انجم ۱۸۱
ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی ۱۸۲
ڈاکٹر معصوم شرقی ۱۸۳
رؤف خیر ۱۸۴
سردار شفیق ۱۸۵
نیر حمزہ پوری ۱۸۶
عبدالاحد ساز ۱۸۷
شاہد کلیم ۱۸۸
حیدر قریشی ۱۸۹
رونق شہری ۱۹۰
طرب ضیائی امروہوی ۱۹۱
رشید انجم ۱۹۲
جان کاشمیری ۱۹۳
محمد داؤد املوی واعظ ۱۹۴
شیخ اختر حسین اختر ۱۹۵
سید معراج جامی ۱۹۶
کلیم شہزاد ۱۹۷
اسلم حنیف ۱۹۸
اشعر اورینوی ۱۹۹
فراغ روہوی ۲۰۰
شاہد القادری ۲۰۱
احمد حسین مجاہد ۲۰۲
ہلال حمزہ پوری ۲۰۳
امام اعظم ۲۰۴
جاوید اشرف فیض اکبرآبادی ۲۰۵
آزر نعمانی ۲۰۶
مختار شاہد عباسی ۲۰۷
سلیم انصاری ۲۰۸
شاہین فصیح ربانی ۲۰۹
محمد خورشید اکرم سوز ۲۱۰
صابر جوہری ۲۱۱
ضمیر یوسف ۲۱۲
شمیم انجم وارثی ۲۱۴
محمد شاہد پٹھان ۲۱۵
افتخار شفیع ۲۱۶
اشراق حمزہ پوری ۲۱۷

آخری حصہ

اصغر ویلوری ۲۱۸
امین جامی ۲۱۹
رشیدہ عیاں ۲۲۰
ڈاکٹر ریاض مجید ۲۲۱
خواجہ عبدالمنان راز ۲۲۲
سلیم گیلانی ۲۲۳
سبطِ حسن ۲۲۴
سید وحید اشرف ۲۲۵
ستیہ پرکاش شرما تفتہ ۲۲۶
سہیل اختر وارثی ۲۲۷
سیدہ رابعہ نہاں ۲۲۸
شہاب صفدر ۲۲۹
غلام محمد قاصر ۲۳۰
کرشن موہن ۲۳۱
کرشن کمار طور ۲۳۲

ادارِیہ

سیّد ظفر ہاشمی

کچھ اِس شمارہ کے بارے میں

گلبُنؔ کو خالقِ دوجہاں اللہ ربّ العزّت کی ثنا اور حضور پُرنور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف سے ہر اشاعت کے ابتدائی صفحات کو مزین کرنے کا شرف ابتداء سے ہی حاصل رہا ہے۔ اور اب "نعت نمبر" شائع کرنے کی سعادت بھی اسے نصیب ہو تی ہے۔ یوں تو ہر دور کے شعراء کرام کا مدحتِ رسولؐ میں اشعار کہنا وتیرہ رہا ہے اور متعدد نعتیہ مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں لیکن ہندوستان کے ادبی رسالوں نے اِس صنفِ مقدس پر خصوصی اشاعتوں کا اہتمام بہت کم کیا ہے۔ اس پسِ منظر میں گلبن کی یہ سعی انشاء اللہ قابلِ قدر اور خصوصی توجہ کی حامل سمجھی جائے گی۔

حضور اکرمؐ کی عظیم المرتبت شخصیت کے پیشِ نظر نعت انتہائی نازک صنف ہے۔ اور اس میں طبع آزمائی مشکل ترین فن شاعری ہے۔ اک ذراسی لغزش سے شاعر پر گستاخی کا الزام لگ سکتا ہے اور وہ شرک ایسے گناہ کا مرتکب بھی ہو سکتا ہے۔ یہ وادی بڑی سخت ہے اس میں پھونک پھونک کر ڈر ڈر کر قدم اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی کم مایگی کے باوجود اس شمارہ میں شامل تمام نعتوں پر پوری پوری توجہ دی ہے کہ کہیں کوئی نامناسب شعر شائع کر کے ہم خود گناہ کے مرتکب تو نہیں ہو گئے۔ لیکن ہماری احتیاط کے باوجود بھی اگر کسی ناقد کی نگاہوں میں کہیں کسی نعت یا کسی شعر میں کوئی نقص ہو تو براہِ کرم ہمیں مطلع کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

اس شمارہ کی ترتیب کا مسئلہ بھی تھا شاعروں کی نازک مزاجی کے پیشِ نظر اُن کے صحیح مقام و مرتبے کا تعین کرنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا۔ ترتیب بلحاظ حروفِ تہجی سے سینئرس کے آبگینوں کو ٹھیس لگ جانے کا اندیشہ رہتا ہے ان حالات میں بہتر یہی سمجھا گیا کہ عمر کے لحاظ سے شعراء کرام کو فہرست میں مقام دیا جائے اپنے سے بڑوں کا احترام کرنا ہماری روایت رہی ہے اس لئے امید کرتے ہیں کہ آپ بھی اس طریقۂ کار کو پسند کریں گے۔ البتہ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود کچھ شاعروں کی تاریخ پیدائش

معلوم نہ ہوسکی۔ اس لئے انھیں بلحاظ حروف تہجی آخر میں رکھنا پڑا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے کہ عموماً ہر شاعر بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کرنا باعث فخر ہی نہیں ذریعہ نجات بھی سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "نعت نمبر" کے اعلان کے بعد ہند و پاک کے شاعروں نے نعتوں اور سلاموں کے اتنے پھول برسائے کہ ہم سرشار ہوگئے۔ ہمارا جی تو یہی چاہتا تھا کہ ہر شاعر کا گل تر اس گلدستہ میں ٹانک دیں لیکن صفحات کی قید نے ایسا نہ ہونے دیا۔ موصول ہونے والی نعتوں میں سے تقریباً ساٹھ فیصد نعتیں ہی اس نمبر میں شامل کی جاسکیں۔ جن کرم فرماؤں کی نعتیں شامل نہ ہوسکیں ان سے ہم معذرت چاہتے ہیں۔

یہ شمارہ چار حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ، حصۂ نثر ہے۔ اس سلسلے میں عرض کرنا ہے کہ نثری تخلیقات بھی بہت آئیں لیکن سب کے لئے گنجائش نکالنا ممکن نہ تھا۔ جن حضرات کی گرانقدر نگارشات شائع نہ ہوسکیں ان سے بھی ہم معذرت چاہتے ہیں۔

دوسرے حصے میں اردو شاعری کی تاریخ سے چند نعتیں شائع کی گئیں ہیں۔ اردو شاعری کی چھ سو سالہ تاریخ ہے، جو عظیم الشان شاعروں اور ان کے کُھائے عقیدت سے بھری ہوئی ہیں چند نعتوں کو منتخب کرنا ایک لاحاصل عمل تھا۔ ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ مختلف دور سے کچھ نعتیں نمونتاً لے لی ہیں۔ اور انھیں قارئین کی خدمت میں تبرکاً پیش کر دیا ہے۔ براہ کرم اسے انتخاب قطعی نہ سمجھیں۔

تیسرے حصے میں عصری شاعروں کی غیر مطبوعہ نعتیں شائع کی گئیں ہیں اور یہی وہ حصہ ہے جس کے ساتھ انصاف نہ کیا جاسکا اور موصول شدہ نعتوں میں سے چالیس فیصد شامل ہونے سے رہ گئیں۔

"نعت نمبر" کی اشاعت کا خیال ہمیں معروف ادیب اور ڈرامہ نگار جناب ضیاء الاسلام عثمانی (الہ آباد) نے دیا تھا۔ ہم موصوف کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے اس کار خیر میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ ہم محترم جناب امین خیال صاحب (پاکستان) کے خصوصی طور پر شکر گزار ہیں کہ انھوں نے پاکستان کے شاعروں کی تخلیقات اور ان سے متعلق تفصیلات نیز خطاطی کے نمونے فراہم کر کے جس خلوص و محبت کا اظہار کیا ہے اس کی مثال کم ملے گی یہ انھیں کی نوازشیں ہیں کہ اتنے سارے پاکستانی شعراء اس نمبر کو رونق بخش رہے ہیں۔ البتہ اس بات کا قلق ضرور

ہے کہ متعدد پاکستانی حضرات بھی اِس اشاعت میں شامل نہ ہو سکے ان سے ہم معذرت
چاہتے ہیں۔

ایک بات کی اور وضاحت کرتے چلیں کہ بعض شاعروں نے بڑی طویل نعتیں
ارسال کی تھیں ان میں سے چند اشعار حذف اس لئے کرنے پڑے کہ ایک صفحہ سے زیادہ دینے
کی گنجائش نہ تھی۔ اسی طرح بعض نعتوں کے کچھ اشعار کمزور یا نامناسب تھے انھیں بھی نکال دیا
گیا ہے۔ متعلقہ حضرات نوٹ فرمالیں۔

آخر میں ہم تمام نثر نگاروں اور شاعروں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں
نے ہماری آواز پر لبیک کہا۔ ہماری حوصلہ افزائی کی اور نعت نمبر کی اشاعت کو ممکن
بنایا۔

مدحتِ رسولؐ کی توفیق ہمیں خداوند کریم نے عطا کی۔ ہم مالکِ حقیقی کا شکریہ
ادا کرتے ہیں۔ اور معروف شاعر رشید افروز کی ایک انتہائی خوبصورت حمد سے اس
شمارہ کا آغاز کرتے ہیں۔

رشید افروز

پیدائش:- ________ یکم اکتوبر ۱۹۴۵ء

پتہ:- ________ A/5/6، امین سوسائٹی، باغِ نشاط، سرکھیج روڈ، احمد آباد ۳۸۰۰۵۵

حمد

رہ گزر کوئی ہو منزل کا تقاضا تو ہے
دل نے جس وقت، جہاں تجھ کو پکارا تو ہے

چشمِ بینا کو بصیرت، دلِ محزوں کو یقیں!
ڈوبتی آس کو تنکے کا سہارا تو ہے

تجھ سے بڑھ کر کوئی شفقت نہیں کرنے والا
تیرا ہمسر ہے نہ ثانی کوئی یکتا تو ہے

رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے
اور پھر دن کو سیاہی میں بدلتا تو ہے

صبحِ صادق کی سپیدی تری عظمت کا نشاں
سجدہ کرتا ہے جسے شب کا اندھیرا تو ہے

چاند سورج تیرے اوصاف بیاں کرتے ہیں
سب ہی مانگے کا اُجالا ہیں، اُجالا تو ہے

تُو جسے چاہے اسے تخت دے، تاراج کرے
ملک تیرا ہے، حکومت تیری، آقا تُو ہے

سینکڑوں بار ہوا یوں، مجھے ٹھوکر بھی لگی
میں جو گرنے سے ہوں محفوظ، بچاتا تُو ہے

جب مدد کے لئے موجود کوئی شخص نہ تھا
تو نے احساس دلایا، مرے مولا تُو ہے

خود کو دیکھوں تو دکھائی نہیں دیتا کچھ بھی
تجھ کو دیکھوں تو ہر اک شے میں جھلکتا تُو ہے

میری جنت مرے سینے میں بسانے والے
اب شب و روز رگِ جاں میں دھڑکتا تُو ہے

ناوکؔ حمزہ پوری

نعتیہ شاعری ——— ایک منظر نامہ

نعت ایک عربی الاصل لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنیٰ توصیف، ثنا، مدح وغیرہ کے ہیں۔ عربی لغات کی پیروی میں فارسی اور اردو لغات کے مؤلفین نے بھی معنیٰ تو یہی بیان کئے لیکن اس پر ستائش رسولؐ کا اضافہ بھی کیا۔ چنانچہ غیاث اللغات کے مطابق یہ معنی دیکھیے۔

"اگرچہ لفظ نعت بمعنی مطلق وصف است لیکن اکثر استعمال ایں لفظ بمعنی مطلق ستائش وثنائے رسولؐ آمدہ است"

اور لغاتِ کشوری میں لکھا ہے کہ:

"تعریف، صفت، تعریف کرنا، خاص کر صفت رسول اللہ صلعم کی"

اور مولوی فیروز الدین نے فیروز اللغات میں لکھا ہے:

"مدح، ثنا، تعریف وتوصیف، مجازاً حضرت رسول خدا احمد مجتبیٰ کی تعریف"

مجھے غیاث اللغات کے معنی میں لفظ اکثر، لغاتِ کشوری میں کے الفاظ خاص کر اور مولوی صاحب کے مجازاً پر اعتراض ہے۔ اکثر سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ کبھی کبھار نعت کا لفظ کسی دوسرے شخص یا چیز کی تعریف و توصیف کے لئے مستعمل ہوا ہے یا ہوتا ہے۔ جہاں تک اردو زبان و ادبیات کا تعلق ہے صورت حال یہ ہے کہ نعت کا لفظ صرف اور صرف پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے لئے مخصوص ہے۔ کسی چیز اور شخص کا تو ذکر کیا، کسی دوسرے پیغمبر کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال میری نظر سے نہیں گزرا۔ زبان وادب کے ارتقائی سفر میں چلن کا اپنا ایک مخصوص اور اہم مقام ہے۔ اس لئے اردو لغت نویسوں پر لازم ہے کہ نعت کے معنی لکھتے وقت صرف مدح و ثنائے رسولؐ ہی لکھیں۔

عملاً نعت کا مفہوم اور دائرۂ عمل بہت وسیع ہے۔ بیشتر حضرات صرف اسی ادب پارے کو نعت

شیرگھاٹی۔ گیا۔ بہار

کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف ہو۔ گذشتہ دنوں معروف شاعر قاصر مجلسی غریب خانے پر تشریف فرما تھے۔ گفتگو کے درمیان حضرت طاہر تلہری کا یہ نعتیہ شعر زیر بحث آیا۔

ہرگز کبھی نہ غیر کا کہنا کریں گے ہم
جیسا کہا ہے آپؐ نے ویسا کریں گے ہم

قاصر صاحب اسے نعتیہ شعر ماننے پر تیار نہ تھے۔ اعتراض وہی پرانا کہ اس سے مدح رسولؐ کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ اس ناچیز کے خیال میں ہر وہ ادب پارہ جس میں حضورؐ کا ذکر ہو، مدح ہوتا ہو، تعریف و توصیف ہو، سراپا کا بیان ہو، شبیہ و شمائل کی لفظی تصویر کشی ہو، عادات و اخلاق کا بیان ہو، فضائل و محاسن کا بیان ہو، حضورؐ سے خطاب ہو، عقیدت و محبت کا اظہار ہو، مقصد بعثت و نبوت کا بیان ہو، یا ذات رسالت مآبؐ کا ذکر ہو الغرض ہر وہ ادبی کاوش جو اپنے قاری یا سامع کو آنحضورؐ کی طرف متوجہ کرے، قریب لائے وہ بلا شبہ نعت ہے۔

میں نے اب تک دیدہ دانستہ ذکر، بیان، ادب پارہ، ادبی کاوش وغیرہ کے نام لیے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض علمائے ادب کے نزدیک مذکورہ موضوعات پر مشتمل کوئی بھی ادب پارہ خواہ نثر میں ہو خواہ نظم میں ہو نعت ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو ہمارے سامنے سب سے گراں قدر سب سے مقدس نعت کے نمونے قرآن مجید میں بھرے پڑے ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضؓ سے آنحضورؐ کے اخلاق کی بابت دریافت کیا۔ آپؓ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ خاکسار نے اسی مضمون کو ایک رباعی میں یوں باندھا ہے۔

اک شخص ہوا یوں عائشہ رضؓ سے پرساں	اے مادر مومنان عالی گہر اں
اخلاق حضور سرور دیں تو بتائیں	ارشاد کیا کہ "کان خُلقہٗ قرآن"

قرآن مجید کی اولیں آیات جو نازل ہوئیں اُن سے بھی حضور کے مرتبۂ بلند کی وضاحت ہوتی ہے۔

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (پڑھیے۔ آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے تعلیم دی قلم کے ساتھ) اور پھر متعدد آیات آپ کی ثنا و صفت کی ترجمانی میں آتی رہیں۔ کبھی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور بلند کیا ہم نے آپؐ کا ذکر) کبھی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

(تحقیق ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا) کبھی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر) اور کبھی وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (اور بے شک آپ بڑی عظیم خو بو کے مالک ہیں) اور کبھی وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ (اور ہم نے آپ کو ایسی رسالت کے ساتھ بھیجا جو تمام لوگوں کو گھیرنے والی ہے) اور کبھی قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سبھی کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں) اور کبھی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (بے شک تم لوگوں کے پاس تشریف لائے تمہیں کے درمیان سے ایسے رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا شاق گزرتا ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا جنہیں ہوکا ہے اور وہ مومنین کے لئے بڑے رؤف و رحیم ہیں) فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کی عظمت و رفعت جتائی۔ یہ مشتے نمونہ ہے ورنہ قرآن کریم حضورؐ کی صفت و ثنا سے بھرا ہے۔ پھر عربی میں سیرت کی کتابیں خصوصاً ان کے وہ حصے جو حضور کی مدح و ثنا کے بیان میں خصوصی توجہ کے طالب ہیں مثلاً جعفر بن ابو طالب نے شاہ حبش نجاشی کے دربار میں جو خطبہ دیا۔

"اللہ کی رحمت دیکھئے کہ اس نے ہمارے حال پہ رحم فرمایا۔ ہم میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جسے اللہ نے اپنا رسول بنایا۔ ہم اس کے نسب سے واقف ہیں۔ وہ نہایت شریف ہے ہم اس کے حالات سے واقف ہیں۔ وہ انتہائی سچا، امانت دار اور پاک دامن ہے۔ دوست اور دشمن سب اس کی شرافت کے قائل ہیں الخ (پیش رفت جولائی ۹۸ء)

یا پھر ضعیفہ ام معبد نے حضورؐ کا حلیہ جن الفاظ میں بیان کیا۔

"میں نے ایک انسان دیکھا، پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، ہموار شکم، سر میں بھرے ہوئے بال، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں مردانگی و شیرینی، گردن موزوں، روشن اور چمکتے ہوئے دیدے، سرمگیں آنکھیں، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے گیسو۔ جب خاموش رہتے تو چہرہ پر وقار معلوم ہوتا جب گفتگو فرماتے تو دل انکی جانب کھنچتا۔ دور سے دیکھو تو نور کا ٹکڑا۔ قریب سے دیکھو تو حسن و

وجمال کا آئینہ، باتیں میٹھی جیسے موتیوں کی لڑی، قد نہ ایسا پست کہ کم تر نظر آئے۔ نہ اتنا دراز کہ معیوب معلوم ہو بلکہ ایک شاخ گل ہے جو شاخوں کے درمیان ہو۔ زیبندہ نظر، والا قدر۔ الخ

(رحمتہ للعالمین)

عربی میں اسی طرح بخاری شریف کا باب کتاب المناقب، مسلم شریف کا باب کتاب الفضایل، شمائل ترمذی سے ہوتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبیؐ کے حصہ "طہور قدسی" تک چلے آیئے اور پھر اس کے بعد بے شمار مصنفین کی تصنیفات میں نثری نعتیں بھری پڑی ہیں۔ اور ان میں بعض مصنفین نے اپنے نثر پاروں کو "نعت" کا عنوان بھی دیا ہے۔ اتنی وضاحت اسی لیے کی گئی۔ ورنہ عرف عام میں نثری تخلیق کو عوام وخواص ہر دو طبقے میں کوئی نعت نہیں کہتا۔ اس لیے ایسی تخلیق کو محامد رسولؐ، محاسن رسولؐ، فضائل رسولؐ، وغیرہ کے زیر عنوان ہی رکھنا اردو مزاج و روایت کے عین مطابق ہوگا۔ بعض استثنا قابل توجہ نہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ طلحہ رضوی برق فرماتے ہیں کہ "نعت اس کلام منظوم کو کہتے ہیں جو حضور انور محمد رسول اللہ کی شان اقدس میں زیب قرطاس ہو (اردو کی نعتیہ شاعری)۔ اور بقول ڈاکٹر یونس حسنی "ایسی تمام نظمیں جن میں رسول خدا سے محبت و عقیدت کا اظہار کیا جائے....... نعت کی تعریف میں آتی ہیں۔ (اختر شیرانی اور جدید اردو ادب) اور بقول جناب ممتاز حسن "میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تاثر ہمیں حضور نبی کریمؐ کی ذات گرامی سے قریب لائے الخ" (خیر البشر کے حضور میں)

یہ تین آرا شاہد ہیں کہ نعت کا تعلق بہر حال شاعری سے ہے! اور اردو میں کلام منظوم ہی نعت کہلاتا رہا ہے۔ شاعری اور شاعر سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے میں نے اکثر یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ، قرآن مجید میں ذم شعرا سے متعلق آیات وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝۔ (اور گمراہ لوگ ہی شعرا کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ (خیالات) کی وادیوں میں سرگرداں رہتے ہیں اور (سب سے بڑی بات یہ کہ) وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے) کے نزول پر اگر بات ختم ہو جاتی تو شاعری تمام اسلامیوں کے لیے شجر ممنوعہ قرار پاتی۔ اور شعرا گردن زدنی ٹھہرتے لیکن ان کے بعد کی آیت شریف نے شاعری کے لیے اباحت کی راہ ہموار کر دی۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مگر وہ لوگ جو

ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا۔ اور وہ مظلوم جنھوں نے اپنے اوپر ہوئے ظلم کے بدلے کچھ کہا الخ یوں شاعری کے لئے لازمی ٹھہری دو باتیں۔ اوّل یہ کہ اللہ کا ذکر کثرت سے اس میں ہو۔ ظاہر ہے کہ ذکر کا مفہوم بڑا وسیع ہے اس کا مطلب گوشۂ عافیت میں بیٹھ کے صرف اللہ اللہ کرنا نہیں۔ بلکہ منشائے الٰہی کے مطابق خود عمل کرنا اور دوسرے لوگوں تک پیغام ربانی کا پہنچانا وغیرہ بھی شامل ہے۔ دوم یہ کہ ظلم کے بدلے کے لئے بھی شعر گوئی سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ حضرت حسانؓ نے رسول اللہ صلعم کے حکم سے یہ خدمت انجام دی تھی۔

نعت گوئی کے لئے "ذکر" ہی کے ذیل میں گنجائش تو نکل سکتی تھی لیکن خود اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان کو بوضاحت یہ حکم دیا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۞ (بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اے وہ تمام لوگ جو ایمان لا چکے ہو اُن پر درود و سلام بھیجو) یہ نعت گوئی کے لئے گویا خدائی اجازت نامہ ہے۔

ہر چند کہ نعت شریف عربی فارسی اور اردو نیز دیگر زبانوں میں قریباً ڈیڑھ ہزار برسوں سے کہی جا رہی ہے لیکن بعض کوتاہ نظر ناقدین کے نزدیک یہ اب بھی صنف سخن کا درجہ نہیں پا سکی۔ اُن کے بقول وجہ صرف اتنی سی ہے کہ نعت کی کوئی متعین ہیئت نہیں۔ ان کج فہموں کی سمجھ میں اتنی سی بات نہیں آتی کہ صنفی شناخت کے لئے صرف ہیئت واحد معیار نہیں بلکہ موضوع بھی بہت اہم رول ادا کرتا ہے۔ اور موضوعی اہمیت کے لحاظ سے نعت وہ مہتم بالشان صنف ہے کہ دوسری کوئی صنف اس کے پاسنگ کے برابر بھی نہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے بجا فرمایا ہے۔

"فارسی اور اردو شاعری کا مطالعہ اگر عام ڈگر سے ہٹ کر، انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ کیا جائے تو شاید سب سے زیادہ طاقتور، سب سے زیادہ موثر اور سب سے زیادہ بھرپور صنف' نعت قرار پائے گی۔ تنوع اور مقدار (معیار) ہر اعتبار سے نمایاں اور ممتاز۔ (اردو شاعری میں نعت گوئی)"

چونکہ حضور پرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مکے میں ہوئی اس لئے فطری طور پر حضورؐ کی مدح و ثناگوئی کی شروعات عربی زبان میں ہی ہوئی۔ عرب

دورِ جاہلیت میں بڑے لسان و فصیح البیان تھے۔ اور اپنے وقت کے معیار و مزاج کے مطابق شعر گوئی کو بھی انہوں نے بامِ عروج پہ پہنچا دیا تھا۔ اپنی زبان دانی فصاحت و بلاغت اور زور طلاقت پر ان کا ناز غرور کی سرحدوں میں داخل ہو گیا تھا چنانچہ عرب کو چھوڑ کر بقیہ خطۂ زمین ان کے نزدیک عجم (گونگا) تھا۔

حضور پر نور کے ظہور کے ساتھ ہی حالات نے پلٹا کھایا۔ افکار و عقائد میں بدلاؤ آیا تو زبان و ادب پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوا۔ ہر چند کہ اسلام کا کھلم کھلا اعلان نہیں ہوا تھا۔ لیکن حضورؐ کی ولادت کے ساتھ ہی برکتوں کا جو نزول شروع ہوا پھر حضورؐ کے طور طریق رہن سہن، اخلاق و عادات، افکار و خیالات کا جن لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ ان میں کیا قریب کیا دور سبھی لوگ گرویدۂ رسولؐ ہو گئے۔ اور صادق و امین تو انھوں نے بھی کہا جو اعلانِ نبوت کے بعد حضورؐ کے دشمن جانی تھے۔ وجہ اختلاف و دشمنی یہ نہ تھی کہ وہ لوگ حضورؐ کی ذات میں کوئی خرابی دیکھتے تھے بلکہ سبب یہ تھا کہ حضورؐ ایک خدائے واحد کی پرستش پر اصرار کیوں کرتے ہیں۔ بہر حال اس امر میں تو اختلاف ہے اور ہونا فطری بھی ہے کہ نعت گوئی میں اوّلیت کا شرف کسے حاصل ہے لیکن یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ نعت گوئی کی ابتدا عربی میں ہوئی۔

محققین میں بعض حضرات نعت گوئی میں اوّلیت کا سہرا میمون بن قیس کے سر باندھتے ہیں تو بعض حضرتؐ کے چچا ابو طالب کے سر۔ لیکن تحقیق جدید شاہد ہے کہ یہ شرف خود حضورؐ کی والدہ بی بی آمنہ کو حاصل ہوا۔ عرب رواج و رفتار کے مطابق جب آپؐ کی والدہ مکرمہ حلیمہ سعدیہ کے حوالے کرنے لگیں تو بے ساختہ آپ کی زبان پر یہ اشعار جاری ہوئے۔ ؎

أُعِيذُهُ بِاللّٰهِ ذِي الْجَلَالِ — مِنْ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَى الْجِبَالِ
حَتّٰى أَرَاهُ حَامِلَ الْحِلَالِ — وَيَفْعَلُ الْعُرْفَ إِلَى الْمَوَالِ
وَغَيْرِهِمْ مِنْ حَشْرَةِ الرِّجَالِ

(ماہنامہ ہدیٰ ستمبر ۱۹۸۴ء)

(میں اپنے نورِ نظر کو اللہ عز و جل کی پناہ میں دیتی ہوں اس کے شر سے جس کی گزر دشت و کوہ میں ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اونٹ پر سوار دیکھ لوں! اور یہ دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور نادار لوگوں کے

ساتھ احسان و مروت سے پیش آنے والا ہے)

دوسرا باضابطہ نعتیہ قصیدہ جناب ابو طالب سے منسوب ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے ابن ہشام کے حوالے سے ابو طالب کے سات اشعار نقل کئے ہیں۔ اور انھیں اولین نعت قرار دیا ہے۔ ایک شعر بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ ے

اِذا اجتَمَعَت یوماً قریش لمفتخر   فَعَبدُ مناف سَرّھا وَصَمِیمُھا

مفہوم اس نعت شریف کا یہ ہے کہ اگر اہل قریش یہ طے کرنے کی بات سوچیں کہ ان کے لئے باعث افتخار کیا ہے تو انھیں معلوم ہوگا کہ وہ بنو عبد مناف ہے اور شاخ بنو عبد مناف کے لوگ اگر سوچیں تو وہ بنی ہاشم میں اپنی اصلیت و عظمت کا نشان پائیں گے اور پھر اگر بنو ہاشم بھی اپنے سرمایۂ افتخار کی تلاش کریں تو انھیں معلوم ہوگا کہ ان کی عزت و عظمت کا راز صرف ایک شخص واحد محمدؐ میں پوشیدہ ہے۔

نعت گوئی کا شرف انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی حاصل ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ دوران سفر ہجرت جب آنحضرتؐ غار ثور سے نکل کر ام معبد کے خیمے تک پہنچے تو وہاں ایک بیمار، لاغر اور کمزور بکری کو بندھا پایا۔ ام معبد ایک ضعیف خاتون تھیں جو مسافروں کو پانی پلانے اور حتی المقدور ان کی ضیافت کرنے میں لگی رہتی تھیں۔ اتفاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ وہاں پہنچے تو ام معبد کے پاس کچھ نہ تھا۔ رسول اللہؐ نے دریافت کیا کہ اس بکری کا دودھ نکالوں۔ ام معبد نے جواب دیا کہ یہ تو اتنی لاغر ہے کہ چل پھر بھی نہیں سکتی ویسے آپ کا جی چاہے تو بے شک نکالئے۔ آپؐ نے بسم اللہ کہہ کے تھن پر ہاتھ رکھا تو تھن دودھ سے بھر آیا۔ برتن مانگ کر آپ نے دودھ نکالا تو وہ مقدار میں اتنا تھا کہ تمام حاضرین نے سیر ہو کر پیا۔ اور پھر بھی بچ رہا۔ آپؐ کے رخصت ہونے پر جب ام معبد کے شوہر گھر آئے اور دودھ ... دیکھی تو صورت حال سے متعلق دریافت کیا اور حضرتؐ کی آمد کا واقعہ سنا تو آپ کا حلیہ دریافت کیا۔ ام معبد کا بیان کردہ حلیہ نثری نعت کے نمونے کے سلسلے میں سابقہ سطور میں درج کیا گیا۔

اسی واقعے کے دن اہل مکہ نے رات کو بکمال خوش الحانی کسی کو گلی کوچوں میں نعتیہ اشعار گاتے سنا۔ ایک شعر دیکھئے۔ ے

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ
رفیقین حلا خیمتی ام معبد

(پروردگار اچھے سے اچھا صلہ ان دونوں رفقاء کو دے جو ام معبد کے خیمے پر آکر ٹھہرے تھے)

گانے والی آواز کچھ ایسی سُریلی اور دلکش تھی کہ اشعار لوگوں کی زبان پر چڑھ گئے۔ اور عالم اشتیاق میں لوگ گانے والے کو دیکھنے کے لئے باہر نکل گئے۔ لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ اور اسی لئے یہ نعت شعر الجنی مشہور ہوئی۔ بقول ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی تاریخی طور پر یہ دوسری نعت ہے۔

نعت گوئی کا شرف "سبعہ معلقات" کے مشہور شاعر اعشیٰ نے بھی حاصل کیا تھا لیکن ایمان کی حلاوت اس کے نصیب میں نہ تھی۔ حرص وہوس کا شکار رہا۔ اور عبرت ناک ہلاکت سے دوچار ہوا۔

نعت گوئی میں سرخ رو حضرت کعبؓ ابن زہیر بھی ہوئے۔ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانہ دیکھا۔ حضورؐ کے خلاف اشعار کہنے کی بھی حماقت کی لیکن اللہ نے ہدایت بخشی۔ اور پھر بے مثال نعتیہ قصاید لکھے۔ ایک قصیدے کے اس شعر ؎

انّ الرسول لنور یستضاء بہٖ
وَصارم من سیوف الھند مسلول

(بلاشبہ رسولؐ ایک نور ہیں جن سے اس طرح اجالا پھیلتا ہے جس طرح فولادی تلوار کے نیام سے نکلتے ہی آنکھوں کے سامنے چمک پیدا ہوتی ہے۔)

پر خوش ہو کر آنحضرتؐ نے اپنی ردائے مبارک کعب کو عطا کر دی تھی۔ اسی مناسبت سے یہ قصیدہ عربی ادب میں قصیدۂ بردہ شریف کہلاتا ہے۔

حضرت حسانؓ بن ثابت انصاری نے نعت گوئی میں بے مثال شہرت پائی۔ اور شاعر رسول نیز شاعر اسلام کے لقب سے نوازے گئے۔ عربی معاشرے میں شعراء کی بڑی عزت واہمیت تھی۔ بے دین شعراء کی دین اسلام اور مسلمانوں کی ہجویات کے رد کی ضرورت جب رسول اکرمؐ کو محسوس ہوئی تو اس کار خیر کے لئے حضرت حسانؓ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ خدمت بطریق احسن انجام دی بلکہ رسول اللہؐ کی ثنا وصفت بیان کرنے میں اپنی پوری زندگی کھپا دی۔ بہرحال آپ کے قصائد میں وہ

نعتیہ قصیدہ بہت معروف ہے جو آپؓ نے فتح مکہ سے قبل ابوسفیان (قبل از اسلام) کی ہجو کے جواب میں لکھا تھا۔ ایک شعر بطور نمونہ دیکھئے۔

هجوت مبارکا برّا حنیفا
امین الله شیمته الوفاء

(تو نے ایسے شخص کی برائی کی ہے جو بڑا بابرکت، نیک ہے، اللہ والا ہے، معتبر ہے اور وفا شعار ہے) حضرت حسانؓ سے رسول اللہؐ اس قدر خوش تھے کہ ان کے لئے مسجد نبویؐ میں منبر بچھاتے تھے اور ان کے حق میں دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! روح قدس (جبریل) کے ذریعہ حسان کی مدد فرما۔

عہد نبوی میں جاں نثاران رسول کی جمعیت کے سامنے فرمان خداوندی مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے گویا اللہ کی اطاعت کی) اور حدیث رسولؐ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے والدین اور اپنے بال بچوں اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ رکھتا ہو۔) کی شمع روشن تھی۔ اس حال میں جمعیت کی جمعیت پروانہ وار نثار تھی۔ حال یہ تھا کہ دشمن اسلام ابوسفیان (قبل از اسلام) پکار اٹھتا ہے کہ "کسی شخص کو میں نے ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کو اس قدر عزیز رکھتے ہوں جس قدر محمدؐ کے اصحاب ان کو عزیز رکھتے ہیں۔ عروہ بن مسعود ثقفی جو قریشیوں کے سفیر کی حیثیت سے آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا تھا واپس آکر بیان دیتا ہے کہ "لوگو! میں نے قیصر کا دربار بھی دیکھا ہے اور کسریٰ کا بھی اور نجاشی کا بھی دربار دیکھا ہے مگر اصحاب محمدؐ جیسی تعظیم محمدؐ کی کرتے ہیں ویسی تعظیم تو کسی بادشاہ کی خود اس کے دربار اور ملک میں بھی کوئی نہیں کرتا۔" ان حالات میں وہ لوگ شاعری جن کی گھٹیوں میں پڑی تھی نعت کیوں کر نہ کہتے۔ اس لئے ہر سخنور نے اپنی بساط بھر نعت گوئی بھی کی۔ ان میں زیادہ شہرت حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت حسانؓ، حضرت عبداللہ ابن رواحہ، حضرت کعب ابن مالک، حضرت کعب ابن زہیر، حضرت حضرت ضرارؓ، حضرت زیدؓ، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرہ نے حاصل کی اور عہد نبوی سے نعت گوئی کا سلسلہ اب تک جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

یہ بیان ادھورا رہ جائے گا اگر دو واقعات کے سلسلے کی مشہور نعتوں کا ذکر نہ کیا جائے۔ ایک واقعہ ہجرت نبوی کے زمانے کا ہے۔ جب آنحضورؐ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کی پردہ نشیں عورتیں وفورِ مسرت سے چھتوں پر آ کر نعتیہ اشعار گانے لگیں۔ ؎

طَلَعَ البدرُ علینا مِنْ ثَنِیَّاتِ الوداع

(وداع پہاڑ کی گھاٹیوں سے ہم پر چاند نکل آیا ہے)

اور بنو نجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دف بجا بجا کر جن نعتیہ اشعار کے ساتھ آپ کا استقبال کیا ان میں سے بھی ایک شعر دیکھئے۔ ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بنی النَّجَّار یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَار

(ہم خاندان نجار کی لڑکیاں ہیں واہ وا، محمدؐ کیسے اچھے ہمسایہ ہیں)

دوسرا واقعہ ساتویں صدی ہجری کے ایک مصری بزرگ اور قادر الکلام شاعر کا ہے۔ نعتِ نبیؐ انکی شاعری کا خاص موضوع تھا۔ ان کا مکمل دیوان نعتیہ شاعری پر مشتمل ہے۔ ان کے جسم کا نصف حصہ فالج زدگی کی وجہ سے مفلوج و بے کار ہو گیا تھا۔ اس حال میں بھی انہوں نے ایک نعتیہ قصیدہ لکھا اور خواب میں حضرت رسول اکرمؐ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ آنحضورؐ نے ان کے قصیدے پر اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔ دستِ مبارک ان کے چہرے اور سر پر پھیرا۔ اور ان پر اپنی ردائے مبارک ڈال دی۔ آپ جب نیند سے بیدار ہوئے تو فالج کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ یہ تھے حضرت علامہ محمد بن سعیدؒ بوصیریؒ اسی واقعہ کی وجہ سے ان کا قصیدہ قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ایک شعر اس قصیدے کا بھی ملاحظہ کیجئے۔ ؎

هُوَالحبیب الذی ترجی شفاعته لِکُلِّ هولٍ مِنَ الاهوالِ مقتحِمُ

(آپ ایسی پیاری شخصیت کے مالک ہیں جن کی شفاعت کا آسرا ہر پیش آنے والی ہولناک حالت میں کیا جاتا ہے۔

عربی ایران میں آئی تو یہاں کے شعراء نے بھی عربی نعت گوئی میں اپنی جولانیٔ طبع کا مظاہرہ کیا صرف ایک مثال دیکھے۔ شیخ سعدیؒ کئی جہتوں سے عالمگیر شہرت رکھتے ہیں لیکن اس ایک نعتیہ قطعہ نے

انہیں بے مثال شہرت عطا کی اور زبان زد عوام و خواص ہو گیا۔

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؔ نے عربی میں فارسی کی آمیزش کے ساتھ یہ قطعہ لکھ کر خود تو شہرت دوام حاصل کی ہی نعتوں کا عطر نچوڑ کر رکھ دیا۔

یا صاحبَ الجمال و یا سیدَ البشر   مِنْ وَجْھِکَ المنیر لقد نُوِّرَ القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی نے اس قطعہ کو شاہ عبدالعزیز دہلویؒ (م ۱۸۲۴ء) سے منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب)

ہندوستان میں بھی بزبان عربی شعراء نے نعت گوئی میں طبع آزمائی کی۔ ان شعراء میں حضرت احمد بن عبدالرحیم (شاہ ولی اللہ) دہلویؒ، حضرت شیخ احمد تھانیسریؒ، مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اور مولانا سید غلام رسول قوس حمزہ پوری کے نام قابل ذکر ہیں۔ علامہ بلگرامی نے اپنی نعت گوئی کے سبب حسان الہند کا لقب پایا۔

سرزمین فارس جب مطلع اسلام ہوئی اور ایرانیوں کے افکار و عقاید رو بقبلہ ہوئے تو ان کے دلوں میں بھی حب رسول کا جذبہ بیدار ہوا۔ عشق و محبت میں لبریز دلوں میں جوش و ولولہ نے انگڑائی لی۔ ایرانی شعر و سخن جو پہلے ہی سے مائل بہ تصوف تھے کا جھکاؤ اسلامی تصوف کی طرف ہوا۔ اور متعدد عوامل نے مل جل کر ان شعراء کے نعتیہ کلام میں وہ سوز و گداز پیدا کیا۔ وہ درد و اثر پیدا کیا، ایسا والہانہ اور فداکارانہ انداز پیدا کیا کہ باید و شاید اور فارسی شاعری میں صنف نعت اوج کمال کو پہنچ گئی۔

یہ درست ہے کہ فارسی کے اولیں بڑے شعراء مثلاً رودکی و فردوسی کا کلام اس گوہر آب دار سے خالی ہے۔ لیکن بعد کے شعراء میں اسعد گرگانی، سنائی، خاقانی، نظامی گنجوی، فریدالدین عطار، جلال الدین رومی، عراقی، سعدی، حافظ، علامہ تبریزی، انوری، جامی، عرفی، قدسی نے نعت گوئی میں بڑا نام پیدا کیا۔ اور ایران ہی پر کیا منحصر ہندوستان میں بھی مدت مدید تک فارسی گوئی شعراء کا طرۂ امتیاز رہی اور شاید ہی کوئی ایسا صاحب ایمان شاعر ہوگا جس نے مستقل نعت نہیں تو کم از کم نعتیہ اشعار نہ کہے ہوں۔ اس زمرہ

شعراء میں بھی خسرو، بیدل، فیضی، غالب، عزیز لکھنوی، کمال شملوی، فریاد شیر گھانوی، عزیز صفی پوری، گرامی جالندھری، قوس حمزہ پوری، اور قتیل داناپوری وغیرہ نے بڑا نام پیدا کیا۔

جیسا کہ قبل مذکور ہوا فارسی میں نعت گوئی میں اولیت کا سہرا اسعد گرگانی (م۔ ۴۴۶ھ) کے سر ہے۔ ان کی مثنوی کا ایک شعر دیکھئے۔ ؎

کنوں گویم ثنا ہائے پیمبرؐ　　　که مارا سوئے یزداں ست رہبر

(اب میں پیغمبرؐ کی ثنا کرتا ہوں جنھوں نے خدا کی طرف ہماری رہبری فرمائی۔)

خاقانی کی مضمون آفرینی اور جدت طرازی دیکھئے۔ ؎

احمدؐ پس آدمؑ است شاید　　　میوہ ز پسِ شگوفہ آید

(احمدؐ اگر آدمؑ کے بعد آئے تو یہ مناسب ہی ہے کیوں کہ پہلے پھول ہی پیدا ہوتا ہے اس کے بعد پھل (میوہ)۔ حضرت فریدالدین عطارؒ کے کلام میں گرچہ سادگی ہے لیکن پُرکاری بھی ہے۔ انکی مثنوی منطق الطیر بہت مشہور ہے ؎

خواجہ دنیا و دیں گنج وفا　　　صدر و بدر ہر دو عالم مصطفےٰؐ

(حضرت محمد مصطفےٰؐ صدر نشیں دو عالم ہیں، بڑے وفاشعار اور دین و دنیا کے مالک ہیں)

صوفی شاعر عراقی نعت گوئی میں باہمہ طنطنۂ سخنوری اپنے عجز کا اقرار کرتے ہیں۔ ؎

از مدیح تو عاجز آمد عقل　　　ناطقہ در ثنات لال شدہ

(آپؐ کی مدح میں عقل عاجز ہے اور ناطقہ آپ کی ثناخوانی کے باب میں گنگ ہے)

سعدیؒ کا پایہ بھی نعت گوئی میں بہت بلند ہے۔ عربی نعت گوئی کے سلسلے میں ان کا وجدآفریں قطعہ درج ہو چکا ہے۔ جو عرب و عجم چار دانگ عالم میں مشہور ہے۔

خواجہ ہمام الدین علا تبریزی حالانکہ پُرگو شاعر نہ تھے لیکن اپنے مختصر سے سرمایۂ کلام میں اُن کے صرف ایک شعر نعت نے انھیں سُرخ رو کر دیا۔ ؎

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب　　　ہنوز نام تو بردن کمال بے ادبی است

(ہزار بار دہن مشک و گلاب سے دھونے کے بعد بھی آپ کا نام نامی لینا مجھے زیبا نہیں دیتا)

درعرفی نے اسی شعر کے مصرع ثانی میں ذراسی تبدیلی کر کے نہ صرف یہ کہ مفہوم شعر کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر پہنچا دیا۔ نعتیہ شاعری میں بے مثال نگینہ جڑ دیا! اور خود بھی شہرتِ دوام حاصل کی۔ ؎

ہزار بار بشویم ذہن زمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

امیر خسرو کی یہ نعت دلوں کو گرماتی ہے۔ کیف و نشاط سے بھرتی ہے اور وجدو حال طاری کرتی ہے۔ ؎

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

عرفی کا ذکر ضمناً آچکا ہے۔ نعت کا فن وہ لطیف اور نازک فن ہے کہ معمولی بے احتیاطی بھی شاعر کو لے ڈوبتی ہے۔ نعت گو شعراء کو توحید و رسالت، الوہیت اور نبوت میں جو فرق ہے اس کا لحاظ بہر حال لازم ہے۔ شرک اسلام میں ناقابل معافی گناہ ہے۔ روایت ہے کہ کسی شخص نے حضورِ اکرمؐ سے کہا مَاشَاءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ (جو اللہ چاہے اور آپؐ چاہیں) حضورؐ نے فوراً ٹوکا اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا (تم مجھے اللہ کے برابر کرتے ہو۔) کہو مَاشَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ (جو اللہ واحد چاہے) نعت گوئی کی اسی نزاکت اور مشکل کے پیش نگاہ عرفی نے یہ شعر کہا۔ ؎

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا آہستہ، کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

(عرفی سرپٹ نہ دوڑ یہ نعت گوئی کی راہ صحرا نہیں۔ آہستہ چلو یہاں ہر قدم تلوار کی دھار پہ ہے)

قدسی نے اپنی کہی ہوئی نعت "مرحبا سید مکی مدنی العربی" کے ذریعہ بے پناہ مقبولیت پائی۔ صرف اسی ایک نعت پہ بے شمار شعرا نے تضمینیات لکھیں اگران تضمینیات ہی کو جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں درکار ہوں گی۔ یہ قدسی کی نعت کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔

بیدل دلستان ہند کے مشکل پسند شاعر ہیں۔ ان کی مثنویوں میں نعتیہ اشعار بہت ہیں۔ اساتذہ کا ایک حلقہ غزل میں نعتیہ اشعار کا لانا اچھا نہیں سمجھتا۔ غالباً اسی وجہ سے بیدل کی غزلوں میں نعتیہ اشعار نہیں لیکن بیدل نے ایک سلام لکھ کر آخرت سنوار لی۔ آج کوئی سیرت کا جلسہ خصوصاً محفل میلاد ایسی نہیں جہاں یہ سلام بفرط عقیدت نہ پڑھا جاتا ہو۔ ؎

یا نبی سلام علیک　　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　　صلوٰۃ اللہ علیک

غالب نے بھی اپنی مشکل پسندی کو طاق پر رکھ کر اپنے عجز کا اظہار نعت گویی میں کیا لیکن دیکھئے کہ کس خوبصورتی سے نکتہ پیدا کیا۔ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

(اے غالب ہم نے آقا کی ثنا گویی اللہ پاک پر چھوڑ دی ہے کہ وہی ذات پاک محمدؐ کے مرتبے سے واقف ہے)

شیخ غلام قادر گرامی جالندھری کا یہ نعتیہ انداز دیکھئے۔ ؎

شعلۂ نور و موسیٰؑ و سر طور　　　احمدؐ از فرق تا قدم ہمہ نور

(نوری شعلہ، حضرت موسیٰؑ اور کوہ طور یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں اور محمدؐ سر سے پاؤں تک نور ہی نور ہیں)

عاشق رسولؐ، شاعر اسلام علامہ اقبال کا انداز و اسلوب اچھوتا ہے، جدا ہے، بات ہے کہ دل میں اتر تی جاتی ہے۔ اپنی شعر گویی سے اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر انھوں نے بہرہ ور کیا اُس کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔ اُن کا بھی ایک نعتیہ شعر دیکھئے۔ ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

(حضرت محمد مصطفیٰؐ کی پناہ میں داخل ہو جاؤ کہ دین کا سرچشمہ وہی ہیں اگر ان تک نہ پہنچے تو پھر تم کلیتاً بولہب ہو)

اقبال کے بعد فارسی گوئی رو بہ زوال ہوئی۔ پھر بھی ہر وہ شاعر جو فارسی کا ذوق رکھتا تھا فارسی گویی سے جڑا رہا اور جڑا ہوا ہے۔ یہ سلسلہ بہت طویل ہے۔ کہنے کو تو اس خاکسار نے بھی فارسی گویی کی۔ اور نعت بھی کہی۔ ؎

بسر سودائے عشقِ شاہِ دیں شدُ　　　دماغم ہمسر چرخ بریں شدُ

(جب سے نبی اکرمؐ کے عشق کا سودا سر میں سمایا ہے میرا دماغ آسمان پر ہے۔)

لیکن تمام شعرار کا ذکر بہت طوالت طلب ہے۔ سلسلہ برقرار رکھنے کو عربی سے فارسی اور فارسی سے اردو شعرار کی نعت گویی کا ذکر مقصود ہے تاکہ نعت گوئی کا ایک اجمالی خاکہ نظر کے سامنے آجائے۔

یہ حقیقت جگ ظاہر ہے کہ بمقابلہ عربی و فارسی اُردو بہت کم عمر زبان ہے۔ اپنی اس نوزائیدگی کا ایک فائدہ اُردو کو یہ تو پہنچا ہی کہ اپنی غوں غاں کرنے کی عمر ہی سے یہ نعت خواں رہی ہے۔ اختلاف اس امر میں تو ممکن ہے کہ اردو دکن میں پیدا ہوئی۔ پنجاب میں پیدا ہوئی۔ یا شاہ جہاں آباد میں پیدا ہوئی لیکن یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ نعت گوئی کا سلسلہ اُردو میں ابتدا ہی سے جاری ہے۔ اُردو کا غالباً ایک بھی شاعر خواہ مسلمان ہو، ہندو ہو، سکھ ہو، عیسائی ہو یا اور کسی عقیدے کا ایسا نہ ملے گا جس نے نعتیہ اشعار نہیں کہے ہوں۔ یہ اردو کے اپنے مزاج اور تہذیب کی دین ہے۔ قدماء کا وطیرہ یہ تھا کہ اپنی تصنیفات کی ابتدا حمد و نعت سے کرتے تھے خواہ عاشقانہ دفاسقانہ مثنوی ہی لکھ رہے ہوں۔

دوسرا سبب نعت گوئی سے رغبت کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپؐ کے ذکر سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اور یہ عقیدہ غلط بھی نہیں ہے یہ حکم خداوندی ہے کہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ (خدا نے جو نعمتیں تمہیں عطا کی ہیں ان کا ذکر کرو) اب اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی کہ آنحضورؐ کو اللہ نے دنیا میں بھیجا اور انکی تعلیمات کی وجہ سے ہم نے اللہ وحدہٗ لاشریک کو پہچانا اور موحد ہونے کا شرف حاصل کیا۔ پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم رسولؐ کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھیں اور انھیں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ صالحوں کے ذکر کے وقت نزول رحمت ہوتا ہے۔ جب صلحاء کا یہ مرتبہ ہے تو سرور انبیاءؐ کے ذکر کے وقت کیسی کیسی رحمتیں اور برکتیں نہ نازل ہوتی ہوں گی۔ مسلم شریف کی ایک حدیث ہے۔ اما انی لم استحلفکم ولکنہ اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ یباھی بکم الملئکۃ (میں تم لوگوں کو قسم دے کر دریافت نہ کرتا لیکن میرے پاس جبریل نے یہ خبر پہنچائی ہے کہ اللہ تعالٰے نے تم لوگوں کے ذکر خیر کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کیا ہے۔) واقعہ یہ ہے کہ ایک دن آنحضورؐ کہیں تشریف لے گئے تھے اصحاب رسولؐ نے خدا اور اس کے رسولؐ کے ذکر میں وقت گزارا۔ جبریل امین نے جب خدا کی خوشنودی کا پیغام پہنچایا تو آپؐ کے دل میں اشتیاق ہوا کہ صحابہؓ کس قسم کا ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ کے دریافت کرنے پر صحابہؓ کو ذرا سنکوچ ہوا کہ آپؐ ہی سے آپؐ کے فضائل کا گفتگو کا حال کیا بیان کیا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے باصرار دریافت کیا اور حقیقت حال منکشف ہوئی۔

نعت شریف کی ترویج میں بڑا حصہ ہمارے علماء اور بالخصوص صوفیائے کرام کا بھی ہے۔ ان حضرات نے

خود بھی نعتیں کہیں اور ان کے اثر سے ان کے ارادتمندوں میں سے بھی جو شعر گوئی پر قادر تھا نعت گوئی کو باعث خیر و برکت سمجھا۔

نعت گوئی کو ہندوستان میں سیرت کے جلسوں اور بزم میلاد شریف کی وجہ سے بھی عروج حاصل ہوا۔ اور ہر بڑی آبادی میں برسے چھ مہینے بڑے جلسوں کا اہتمام تواتر سے ہوتا ہے اور مجلس مولود شریف تو گویا معمول زندگی ہے۔

بزم مولود شریف خواہ ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں شروع کی گئی بدعت ہی سہی لیکن ابتدائً بدعت حسنہ تھی۔ شعراء ان محفلوں میں اپنی نعتوں سے محفل کو گرماتے تھے۔ اور سامعین کے ایمان کو تازہ کرتے تھے۔ ان محفلوں کی برکت کا ہی نتیجہ ہے کہ مولود شہیدی (غلام امام شہید) مولود سعیدی (سعید لکھنوی) زیور ایمان (سعید لکھنوی) مولود اکبر (اکبر میرٹھی) مولود طپش (چراغ علی طپش) میلاد نامہ (خواجہ حسن نظامی) جلوہ گاہ پیغمبرؐ (قوس حمزہ پوری) میلاد مقبول (کیف المسلمی امروہوی) میلاد گوہر (گوہر رامپوری) تحفۃ الرسولؐ (شاہ معین الدین) وغیرہ طبع ہوئیں۔ ان کتابوں سے آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشے سامعین تک پہنچے! اور جیسا کہ عرض کیا نعت خوانی ان محافل کا لازمہ رہی ہیں۔

اب ناظرہ میلاد خوانی کا زمانہ ختم ہوا! اور علمائے مقررین کی گرم بازاری ہے۔ برائی یہ در آئی ہے کہ اکثر معمولی پڑھا لکھا بلکہ حرف شناس بھی دو چار تقریریں رٹ لیتا ہے اور علامہ بنا پھرتا ہے۔ اپنی فیس مقرر کر رکھی ہے اور اس کے شانہ بشانہ نعت خوانوں کا جم غفیر بھی ابھر آیا ہے اور یہ حضرات بھی باضابطہ نازنخروں اور مول بھاؤ کے ساتھ رونق محفل ہوتے ہیں۔ تبلیغ دین اسلام کا مقصد آنکھوں سے اوجھل ہوا اور ایک پیشہ ور جماعت پیدا ہو گئی۔ آپ کا جی چاہے تو اسے بھی میلاد و نعت خوانی کی برکت ہی کہہ لیجئے کہ اس بیکاری کے زمانے میں بے شمار لوگوں کی روزی روٹی کا یہ سہارا ہے۔

بہر حال ان تمام برائیوں کے باوجود یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہندوستان کے مسلمان دوسرے ممالک جن میں ہمیشہ طور پر اسلامی ممالک کے نام سے جانے والے ممالک بھی شامل ہیں، سے زیادہ خدا ترس اور رسول امین کے عاشق و شیدائی ہیں اور نعت خوانی ہو یا نعت گوئی بڑی حد تک اب بھی یہاں محبت رسولؐ ہی کے نتیجے میں جاری و ساری ہے۔

گذشتہ سطور میں عرض کیا ہے کہ نعت شریف کی ابتدا عربی سے ہوئی۔ وہاں قصائد کا دور دورہ تھا اس لیے نعت نگاری میں بھی غلبہ قصائد ہی کا رہا۔ قصائد کی اپنی مخصوص ہیئت ہے اور اسے برتنے کے لیے تشبیب کا حصہ لازمی ہے! اس لیے مناظر قدرت سے لے کر عشق و عاشقی سے بھرپور مضامین کا سہارا بھی لیا گیا۔ نعت کا فن جب فارس میں آیا تو قصائد کے شانہ بشانہ مثنوی نے بھی اپنا رول ادا کیا۔ مثنویات کا بھی کم و بیش وہی حال ہے کہ غیر مہذب و فاحش واقعات سے بھرپور قصوں کے بیان میں بھی رسماً شروعات حمد و نعت کے مضامین سے کی گئی۔ معلوم نہیں ان نعتیہ نمونوں کی تحریر میں محبت رسولؐ کا کتنا حصہ ہے۔ پچھلے دنوں اشراق حمزہ پوری ملنے آئے تھے وہ ایک مولوی صاحب کا قصہ بیان کر رہے تھے۔ مولوی صاحب کو تاڑی پینے کی عادت تھی۔ لیکن چوں کہ مولوی صاحب تھے اس لیے ہر پیالہ پینے سے پہلے "بسم اللہ" ضرور بلکہ لازماً کہتے تھے۔ فارسی اور اردو کی بیشتر مثنویوں کا بھی یہی حال ہے۔ البتہ جو مثنویاں، نور نامے، مولود نامے، معراج نامے وغیرہ کے سے عنوان سے خالصتاً سیرت کے مختلف گوشوں پر لکھی گئیں وہ قابل قدر ہیں۔ اس لیے میری نگاہ میں ارادۃً اور عقیدۃً لکھی گئی وہ نعتیں ہیں جو فارسی اور اردو میں غزل کی ہیئت میں تحریر کی گئیں لائق تحسین و آفریں ہیں۔ پہلے ہی عرض کیا ہے کہ نعت شریف ایک موضوعی صنف ہے اس لیے وہ کسی ایک ہیئت میں محصور نہیں رہی۔ بالخصوص اردو میں یہ قصیدے، مثنوی، غزل، قطعہ، رباعی، نظم آزاد نظم، آزاد غزل، مخمس، مسدس، مثلث، مربع، ثلاثی، سانٹ، ترائیلے، ہائیکو اور ماہیے تک میں لکھی گئی اور لکھی جا رہی ہے! اس لیے موضوعی تقدس مآبی کے شانہ بشانہ ہیئتی تنوع کے لحاظ سے بھی حضرت علی میاں کا یہ قول درست ہے کہ نعت سب سے زیادہ طاقت ور، موثر اور بھرپور صنف سخن ہے۔

نسبتاً زیادہ معتبر تحقیق یہ ہے کہ اُردو کا نکھوا دکن میں پھوٹا اور وہاں کے بیشتر شعرا جن میں خصوصی طور پر محمد قلی قطب شاہ، وجہی، نصرتی، نشاطی، بلاقی، معظم، فتاحی، غواصی اور جمانہ وغیرہ ہیں، نے اردو کی پرورش و پرداخت میں بھرپور حصہ لیا۔ دورِ قدیم میں دکن میں بھی حالانکہ اکثر و بیشتر اصناف سخن میں شعرا نے جوہر طبع کا مظاہرہ کیا لیکن نسبتاً مثنوی نویسی پر زیادہ توجہ دی۔ اور اس دور کو مثنویوں کا دور بھی کہا جا سکتا ہے۔ رزمیہ، بزمیہ، عشقیہ، اخلاقی

مذہبی، تاریخی، شخصی گو اکثر موضوعات و واقعات پر مثنویاں لکھی گئیں۔ خوشی نامہ، وصیت الہادی، قطب مشتری، سیف الملوک، پھول بن، علی نامہ، دہ مجلس، اور بوستان خیال وغیرہ قابل ذکر مثنویاں ہیں! ور نعتیہ اشعار کے نمونے مہیا کرتی ہیں۔

وجہی نے قطب مشتری میں ۲۶ اشعار نعتیہ کہے ہیں اور ان کے نمونے یہ ہیں۔ ؎

محمدؐ نبی ناؤں تیرا اہے — عرش کے اوپر چھاؤں تیرا اہے

کہ چودہ ملک کا تو سلطاں اہے — علی سا ترے گھر میں پردھان اہے

بعض الفاظ کی جنسیت اور تلفظ نہ دیکھئے کہ اردو کا ابتدائی دور ہے۔ نصرتی کے علی نامے کے ان اشعار کی صفائی اور ستھرائی کی داد دیجئے۔ ؎

تمہیں اے شہنشاہ دنیا و دیں — شجاعت کی صف کے ہو کرسی نشیں

اور محمد نعتی فتاحی جو ڈاکٹر رشاد عثمانی کے بقول مولد نامے کے موجد ہیں۔ نے اپنے مولود نامے میں تین ہزار سے زیادہ اشعار لکھے اور اوّلین شعر پہ ہی سبحان اللہ کہیے۔ ؎

بسم اللہ الرحمان الرحیم — عشق کے فرمان کا طغرا قدیم

اور مختار کے معراج نامے کا یہ شعر دیکھئے ؎

عجب ایک محبوب ہے بے بدل — محمدؐ شہ انبیا ر از ازل

اور سراج اورنگ آبادی کا یہ شعر ؎

رسولؐ خدا سید المرسلین — قیامت کے دن شافع المذنبیں

اس دور کی یادگار رشید اکی "اعجاز احمدی" اور محمد باقر آگاہ کی "ہشت بہشت" توصیف رسولؐ میں قابل ذکر ہیں۔

دلی اورنگ آبادی حالاں کہ بڑے شاعر ہیں لیکن نعتیہ شاعری میں ان کا حصہ بقدر جثہ نہیں لیکن چوں کہ صوفی مشرب تھے اس لئے مثنوی کے رسمی نعتیہ اشعار کے دوش بدوش انکی غزلوں میں بھی نعتیہ اشعار اپنی جھلکیاں دکھلا جاتے ہیں۔ مثلاً ؎

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

اے ولی ہونا سرِ جن پر نثار ‏ مدعا ہے چشم گوہر بار کا

ولی کا اردو پر یہ کم احسان نہیں کہ شمالی ہند میں ان کی آمد ہی سے فارسی گویی کا فسوں ٹوٹا۔ اور شعراء نے اردو کی طرف رغبت کی۔ حالاں کہ متقدمین میں آبرو، مضمون، ناجی، احسن، یک رنگ، اور فغاں وغیرہ شعراء نے باضابطہ نعت گویی کی طرف رغبت نہ کی لیکن نعتیہ اشعار ان کے یہاں بھی دوسری اصناف کی تخلیقات میں دخیل ہوئے۔

اٹھارویں صدی میں دیوہ کے حضرت سید شاہ کمال علی کمال نے تصوف واخلاق کے موضوعات پر مثنوی لکھی۔ اور نعت کے زیر عنوان اٹھارہ اشعار رقم کئے ہیں۔ ایک شعر بطور نمونہ ؎

یہ سرخی نعت شاہِ رسلؐ ‏ کہ بے ریب ہیں خواجہ جز و کُل

میر حسن نے گیارہ مثنویاں لکھی ہیں لیکن حق یہ ہے کہ انھیں شہرت دوام عطا کیا "سحر البیان" نے یہ مثنوی واقعہ یہ ہے کہ اسم بامسمیٰ ہے اور اپنی سحر بیانی کی وجہ سے معروف و مقبول ہے۔ اس اکیلی مثنوی میں ۲۷ اشعار نعتیہ ہیں ؎

نبی کون یعنی رسولِ کریمؐ ‏ نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم

نبوت جو کی حق نے اس پر تمام ‏ لکھا اشرف الناس خیر الانامؐ

اور سعادت یار خان رنگین نے رسول اکرمؐ کی خاکِ پا کو یوں سرمہ کیا ہے۔ ؎

سو پیمبر ہے وہ محمدِ پاکؐ ‏ رشکِ سرمہ ہے جس کے پاؤں کی خاک

مرزا شوق لکھنوی عشقیہ مثنویوں کے لئے بدنام ہیں لیکن اپنی مثنویوں میں نعت گویی کے جوہر تو دکھاتے ہی ہیں ؎

مدح احمد زباں پر کیوں کر آئے ‏ بحر کوزے میں کس طرح سے سمائے

محسن کاکوروی نے بحیثیت نعت گو شہرت پائی ہے۔ آدمی صالح افکار اور صالح کردار کے تھے۔ اپنی مثنوی "چراغ کعبہ" میں معراج کا واقعہ نظم کیا ہے "صبح تجلی" اور "نگارستان الفت" بھی نعتیہ مثنویاں ہیں۔

سرِ شکر ہے سینکڑوں کر سجود ‏ ہر اک سجدے میں پڑھ ہزاروں درود

ہر اک صفحے پر نُہ ورق ہوں نثار ‏ وہ لکھ نعت محبوبؐ آمر زگار

محسن کے بعد نعت گویی کا حق ادا کیا حفیظ جالندھری نے "شاہ نامہ اسلام" لکھ کر۔ اسلام کی منظوم تاریخ

لکھنے میں ان کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ نعتیہ اشعار پڑھیے اور سر دھنیے۔

محمد مصطفےٰؐ محبوب داورؐ، سرور عالمؐ
وہ جس کے دم سے مسجود ملائک بن گیا آدم
وہ جس کا ذکر ہوتا ہے زمینوں آسمانوں میں
فرشتوں کی دعاؤں میں مؤذن کی آذانوں میں

اور اس سلسلے میں حضرت قوسؔ کے چند اشعار خلق رسول کے باب میں سماعت کیجیے۔

بیاں کیا ہو خلق رسول مکرمؐ — سرِ عجز دن رات جس کا رہا خم
قدم اس پیمبر کا افلاک پر تھا — پر اللہ رے عجز وہ خاک پر تھا
خدا سے ہر اک حال میں ڈرنے والا — وہ دکھ درد پر خلق کے مرنے والا
غریبوں کا فریاد رس بے کسی میں — یتیموں کا درد آشنا بے کسی میں
عبادت کا یہ حال راہ خدا میں — کھڑے رہتے دن رات حق کی رضا میں

مثنوی کے شانہ بشانہ دکن ہی میں قصاید اور غزل کے فارم میں بھی نعت گوئی کی داغ بیل پڑ چکی تھی۔ فدویؔ اور مفتونؔ وغیرہ نے اس ضمن میں پیش رفت کی تھی لیکن شمال میں سوداؔ وہ پہلے شاعر ہیں جنھوں نے قصیدے پر پورا زور صرف کیا اور فن قصیدہ نگاری کے امام کہے گئے۔

زہے دین محمدؐ پیروی میں اس جو ہو دیں
رہے خاک قدم سے اس کی چشم عرش نورانی
ملک سجدہ نہ کرتے آدم خاکی کو گر اس کی
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی

راسخؔ عظیم آبادی اور ناسخؔ لکھنوی نے بھی بلند پایہ نعتیہ قصیدے رقم کیے ہیں۔ ایک شعر ترتیب سے دونوں کے دیکھیے۔

خلق عالم کا نہیں تیرے سوا کوئی معین
رحم کر عالم پہ اب یا رحمۃ للعالمین

دکھا اس کو جہاں میں غُل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی، ہوں بہت مشتاق دیدار محمدؐ کا

شہیدی کا ایک قصیدہ اپنے مطلع کی ندرت کی وجہ سے بہت مشہور ہوا ہے

رقم پیدا کیا، کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
سر دیواں لکھا ہے میں نے مطلع نعت احمدؐ کا

اور حضرت حالی کا یہ "الغیاثیہ" قصیدہ چار دانگ عالم میں مشہور ہوا

اے خاصۂ خاصان رسُل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

محسن کاکوروی نے نعتیہ قصائد بھی لکھے۔ ان کا ایک قصیدہ جو اپنی روی کی وجہ سے قصیدہ لامیہ کہلاتا ہے شہرۂ آفاق ہے۔

گُلِ خوش رنگ رسول مدنی العربی	زیب دامان ابد طرّہ دستار ازل
نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر	نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل

نعتیہ شاعری کا جب بھی جہاں بھی ذکر ہوگا مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا ذکر لازمی ہو جائے گا۔ نعت گوئی ان کا اوڑھنا بچھونا رہی ہے۔ عشق رسولؐ از خود وارفتگی کی وجہ سے حمد و نعت کے مابین کا فرق گرچہ کبھی کبھار ان کی تخلیقات میں برقرار نہیں رہا ہے لیکن یہ سہواً ہوا معلوم ہوتا ہے اور ان کی محبت رسولؐ میں شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے نعتیہ قصائد بھی لکھے ہیں۔ ان کے ایک طویل نعتیہ قصیدے کا مطلع یہ ہے۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہماں کے لئے تھے

ان کے بعد بھی شعراء نے نعتیہ قصائد لکھے۔ جن میں عزیز لکھنوی، قاسم نانوتوی، نعیم الدین مرادآبادی، اقبال سہیل، جوش ملیح آبادی، شاد عظیم آبادی، قتیل دانا پوری، حوش حمزہ پوری، سرور کابری، بسمل سنبھاروی، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جن کا تفصیلی ذکر ایک دفتر چاہتا ہے۔ رفتہ رفتہ قصیدہ گوئی کا

دور ختم ہو گیا۔ اور نعت اکثر و بیشتر غزل کی ہیئت میں رواج پا گئی البتہ ایک شاعر عبدالعزیز خالد کا ذکر ضروری ہے جنھوں نے بقول ڈاکٹر شاہ رشاد عثمانی چار چار سو اشعار پر مشتمل نعتیہ قصیدے لکھے ہیں۔ یہ چند اشعار بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

متاع آدم و انجم، متاع لوح و قلم — محمدؐ امی محبوب کبریا صلعم

محمدؐ انجمن کن فکاں کا صدر نشیں! — محمدؐ افسر آفاق و سرورِ عالم

حمود و حامد و احمد محمدؐ و محمود — کریم و میر کرام و مکرم و اکرم

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں مثنوی و قصیدے نے جب اپنا بستر سمیٹا تو نعتیہ شاعری نظم یا غزل کی ہیئت میں کی جانے لگی۔ اور اس میں نعت کو غزل زیادہ راس آئی۔ یہ اس لئے بھی ہوا کہ غزل کی کائنات عشق و محبت کے جذبات و کوائف پر ٹکی تھی۔ ایسے میں عقیدہ جب یہ ٹھہرا کہ دنیا و مافیہا کی ہر شے، ہر شخص سے بڑھ کر جب تک آپ سے محبت نہ کی جائے ایمان کامل نہیں ہوتا۔ تو غزل سے زیادہ دوسری کوئی ہیئت نعت گوئی کے لئے مناسب ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اس لئے جب غزل کی بوالہوسی مشرف بہ ایمان ہوئی تو عشق رسولؐ کے جذبے سے سرشار ہو گئی۔ اور بے بہا نعتیں تخلیق کی گئیں۔

ولی کے باب میں ذکر آ چکا ہے کہ ایسی نعتیں جو غزل کی ہیئت میں عقیدۃً اور ارادۃً کہی گئیں کے ساتھ ساتھ بیشتر شعراء کی غزلوں میں جا بجا نعتیہ اشعار بھی وارد ہوتے رہے ہیں۔ بعض شعراء نے اسے غزل کا نقص مانا ہے۔ جب کہ بیشتر شعرا نے اسے اپنے دلی جذبات کا ترجمان جان کر باعثِ عز و شرف سمجھا ہے۔ مثلاً سراج اورنگ آبادی کا یہ شعر ؎

تو احد ہے نام تیرا احمد بے میم ہے
زیب پاتا تجھ صفت سیں ہر ورق قرآن کا

حالاں کہ یہ وہی عقیدہ ہے جس نے آگے چل کر توحید کے قلعے پر شبخون مارا ہے اور شعراء سے یہاں تک کہلوا دیا کہ اللہ ہی محمدؐ کے روپ میں مدینے میں زندگی بسر کر چکا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ غور کا مقام ہے کہ اوتار واد کے ہندو نظریے میں اور اسلام میں فرق کیا رہ گیا؟

بہرحال میر کی غزل کا یہ شعر دیکھ کر جی شاد کیجئے۔۔۔

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسنِ قبول کا
دیوان میں شعر گر نہیں نعت رسول کا

جرأت کی تمام رنگین بیانی کے باوصف ان کی غزلوں میں بھی نعتیہ شعر ملتے ہیں ؎

گروہِ انبیاء میں وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اس کے لقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا

انشا اپنی نازک دماغی اور طبعی شوخی چھوڑ کر اپنی غزلوں میں بھی امتِ محمدؐ ہونے پر فخر کرنے لگتے ہیں ؎

ہر چند کہ عاصی ہوں، پر اُمت میں ہوں اس کی
ہے جس کا قدم عرشِ معلّی سے بھی بالا

مصحفی نے بھی اپنی غزلوں میں نعتیہ اشعار کے آنے کو باعث سعادت سمجھا ہے ؎

محمدِ عربی معجزوں کا جس کے کبھی
نہ کر سکے فلک پیر کا شمار انگشت!

غالب کی غزل کا یہ شعر دیکھئے ؎

اُس کی امت میں ہوں میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شہؐ کے غالب گنبدِ بے در کھلا

اکثر ناواقف مقررین اور دیگر حضرات غالب کے اس شعر کو ؎

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

نعتیہ شعر جانتے ہیں۔ اے کاش غالب نے یہ شعر بہ ارادہ نعت کہہ کے اپنی عاقبت سنوار لی ہوتی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ غالب نے یہ شعر تجمل حسین خان کے لیے چندے کی امید میں کہا تھا۔

ذوق کی غزل کا عقیدت و محبت رسولؐ میں ڈوبا ہوا یہ شعر دیکھئے ؎

رہے نام محمدؐ لب پہ یارب اوّل و آخر ۔ الٹ جائے بوقت نزع جب سینے میں دم میرا

حکیم مومن کی عاشق مزاجی اپنی جگہ لیکن اُن کی غزلوں میں بھی اُنکی دلی تمنا نے یہ شکل اختیار کی ہے۔ ؎

مرا جوہر ہو سرتاپا صفائے مہرِ پیغمبرؐ
مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہو سنت کا

امیر مینائی اس باب میں خاصے خوش بخت ہیں کہ انھوں نے پوری کی پوری کلیتہً نعتیہ مضامین پر مشتمل ڈھیر ساری غزلیں کہہ ڈالیں۔ اور پھر "محامد خاتم النبیین" کے نام سے اُن غزلوں پر مشتمل دیوان طبع کرالیا۔ ؎

چٹک کے کہتا ہے غنچہ غنچہ گلوں سے بڑھ کر بہار تُم پر
چہک رہی ہے چمن میں بلبل، ہزار جانیں نثار تُم پر

نامِ عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہوگیا خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہوگیا

یاد جب مجھ کو مدینے کی فضا آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو جنت کی ہوا آتی ہے

حضرت آسی غازی پوری یوں درود وسلام بھیجتے ہوئے اپنا حال بیان کرتے ہیں۔ ؎

وہاں پہنچ کے صبا کہنا یہ سلام کے بعد
کہ تیرے نام کی رٹ ہے خُدا کے نام کے بعد

اور حضرت رضا بریلوی نے سرشاری عشق رسولؐ کا اظہار یوں کیا ہے۔ ؎

اٹھادو پردہ دکھادو جلوہ کہ نور باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

عظیم آباد اسکول کے سرخیل الشعراء شاد عظیم آبادی رقم طراز ہیں۔ ؎

لکھتے رسالہ ہم ترے وصفِ جمیل کا
ملتا قلم ہمیں جو پرِ جبریل کا

شہید ملت مولانا محمد علی جوہر کی محبت رسول کی جھلکیاں دیکھئے۔ ؎

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی ہیں راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں!
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

مولانا اقبال احمد سہیل کی نعتیہ غزلوں کے مجموعے "ارمغان حرم" سے دو شعر دیکھئے۔ ؎

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکی، روح مصور، قلب مجلی نور مقطر
حسن سراپا خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا قوس حمزہ پوری کی "جلوہ گاہ پیغمبر" سے نعت کے یہ اشعار دیکھئے۔ ؎

شگفتہ ہے جگر میں داغ عشق روئے حضرت کا
بجائے آبلہ کھلتا ہے دل میں پھول جنت کا
مدینے کے فدائی خلد میں رضواں سے پوچھیں گے
اسی کو کہتے ہیں جنت؟ بڑا شہرہ تھا جنت کا

زائر حرم عبدالحمید صدیقی نے نعت گوئی میں شہرت بے مثال پائی اخیر عمر میں آپ نے دوسری تمام اصناف سے دست کش ہو کر صرف نعت گوئی پر تمام توجہ صرف کی۔ آپ کے مجموعے "گلبانگ حرم" سے دو اشعار ہدیۂ قارئین ہیں۔ ؎

جب چشم تصور میں میری طیبہ کی فضائیں ہوتی ہیں
پر شوق نگاہیں اٹھتی ہیں بے تاب دعائیں ہوتی ہیں

وہ عجیب وقت تھا جب چلے تھے دیار نکہت و نور سے
وہ عجب سماں تھا جدا ہوئے تھے جب آستان حضورؐ سے

اور بہزاد لکھنوی کا شمار بھی نعت گو شعراء میں بہت بلند ہے۔ آپ کے نعتیہ مجموعے "نغمۂ روح" کے یہ اشعار دیکھئے۔ ؎

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو دور ہو جائے گا غم مدینے چلو

چاہتے ہو اگر چارۂ زخم دل مل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو

کلیم الدین عاجز کا میر کے انداز کی غزل گوئی میں بہت شہرہ ہے انھوں نے ناسازگاری حالات کا دکھڑا یوں سنایا ہے۔ ؎

یہ بات صبا کہیو اُن سے وہ جن کی کملیا کالی ہے

اب اُن کے غلاموں کے گھر کی دیوار الٹنے والی ہے

معاصرین میں بیشتر شعراء نعت کہہ رہے ہیں۔ اور بے شمار ایسے شعراء ہوں گے جن کے مجموعوں (مطبوعہ) تک میری دسترس نہیں پھر ایسا شاعر تو غالباً ڈھونڈنے سے نہیں ملے گا جس نے کوئی نعت کہی ہی نہ ہو۔ میری واقفیت میں ڈاکٹر طلحہ رضوی برق، حفیظ بنارسی، عزیز بگھروی، طاہر تلہری، ذوق خیر، نادم بلخی، ظہیر غازیپوری، وقار الحلم، فاخر جلال پوری، علیم صبا نویدی، شوکت صبا کیفی، بیتاب کیفی، جمیل فاطمی، سلیمان قمر، مرغوب راغب، شاداب رضی، شمس جاوید، شمس بلیتھوی، فرحت قادری، اور مناظر عاشق ہرگانوی وغیرہ دوسری اصناف سخن کے ساتھ نعت گوئی بھی سلیقے سے کر رہے ہیں۔ دو شاعر ریاض اختر ادیبی اور رضا شیر گھانوی کے نعتیہ مجموعوں کا مسودہ پیش لفظ لکھنے کو اس خاکسار کے پاس آیا ہوا ہے۔ ہندو پاک کی سطح پر بے شمار شعراء ہوں گے جو اس فن شریف سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس سے نعتیہ شاعری کی وسعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

غزل ہی کی ہیئت میں اکثر شعراء نے سلام لکھے ہیں اور قبل مذکور ہوا کہ جلسہ خواہ سیرت کا بڑا جلسہ ہو یا چھوٹی محفل مولود شریف اس کا اختتام باہتمام سلام پر ہوتا ہے۔ بعض سلام بہت مشہور اور مقبول ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے اُن کا ذکر بھی ضروری ہے۔

صوفیوں کی مجلس عام طور سے اس سلام سے شروع ہوتی ہے اس کے شاعر کا نام کم از کم مجھے تو معلوم نہیں ؎

السَّلَامُ عَلَیْکَ مِنِّی وَالصَّلٰوۃُ لِیْ یَارَسُوْلٌ
لَیْسَ لِیْ حُسْنُ الْعَمَلِ کَیْفَ النَّجَاتِیْ یَارَسُوْلٌ

اور حضرت جامی کا یہ سلام بھی بہت معروف ہے۔ ؎

سلامٌ علیک اے نبی مکرمؐ — مکرم تر آدمؑ و نسل آدمؑ
سلامٌ علیک اے زاسمار حسنیٰ — جمال تو آئینۂ اسم اعظم

اُردو میں سب سے پہلے غالباً حفیظ جالندھری کا سلام مقبول خواص و عوام ہوا ؎

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سُبحانیؐ
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی
سلام اے ظلّ رحمانی سلام اے نور یزدانی
ترا نقش قدم ہے زندگی کی لوح پیشانی

اور شیدائے رسول مولانا ماہر القادری کا سلام تو گویا امت مسلمہ کی دلی آواز بن گیا۔ ؎

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

زائر حرم حضرت عبدالحمید صدیقی کا یہ سلام بھی مقبول عام سے سرخ رو ہوا ؎

زائرو پیش کرو حب شہ ذیشان کو سلام
ہم غریبوں کا بھی سلطان غریباں کو سلام
عرض کرنا بکمالِ ادب و شوق و نیاز
قبلۂ اہل وفا کعبۂ ایماں کو سلام

اور حضرت قوس کا یہ سلام بھی گذشتہ پچاس ساٹھ برسوں سے محفلِ ذکر رسولؐ میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ ؎

السلام اے مخزنِ لطف و عطا　　السلام اے معدن جود و سخا
السلام اے شافع روز جزا　　السلام اے حامیٔ روز نشور

اور فاضلِ بریلوی حضرت احمد رضا خاںؒ کا یہ سلام بھی بہت مشہور و مقبول ہوا ؎

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
مہر چرخ نبوت پر دائم درود　　ماہ اوجِ رسالت پہ لاکھوں سلام

نظموں کا غلغلہ بلند کرنے میں حالی و آزاد کی مساعی جمیلہ کو بڑا دخل رہا ہے۔ ازراہ انصاف دیکھا جائے تو شاعری کو صرف دو حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے یعنی غزل اور نظم۔ غزل اپنے انتشار خیال کے لئے معروف ہے اور نظم اپنے معنوی تسلسل کے لئے سبب صورت حال یہ ہے تو جو نعت شریف غزل کے فارم میں ہے وہ بھی اپنے معنوی تسلسل کی بنا پر نظم ہی ہے اور اسی طرح وہ تمام ذیلی اصناف سخن جو ربط و تسلسل معنوی رکھتی ہیں نظم ہیں۔

اردو میں نظیر اکبرآبادی کو آپ کا جی چاہے تو میلوں ٹھیلوں کا شاعر کہہ لیجیے لیکن دیکھیے اُن کی نعتیہ نظم کا والہانہ انداز ؎

سر گروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفےٰؐ　　تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰؐ
قبلۂ اہلِ یقیں ہو یا محمد مصطفےٰؐ　　حاکم دینِ متیں ہو یا محمد مصطفےٰؐ
رحمۃ للعالمین ہو یا محمد مصطفےٰؐ

مولانا حالی نے نظم کی طرفداری ہی نہیں کی بلکہ نظم گوئی کا حق ادا کر دیا ان کی طویل نظم مدوجزر اسلام جو مسدس حالی کے نام سے معروف ہوئی اس کے نعتیہ اشعار زبان زد خاص و عام ہیں۔ ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصائب میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

شاد عظیم آبادی کی "ظہور رحمت" کا ایک بند دیکھیے ؎

سر تاجِ عرش، نعت رسولِ زماں کی ہے
آنکھوں میں ہے جو نور تو لذت زماں کی ہے
زیبائش کلام ہے ندرت بیاں کی ہے
شہرت ملائکہ میں اسی داستاں کی ہے!

وہ کون ہے جو مدح میں رطب اللساں نہیں
عالم میں ذکر خاتم مرسل کہاں نہیں

اکبر الٰہ آبادی ہنستے ہنساتے نعت رسولؐ میں سنجیدہ ہو کر عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ۔

محمدؐ پیشوا اور وہ نمائے خلق عالم ہیں!
فروغ محفل ہستی میں نور عرش اعظم ہیں
حبیب حق ہیں ممدوح ملک ہیں فخر آدم ہیں

انھیں کے رنگ سے رنگ گل ہستی کی زینت ہے
انھیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

شاعر غزل جگر مراد آبادی کی نعتیہ مسدس کا ایک بند اُن کے رنگ شاعری کا بھی ترجمان ہے ۔

وہ رسولؐ عربی فخر رسولانِ سلف — ذاتِ اقدس سے ملا جس کی زمانے کو شرف
جس پہ نازل ہوا قرآں سا کامل مصحف — جس کے تابع جن وانساں ملائک کی بھی صف

اک وہی شمع نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلع انوار ہوئی

اور جوش کے بیان نعت کا جوش بھی دیدنی ہے ۔

آگیا، جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسولؐ — روح فطرت پہ ہے جس کی حکمرانی وہ رسولؐ
جس کا ہر تیور ہے حکم آسمانی وہ رسولؐ — موت کو جس نے بنایا زندگانی وہ رسولؐ

محفلِ سفّا کی وحشت کو برہم کر دیا
جس نے خوں آشام تلواروں کو مرہم کر دیا

علامہ شبلی نعمانی نے تاریخی و واقعاتی نظمیں بہت لکھی ہیں۔ واقعہ ہجرت کے سلسلے کی ایک نظم کے یہ شعر دیکھئے

ے یاں مدینے میں ہوا غُل کہ حضور آتے ہیں
راہ میں آنکھ بچھانے لگے ارباب نظر
لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آکر اشعار
نغمۂ ہائے طلع البدر سے گونج اٹھے گھر

ڈاکٹر اقبال کا خطابیہ انداز بھی دل کو چھوتا ہے۔ ے

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ ہے تیرے محیط میں حباب
عالم آب و خواب میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تونے طلوع آفتاب

اور وفاتِ رسول ؐ کے بیان میں قوس حمزہ پوری کی مسدس کا یہ بند بھی ایمان افروز ہے۔

ے آیا جو لحد میں جسد پاک پیمبر
انوار الٰہی میں نہاں تھا رخ انور
سرکائی گئی رُخ سے جو وہ نور کی چادر
ظاہر ہوئی بندوں پہ عجب قدرت داور
مشغول تھے زندوں کی طرح ذکر خدا میں
لب ہلتے تھے آمرزش امت کی دعا میں

نعت آزاد نظم کے فارم میں بھی کہی گئی ہے۔ مشکل یہ ہے کہ آزاد نظم جب تک پوری کی پوری مثال میں پیش نہ کی جائے بات نہیں بنتی۔ اس لئے صرف ایک نمونہ پیش کرتا ہوں۔ نظم اظہر نفیس کی ہے۔ ے

سلام اُس پر
جو ظلمتوں میں منارۂ روشنی ہوا ہے
وہ ایسا سورج ہے جس کی کرنیں ازل ابد کے تمام گوشوں میں نور بن کے سما چکی ہیں۔

ہر ایک ذرے کو ماہ تاباں بنا چکی ہیں

سلام اُس پر

ہر اس شاعر نے جس نے رباعیاں بھی کہی ہیں اس نے کچھ نہ کچھ نعتیہ رباعیاں بھی ضرور کہی ہیں۔ علقمہ شبلی کا ایک مختصر سا مجموعہ شایع ہوا ہے۔ اس کی سبھی رباعیاں انھوں نے رمضان کی مبارک راتوں میں کہی ہیں اور خالص نعتیہ مجموعہ ہے اس لئے انھیں حق پہنچتا ہے کہ بطور نمونہ انھیں کی ایک رباعی پیش کروں ؎

میرے لئے تسنیم کا جام آیا ہے
جذبۂ دل بے تاب کا کام آیا ہے

شاید کہ مدینے سے پیام آیا ہے
دل ہے کہ دھڑکنے کی ادا بھول گیا

قطعہ جو کبھی غزل و نظم کی ہیئت تھا اب باضابطہ ایک صنف سخن ہے اور وہ شعرا جو رباعی کے اوزان پر دسترس نہیں رکھتے قطعے ہی کو رباعی کے بدل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اور نعتیہ محفلوں میں بھی نعتیہ قطعے ضرور پڑھے جاتے ہیں۔ چنانچہ نمونتہً ایک نعتیہ قطعہ بھی درج کیا جاتا ہے۔ شاعر ہیں ایمن بھاگلپوری ؎

اللہ کے حبیب ہیں خیر الوریٰ ہیں آپ
بی آمنہ کے نور نظر مصطفےٰ ہیں آپ

بدر الدجیٰ بھی آپ ہیں شمس الضحیٰ بھی آپ
یہ کائنات آپ کے دم سے ہے نور بار

دوہا قدیم ہندی شاعری کی ایک باعزت صنف تھا (ہندی شعرا اب اسے نہیں برتتے) البتہ اردو شاعری میں یہ چل نکلا ہے اور خوب خوب برتا جا رہا ہے۔ پروفیسر ناوک بلخی نے دوہے کے پے بہ پے دو مجموعے چھپوائے ہیں ناوک صاحب ہی نہیں دوسرے شعرا بھی دوہوں میں بھی نعت کہہ رہے ہیں۔ اس لئے ناوک کے دو دوہے بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔ ؎

کرتب ان کا دیکھ کر جادو ٹونا ماند
جن کی ایک انگشت سے دو ٹکڑے تھا چاند

دین و دنیا ہر جگہ ہو گی اس کی جیت
جو اللہ کے میت کو سمجھے اپنا میت

مغربی صنف سخن سانٹ پر بھی اردو میں تجربات ہوئے ہیں یہ اور بات ہے کہ اردو میں یہ صنف چل نہ سکی

میرے پاس دو نعتیہ مجموعے ہیں جو کلیتہً سانٹ پر مشتمل ہیں۔ ایک نادم بلخی صاحب کا ہے دوسرا علیم صبا نویدی کا۔ علیم صاحب ہی کا ایک نعتیہ سانٹ پیش کرتا ہوں:۔ ؎

گرد آلود بدن تھے ہر طرف
صورتوں پر تیرہ بختی کے نقوش
زندگی میلی دشاؤں کی شناخت
غیر سنجیدہ فضاؤں کی شناخت
نسلِ آدم کا مقدر چاک چاک
بد نما، بے رنگ ارادے خوفناک
دور تک پھیلے تھے پستی کے نقوش
تیرگی عریاں کھڑی تھی صف بصف
جلوہ فرما جب ہوئے شاہِ ہدیٰ
صورتوں میں صورتیں پیدا ہوئیں
رحمتوں پر نیتیں شیدا ہوئیں
اور منور ہو گئے ارض و سما

جسم کو تہذیب کی خوشبو ملی
زندگانی نور افشاں ہو گئی

اسی طرح ہائیکو، ترائیلے، ماہیئے وغیرہ بر آمدہ اصنافِ سخن میں بھی جم کر شاعری کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے اور ان میں نعتیہ مضامین بھی نظم کئے جا رہے ہیں ایک ایک نمونہ ان کا بھی ہدیۂ ناظرین ہے ؎

ہائیکو:۔

صادق و امیں
رحمۃ للعالمین
ہیں ہادیِ دیں

ثلاثی :-

شغلِ ذکرِ حبیبؐ

ہے خدا کی قسم

ہر مرض کا طبیب

ماہیا :-

گلزارِ ارم طیبہ

کاش کبھی دیکھیں

ان آنکھوں سے ہم طیبہ

ترائیلے :-

بشیر و نذیر و سراجِ منیرؐ

رسولِ مکرم خدا کے حبیبؐ

دو عالم کی رحمت، خدا کے سفیرؐ

بشیر و نذیر و سراجِ منیرؐ

پیامِ توحید ربِ قدیرؒ

وہ آئے تو جاگے ہمارے نصیب

بشیر و نذیر و سراجِ منیرؐ

رسولِ مکرم خدا کے حبیبؐ

کہہ مکرنیاں امیر خسرو کو بہت پسند تھیں۔ چند دوسرے شعراء نے بھی طبع آزمائی کی ہے لیکن حالیہ برسوں میں یہ پردۂ خفا میں چلی گئی تھیں۔ مناظر عاشق صاحب کو نوں کھدروں سے ڈھونڈ ڈھانڈ کر، جھاڑ پونچھ کر انھیں مروج کرنے میں ساعی ہیں۔ اس لیے ایک مثال کہہ مکرنیوں سے بھی ہے

ہیں وہ رب کے بڑے دُلارے

ہم کو بھی ہیں جان سے پیارے

کوئی نہیں ہے اُن کا ہم قد

کیا جبریلؑ ؟

نہیں محمدؐ !

اہل ایمان کے لئے محمدؐ اللہ کے محبوب تھے۔ خاتم المرسلین تھے۔ وہ انھیں اپنی جانوں سے بھی پیارے ہیں لیکن دوسرے اہل دنیا کے لئے بھی وہ ایک تاریخ ساز شخصیت اور بے مثال صالح کردار کے مالک تھے۔ اس لئے دوسروں نے بھی جب اُن کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے اُن سے متاثر ہوئے ہیں اور اپنے محسوسات کا بر ملا اظہار کیا ہے۔

اردو زبان کی ترویج و ترقی اور شعر و ادب کی پشت پناہی میں غیر مسلم شعراء و ادباء کی خدمات بھی تاریخ زبان و ادب میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ غیر مسلم شعراء نے بھی دوسری تمام اصناف سخن کے ساتھ ساتھ نعت گوئی سے بھی شغف رکھا ہے۔ اکثر شعراء کی نعت تو اتنی موثر اور دل پذیر ہے کہ دیکھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ حضرات نسلی اور رواجی مسلمانوں سے کہیں زیادہ عقیدت مند تھے۔

ہر چند کہ بے شمار غیر مسلم شعراء نے نعتیہ شاعری میں گُل بوٹے ٹانکے ہیں لیکن ان میں چند مشاہیر شعراء کے نام ہیں۔ مہاراجہ سرکشن پرساد شاد حیدر آبادی، پیارے لال رونق، پنڈت برج موہن کیفی، پنڈت ہری چند اختر، پنڈت بال مکند عرش ملسیانی، لالہ لچھمی نراین شفق، راجیشور راؤ اصغر، چندو لال شادان، جگدیش مہتہ درد، فراق گورکھپوری، تلوک چند محروم، رتن ناتھ سرشار، دیا شنکر نسیم، برج نارائن چکبست، دیا شنکر نگم، لال چند فلک، آنند نرائن مُلّا، گوپال متل، نریش کمار شاد، کرسن لعل ادیب لکھنوی، کالی داس گپتا رضا، سوامی شیاما نند سرسوتی روشن، ڈاکٹر جگن ناتھ آزاد، اور کرشن موہن وغیرہ۔ ان سب کا ذکر ایک مبسوط مقالے کا متقاضی ہے جو سر دست ممکن نہیں لیکن ان کے تذکرے کے بغیر نعت گوئی کا کوئی جائزہ ادھورا ہوگا اس لئے ان کا ذکر کرنا ناگزیر تھا۔ البتہ ان کی نمائندگی ہو جائے اس لئے ان میں سے دو تین شاعر کا ذکر اور نمونۂ کلام درج کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک ہیں محترم ڈاکٹر جگن ناتھ آزاد جن کا نام نامی کئی جہتوں سے قابلِ تعظیم ہے۔ بالخصوص انھوں نے اقبال اور اقبالیات کی تحقیق و تذکیر کے لئے جس طرح اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ آپ اپنی مثال ہے۔ نعتیہ اشعار انھوں نے ہر صنف میں کہے ہیں۔ ان کی ایک نعت کے چند اشعار پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ؎

حقیقت کی خبر دینے نذیر آیا بشیر آیا
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا
بھٹکتی خلق کو رستہ دکھانے رہنما آیا
سفینے کو تباہی سے بچانے ناخدا آیا

اور دوسرے شاعر باکمال ہیں کرشن موہن۔ ترویج کنک کے تازہ شمارے میں انکی نعت دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ ؎

پیرو رہ نمائے دل جو ہوں — محو حسن ہزار پہلو ہوں
حسن اسلام کا اسیر ہے دل — گرچہ نام ونسب سے ہندو ہوں
ہے بکرم یہ رسول اکرم کا — صلح جو ہوں، کشادہ بازو ہوں

قربان جائیے یہ اشعار ہزار تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔

المختصر یہ کہ نعتیہ شاعری صرف اپنے موضوعی تقدس ہی کی وجہ سے نہیں اور صرف اسلامی ارادت وعقیدت کی بنا پر ہی نہیں بلکہ اپنے شعری محاسن کی وجہ سے بھی بے مثال اور عظیم صنف سخن ہے۔

نعت گوئی کا یہ مختصر جائزہ ہے۔ معترف ہوں کہ بے شمار شعراء کے تذکرے چھوٹ گئے۔ برادرم سید ظفر ہاشمی کے حکم کی تعمیل میں قلم برداشتہ یہ مضمون لکھا گیا اور جو مواد موقعے سے ہاتھ لگا اور اپنے محدود علم میں جو باتیں تھیں ان کے ذکر پر صبر کیا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ

ظہیر غازیپوری

نعتیہ شعر و ادب — ایک اجمالی جائزہ

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت روح اللہ تک ہر رسول، ہر نبی اور رب العالمین کی وحدانیت پر ایمان کامل رکھنے والے صوفی سنتوں اور پادریوں کو اس حقیقت کا علم تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور خلق کیا تھا اور پھر اسی نور سے ہر تخلیق کائنات کو منور کیا تھا اور یہ مژدہ بھی سنا دیا تھا کہ لوح محفوظ پر سب سے پہلے رقم ہونے والے نہ صرف اعلیٰ مرتبت ہوں گے بلکہ وہ رب العزت کے حبیب بھی ہوں گے، نور ازل کہلائیں گے اور خاتم الانبیاء کے طور پر اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حضرت سلمان فارسی اپنا آتش پرست خاندان چھوڑ کر جب حق کی تلاش میں نکلے تو انھوں نے متعدد پادریوں کی صحبت میں زندگی گذاری اور ان سے عرفانِ حق حاصل کیا۔ آخر میں عموریہ کے پادری کی صحبت میں کچھ روز گذارے اور جب وہ اس دار فانی سے رخصت ہونے لگا تو انھوں نے دریافت کیا کہ اب وہ کس کے حضور میں تشریف لے جائیں تو اس پادری نے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بتایا؟ اب دین پر کوئی قائم نہیں رہا۔ لوگوں نے اپنی پسند اور مرضی کے مطابق اصول دین میں تحریف کر دی ہیں البتہ اب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں جو سرزمین عرب میں ظاہر ہوں گے۔ ان کا انتظار کرو۔ اس پادری نے حضورؐ کی شناخت کے لئے علامتیں بھی بتادی تھیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ ان خوش نصیبوں میں تھے جنھیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت نصیب ہوئی جس پر موجوداتِ عالم کو رشک ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا وقت متعین تھا۔ اور اس کا تذکرہ تمام آسمانی کتابوں میں موجود تھا۔ تقریباً ۲۷۔۲۸ برس قبل ماہنامہ "ھدیٰ" کے کسی شمارے میں وید کے چند اشلوک میری نظر سے گذرے تھے جن کے معنی یہی تھے کہ محمد نام کے ایک پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائیں گے، ان کے احکامات کی

ہاشمیہ کالونی۔ پگمل۔ ہزاری باغ۔ ۸۲۵۳۰۱

پیروی کرنا۔ آنجہانی تارا چرن رستوگی نے چند برس قبل اس کی تردید کی تھی اور لکھا تھا کہ مغلوں نے اپنے دور میں ایسے چند اشلوک وید (ویدارتھ پرکاش) میں مندرج کرا دئے تھے۔ یہ بات بہر طور ثابت ہے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار تمام انبیاء کی امتوں اور نیک بندوں کو تھا۔ محمد ولی رازی نے لکھا ہے۔

"وہ امام الرسل کہ معمار حرم، سلام اللہ روحہ کی دعا ہے کہ وہ رسول مکی کہ سارے رسولوں کو اس کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ رسول موعود کہ اس کی آمد سے اہل عالم کے لئے اللہ کا وعدہ مکمل ہوا۔ وہ مورد وحی کہ اس کے لئے لوگوں کو اللہ کا حکم ہوا کہ ——— "ہر وہ امر کہ اللہ کا رسول لوگوں کو دے اس کو لے لو اور ہر اس امر سے کہ وہ لوگوں کو روکے دور رہو" وہ ولی مرسل کہ اس کا اسم احمد اللہ کا وحی کردہ ہے۔ وہ احمد مرسل کہ سالہا سال اہل عالم اس کی آمد کے لئے محو دعا رہے۔ وہ مرد کامل کہ روح اللہ (سلام اللہ علی روحہ) اس کی اطلاع دے کر آئے۔ وہ لمحہ موعود آ کے رہا اور مکہ مکرمہ کی وادی اس کی آمد سے معمور ہو کے رہی۔"

——— (ہادیٔ عالم صفحہ ۳۶-۳۷)

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بعد کئی ممالک میں جو حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے تفصیل سے "سیرت مغلطائی" میں بیان کئے گئے ہیں۔ میں یہاں ایک نادر المثال بات کی جانب اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عربی زبان کا ایک لفظ "نعت" جو تعریف، ستائش، مدح اور توصیف کے معنی میں مستعمل رہا اور لغات در لغات صدیوں سفر کرتا رہا وہ صرف محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی مدح و ستائش کے لئے مختص ہو گیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پہلی بار جب آنحضرت کو حضرت حلیمہ سعدیہ کی گود میں دیا تو بے ساختہ اور فی البدیہہ ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے ؎

اعیذہ باللہ ذی الجلال — من شر ما مر الجبال

حتی اراہ الحلال — ویفعل المعرف الی الھوال

غیرھم من حشوۃ الرجال

یہ پہلی نعت شریف ہے جو ان کی والدہ محترمہ نے برجستہ کہی تھی۔ اس تعریف کو سماعت فرماتے ہی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بھی ارشاد کیا تھا۔ ——— "اخذت واللہ خیر مولود رائیتہ واعظم برکتہ"۔ ———

اس کے بعد بچپن سے جوان العمری تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنے لوگوں نے دیکھا اور جس انداز اور زماں میں ان کی تعریف و توصیف کی وہ سب کے سب کلمات نعت کے زمرے میں رکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب انھیں مہر نبوت سے سرفراز کیا اور وحی کے ذریعہ ان پر قرآن پاک نازل کیا تو ساری دنیا نے دیکھا کہ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ساتھ ہی رب العالمین کی عظمت اور وحدانیت کا آئینہ دار ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش کا مظہر بھی ہے۔ خالق کائنات نے اس صحیفۂ بے مثال میں جگہ جگہ اپنی حمد و ثنا بھی فرمائی ہے اور اپنے حبیب صادق کی نعت و صفات بھی بیان کی ہیں۔ مثال کے طور پر:-

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (اور ہم نے تمکو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا) وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم انبیاء ہیں) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کیا) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (بے شک تمہاری طرف اللہ کی جانب سے ایک نور آیا اور کتاب روشن) یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا (اے نبی ہم نے تم کو بھیجا شاہد حاضر و ناظر خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اور ہم نے تیرے لئے تیرے ذکر کو اونچا کر دیا) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (اور تجھے تیرا رب عنقریب عطا فرمائے گا اور تو راضی ہو جائے گا۔ (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (ہم نے تمکو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔)

یہاں میں نے چند آیات نقل کی ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے قرآن شریف میں بے شمار جگہوں پہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر کیا ہے۔ اور ان پر خود درود و سلام بھی بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بالکل ہی منفرد انداز میں اپنے محبوب کی تعریف یوں بھی کی ہے کہ ——— "تم نبی کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم میں سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو" ——— یہ شان اور مرتبہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے محبوب کو بخشا۔ یہ بات قرآن شریف سے اس طرح بھی ثابت ہے کہ خالق کائنات نے "یا آدم"۔ یا موسیٰ"، اور "یا عیسیٰ" کے انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب نہیں کیا بلکہ انھیں بڑے احترام سے یا ایھا الرسول، ایھا المدثر، یا ایھا المزمل وغیرہ کہہ کر پکارا ہے۔ اور بلاشبہ انھیں ایک شان اور وجاہت عطا کی ہے جو کسی دوسرے نبی کے حصے میں نہیں آئی۔ نعت نثر میں بھی لکھی جاتی ہے اور نظم میں بھی۔

ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کرنے والے تمام الفاظ فقرے، جملے، مصرعے، نظمیں، غزلیں، مثنویاں اور قصیدے نعت کی صنف میں شمار ہوتے ہیں۔ لفظ نعت کی معنویت اس شعر سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے ؎

نعت حضرت میں لکھوں کیوں نہ میں غزلیں شائق
مدح خوانی کے لئے حق نے اتارا مجھ کو (شائق دہلوی)

"یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی مدح و توصیف کی ہو اس کی مدح سرائی کوئی انسان کیا کرے گا!! اور پھر الوہیت اور نبوت میں ایک ایسی حد فاصل ہے جس سے گزرنا آسان نہیں لہذا نعت گوئی بہت آسان صنف سخن نہیں ہے۔ اس راہ میں قدم بہت احتیاط سے رکھنا پڑتا ہے ورنہ شرک و کفر کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف مواقع پر دین و ادب پر دسترس رکھنے والے دانشوروں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً:-

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا احاطہ کرنا انسانی بساط اور اس کے شعور سے بالاتر ہے۔ اس لئے نعت لکھنا کوئی معمولی بات نہیں۔ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے جو کتابی شکل میں مکمل ضابطۂ حیات انسانی ہے اور نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گنجینہ بھی ہے۔ اس عظمت والے رسول کے لئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ خدا کے بعد اگر کوئی بزرگ ہستی ہے تو وہ رسولؐ کی ذات ہے۔"

——— (حضرت حماد احمد صابر قادری)

"اس (نعت گوئی) کی راہ میں سب سے بڑی لغزش الوہیت اور نبوت کے حدود کو سمجھنے میں ہوتی ہے اکثر شعرا نبوت کے ڈانڈے الوہیت سے ملا دیتے ہیں۔ مثلاً ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

یہ شعر توحید کے منافی اور نبوت کی حقیقت سے خلاف ہے۔"

——— (شاہ معین الدین احمد ندوی)

"نعت کا جو طرز ہمارے شعرا نے اختیار کیا ہے۔ وہ بہت قابل اصلاح ہے۔"

——— (مولوی عبدالحق)

"ہماری نعت گوئی کا دامن ایک حد تک بے ادبی سے آلودہ ہے۔ اکثر شعراء نے اس طرح تخاطب کیا ہے

جو کسی قیمت پہ روا نہیں اور قابل گردن زدنی ہے۔"

_______________ (والی آسی)

"عشق رسولؐ اور جذبۂ ایمانی سے سرشار ہو کر آپ نعت گوئی کے لئے قلم اٹھائیں تو آپ دیوانہ وار قلم برداشتہ نہیں لکھیں گے۔ آپ اس مقام تک جا سکتے ہیں جو کفر و اسلام اور شرک و توحید کی سرحد ہے۔ اس لئے نعت گو شاعر پر اوزان و بحور ہی کی پابندیاں عاید نہیں بلکہ اسلام کی عاید کردہ پابندیاں بھی ہیں۔"

_______________ (ناز انصاری)

ان آراء میں جس قسم کی بے اعتدالیوں، لغزشوں اور بے ادبیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ قابل توجہ ہیں۔ نعت گوئی میں مبالغہ آرائی، غلط بیانی اور جنون میں کچھ بکنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی مگر نعتیہ شعر و ادب کا مطالعہ کرتے وقت اکثر جگہوں پر نظر رکتی ہے، بعض افکار کو ذہن قبول نہیں کرتا۔ لیکن کہیں کہیں اپنی کم علمی یا بے بضاعتی کا بھی گمان گزرتا ہے اس لئے جب حمد و نعت کو ادب میں داخلہ مل گیا تو افہام و تفہیم کی ضرورت کے تحت نعتیہ شعر و ادب پر مکالمہ، مذاکرہ اور تبصرہ کے ساتھ ان نکات کی نشاندھی بھی ہونی چاہیے کہ تخلیق کار کن کن مقامات پر حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔ تاکہ شاعر اور قاری دونوں کی رہنمائی ہو سکے۔ المیہ یہ ہے کہ ادب اور دین کو دو الگ الگ خانوں بلکہ دبستانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جس کے باعث یہ کام باقاعدگی اور خوش اسلوبی سے انجام نہیں پا سکا۔ اس جانب ماہنامہ "پیش رفت" دہلی اور سہ ماہی "الکوثر" سہسرام نے توجہ فرمائی ہے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ادب کے ساتھ مذہبیات کا مطالعہ بھی جاری رکھا جائے۔ فی زمانہ نعت و منقبت کے بعض مجموعوں میں کچھ ایسی تحریریں مل جاتی ہیں جن سے مذہبی حسیت کے ادب پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ کم و بیش بارہ برس قبل ڈاکٹر سید شمیم گوہر نے "نعتیہ ادب کے فروغ کی تحریک" کے زیر عنوان ایک بسیط و وقیع مضمون لکھا تھا۔ انھوں نے رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کے جذبے کے تحت تخلیق کی جانے والی صوفیائے کرام کی حمد و نعت، آستانوں اور خانقاہوں میں منعقد ہونے والی نعتیہ محفل قوالی سے بات شروع کی تھی، اور مومنؔ حالیؔ، اور اقبالؔ، احمد رضا خاں، اور حفیظ جالندھری کے نعتیہ افکار پر روشنی ڈالی تھی اور یہ بھی اشارہ کیا تھا کہ کس طرح موجودہ عہد کے بعض شعراء نئی نئی ہیئتوں میں نعت لکھ رہے ہیں مگر اس مضمون سے نعتیہ شاعری کی ابتداء، اس کے فروغ اور اہم شعراء کے قابل قدر کارناموں پر روشنی نہیں پڑتی لہٰذا میں اختصار کے ساتھ

اس کا جائزہ پیش کرنا ضروری تصور کرتا ہوں۔

محققین نے یہ ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ سب سے پہلے آنحضرتؐ کی والدہ محترمہؓ نے نعتیہ شعر کہے تھے۔ اس کے بعد شعری اصناف میں نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے اور سنانے کا رواج عام ہو گیا۔ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت کعب بن زہیرؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ابو سفیان بن حارث وغیرہ مقتدا اصحاب کرام اور شعرائے کرام نے نعتیہ شعر کہے جو بے حد مقبول ہوئے۔ خصوصیت سے حضرت علیؓ اور حضرت حسان بن ثابتؓ نے نعتیہ شاعری کو بہت فروغ دیا۔ نعتیہ اشعار خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھے۔ اور وہ نعت گو شعرائے کرام کی بڑی قدر کیا کرتے تھے! اور بڑی یکسوئی سے ان کا کلام سماعت فرماتے تھے۔ شمشی نرنجن کے ایک مضمون کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو:۔

"حضورؐ نے حسانؓ بن ثابت سے صحن کعبہ میں اپنی چادر شریف پر بٹھا کر نعت شریف سماعت فرمائی اسی طرح جب حضرت کعب بن زہیرؓ نے قصیدہ "بانت سعادت" دربار نبویؐ میں پیش کیا تو حضور مالک کونین نے حضرت کعب بن زہیرؓ کو اپنی چادر مبارک اوڑھا کر سرفراز فرمایا۔"

(تجدید حالی۔ داؤد نگر۔ علامہ صابر قادری نمبر)

نمونے کے طور پر چند مقتدر عربی شعراء کے اشعار مندرج ہیں:۔

اذا قال فی الخمس المؤذن اشہد　　وضم الا لہ اسم النبی مع اسمہ

(حضرت حسان بن ثابتؓ)

روحی الفداء لمن اخلاقہ شہدت　　بانہ خیر مولود من البشر　(عبداللہ بن رواحہؓ)

فقد اتیت رسول اللہ معتذراً　　والعفو عند رسول اللہ مقبول　(کعب بن زہیرؓ)

حسبی اللہ عصمت لاموری　　وحبیبی محمد لی خلیلا　(حضرت علیؓ)

ماذا علی من شم تربت احمدا　　الا یشم مدی الزمان غوالیا　(فاطمہ زہراؓ)

عربی زبان کا ذخیرۂ الفاظ قابل افتخار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مختلف تین حروف کو کسی طرح ملا دیں تو عربی زبان کا ایک بامعنی لفظ بن جاتا ہے۔ اس زبان پر کسی کو دسترس حاصل ہو جائے اور وہ بامحاورہ، دلکش اور بلیغ زبان میں گفتگو کرنے لگے تو قدیم عرب اسے شاعر کہنے لگتے ہیں۔ گویا مرصع اور بلاغت آمیز زبان کو وہاں ابتدا میں شاعری کا درجہ حاصل تھا۔ یہی سبب تھا کہ کم و بیش چودہ سو سال قبل تخلیق کئے گئے مندرجہ بالا اشعار میں معنی آفرینی اور زبان و اظہار کی تازگی موجود ہے۔ قبل اسلام کے شعراء کے یہاں شعری اصطلاحیں صنعتیں اور نقد و شرح کی بہترین مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس عہد کے نقادوں میں ابن خلدون، الھلال اور ابن رشیق اور شعراء امرأ القیس، زہیر بن ابی سلمہ، عبید بن ربیعہ عامری، عمر ابن کلثوم، اعشیٰ بن میمون اور عشرہ بن معاویہ وغیرہ نے ملک اور بیرون ملک میں خاصی شہرت حاصل کی تھی۔ اسلامی تعلیمات کے فروغ نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اور رزمیہ شاعری نے رزم گاہوں سے، مدحیہ قصائد نے مخصوص دبستانوں سے اور عشقیہ شاعری نے قصر رومانیت سے قدم باہر نکالا تو عربی شاعری کی قدر و منزلت کے چرچے نہ صرف کوفہ اور دمشق وغیرہ میں ہونے لگے بلکہ ایران، مصر، چین، اٹلی اور یونان میں بھی اپنی ایمائیت اور جامعیت کے باعث عربی شاعری نے مقبولیت حاصل کرلی اور خصوصیت سے فارسی زبان میں نعت گوئی کا رواج عام ہوگیا۔ والی آسی نے لکھا ہے:۔

" فارسی شاعری پر چونکہ عرصۂ دراز تک تصوف کا رنگ غالب رہا اس لئے فارسی میں نعتیہ شاعری کو بڑا عروج حاصل ہوا جسکی صحیح اور سچی تصویر کشی ہمیں سعدی، حافظ، جامی، نظامی، خاقانی، قاآنی اور عرفی کے کلام میں ملتی ہے۔ یہاں نعت گوئی ادب اور احترام کے شانہ بشانہ فکر و فن کی راہوں پر گامزن ہوئی۔ اور ردیف و کوافی کی شگفتگی، بحر کی رنگینی، و ترنم آفرینی، انداز بیان کے والہانہ پن اور فنی پختگی کے علاوہ جاذبیت، نشتریت، اور خلوص نیت کی آئینہ دار بنی۔ فارسی کی نعتیہ شاعری کو یوں بھی بڑی اہمیت حاصل ہے کہ فارسی ہی نے نعت گوئی کو بحیثیت ایک صنف سخن کے میدان شعر و ادب میں صف آرا کیا جہاں نعت اپنے عزم و عمل کا لوہا منوا کر رہی "۔

(ارمغان نعت ص ۳۳-۳۴)

اس رائے سے اس حقیقت کا عرفان ہوتا ہے کہ فارسی زبان میں نعت نگاری کو صنفی اور فکری

دونوں لحاظ سے اعتبار حاصل ہوا۔ اور بیشتر شعراء نے نعتیہ شاعری میں خوشگوار اضافے بھی کئے۔ یہاں ضروری ہے کہ بعض معتبر اور قابلِ احترام شعراء کے چند اشعار کا مطالعہ کر لیا جائے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست (عرفی شیرازی)

زبان تا بود در دہان جائیگر ثنائے محمد بود دل پذیر (شیخ سعدی)

دوش از جناب آصف بیک بشارت آمد کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد (حافظ شیرازی)

بر آستان کعبہ مصفا کنم ضمیر! ز و نعت مصطفائی مزکا برآورم (خاقانی)

مرحبا سید مکی، مدنی العربی دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی (قدسی ایرانی)

اسلامی تعلیم و تہذیب اتنی تیزی سے دنیا بھر میں پھیلی کہ کوئی گوشہ اہل اسلام سے خالی نہیں رہا۔ ادب تہذیب اور مذہب کا فروغ وارتقا ہمیشہ ایک ساتھ ہوتا ہے لہٰذا دنیا کے ہر خطے میں لکھی اور بولی جانے والی زبان میں نعت بھی کہی جانے لگی۔ اس صنف خاص میں ایسی کشش اور جاذبیت تھی کہ نہ صرف مسلمان بلکہ دوسرے مذاہب کے دانشوروں نے بھی نعت لکھی۔ جو شعر نہیں کہہ سکتے تھے۔ اور لوگوں نے نثر میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تحریر فرمائی۔ اس ضمن میں ساجد لکھنوی نے "ارمغان نعت" میں حرف آغاز کے زیر عنوان بڑے تجربے کی باتیں لکھی ہیں مختصر سا اقتباس ملاحظہ ہو۔

"اصناف سخن میں نعت ہی ایک ایسی صنف ہے جسکی دنیا کی ہر زبان کے ادب میں بہت کافی سرمایہ موجود ہے اور ہر مذہب اور ملت کے شاعر نے اس صنف سخن کے اضافے میں حصہ لیا ہے۔ اور فخر کائنات سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا ہے"۔

دنیا کے مقتدر دانشوروں نے اپنی مشہور عالم تصنیفات میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وستائش لکھی ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں صرف انکی نشاندھی ہی ممکن ہے۔ پھر بھی بعض مفکرین کے مختصر ترین اقتصابات نقل کرنے کی سعی کروں گا۔ جی۔ ایچ ڈینیس نے

EMOTION AS THE BASESES OF CIVILISATION میں لکھا کہ عربوں میں ایک آدمی پیدا ہوا جس نے مشرق اور جنوب کی پوری دنیا متحد کردی۔ وہ انسان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے لیونالسٹائی نے اقرار کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ تھا اور ہم یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات خالص سچائی پر مبنی تھیں۔ جی ڈرننگھم نے

THE LIFE OF MOHAMET میں اعتراف کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی قرانی تعلیمات اور مسلمہ آفاقی سچائیوں کا جیتا جاگتا نمونہ تھی۔ جی ایم ڈیکارٹ نے MOHAMET میں تحریر کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لاقانونی علاقے کے لیے موثر قوانین وضع کیے۔ انھیں ایسی عبادت (نماز) پر لگا دیا جس میں رنگ نسل امارت، غربت اور ہر طرح کی اونچ نیچ ختم ہوجاتی ہے۔ جی۔ ہگنز نے APPOLOGY FOR MOHAMET میں تسلیم کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ثابت کردیا کہ وہ خدا کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں! اور یہ واقعہ ایسا ہے کہ جو اس سے پہلے تاریخ میں ملتا ہے اور نہ اس کے بعد۔ اے جی لیونارڈ نے اپنی کتاب ISLAM میں ایمان کی بات لکھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کارناموں کے حوالے سے خدائے واحد کے جلال و شوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ ایس۔ پی اسکاٹ نے اپنی کتاب

HISTORY OF MOORISH EMPIRE IN EUROPE میں اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ یہ پوری دنیا جو شرف بہ اسلام نہ ہوئی اس کے باوجود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عظیم احسانات کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ جارج برناڈ شا نے اپنی کتاب ISLAM OUR CHOICE میں یہ بصیرت افروز بات لکھی کہ میرے خیال میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جو ہر دور کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے لیے کشش رکھتا ہے ان سب کے علاوہ بھی ای۔ بلائیڈن نے CHRISTANITY ISLAM AND

HISTORY OF ARABS میں فلپ حتی نے THE NEGRO RACE

میں ارنلڈ ٹوائن نے اپنی کتاب CIVILISATION ON TRAIL میں

برٹرینڈ رسل نے WHY I AM NOT ACHRISTAIN میں۔ آر۔ ڈبلیو سوڈان نے
WESTERN VIEWS OF ISLAM IN MIDDLE AGE میں ایم ایم واٹ نے
سر ولیم میور Mohammad Prophet and statesman
نے LIFE OF MOHAMMAD میں تھامس کارلائل نے THE HIRO AS PROPHFT
میں بی اسمتھ نے MOHD. AND MOHAMMADISM میں آئرنیا میڈکس نے
WOMAN IN ISLAM میں اور آر ذیل نے The origin of
Islam in the christian environment میں بہت واضح الفاظ میں محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے ان کے کارناموں اور اسلامی موقف کو سراہا ہے اور اس قسم
کے تمام کلمات اور صفات بلا شبہ نعت کے ذیل میں قابل ذکر ہیں۔

فارسی زبان و شعر سے سفر کرتے ہوئے نعت ہندوستان میں پہنچی۔ اور اس زمانہ میں یہاں
بھی فارسی زبان رائج تھی۔ لہٰذا امیر خسرو، حضرت نظام الدین اولیا، بیدل، غالب، اور اس کے بعد،
علامہ اقبال تک فارسی زبان میں نعت گوئی کا رواج رہا۔ جن شعراء کو عربی اور فارسی زبان پر
عبور حاصل ہے ان میں کچھ شعراء اب بھی فارسی اور عربی زبان میں نعت اور مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
لکھتے رہتے ہیں۔ اردو زبان میں باقاعدہ نعت گوئی کا آغاز قطب شاہی عہد میں ہوا۔ اس زمانے میں
عام طور پر نعت، مثنوی، قصیدہ، اور نظم کی بعض دوسری ہیئتوں میں کہی جاتی تھی۔ قطب شاہی عہد
کے مقبول اور ممتاز نعت گو شعراء میں محمد قطب شاہ، عبداللہ، محمد قلی قطب شاہ، سید بلاقی، مولانا
نصرتی اور مولوی غلام امام شہید وغیرہ شامل تھے۔

ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا اعزاز یہ بخشا کہ انھیں
شب معراج براق بھیج کر اپنے پاس بلوایا اور روبرو ان سے گفتگو فرمائی۔ یہ رتبہ اور ایسی فضیلت کسی
رسول یا نبی کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس حیرت انگیز واقعہ نے سارے عالم انسانیت کو عموماً اور اہل ایمان
کو خصوصاً اس درجہ متاثر کیا تھا کہ اردو نعت گوئی کے دور اول میں معراج کے موضوع پر نہ صرف
بے شمار اشعار لکھے گئے، بلکہ اس موضوع پر متعدد شعری کتب بھی تصنیف کی گئیں۔ سید بلاقی نامی ایک

شاعر نے "معراج نامہ" کے زیر عنوان ایک مثنوی لکھی ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ ہزار اشعار شامل ہے۔ اسی زمانہ میں ایک شاعر نے جس کا تخلص مختار تھا "معراج نامہ" ہی کے نام سے ایک اور طویل مثنوی لکھی جو تیئس[۲۳] ہزار اشعار پر مشتمل تھی۔ مولانا نصرتی نے بھی ایک سو اکتیس اشعار پر مشتمل ایک مثنوی معراج نامہ ہی کے نام سے تخلیق کی۔ حضرت قربی ویلوری کا "معراج نامہ" غالباً سب سے قدیم ہے۔ اس میں کم و بیش تقریباً ڈیڑھ ہزار اشعار شامل ہیں۔ حضرت ذوقی ویلوری نے ساڑھے سات ہزار فارسی اشعار پر مشتمل ایک مثنوی قلم بند کی جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی نامہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ۱۳۱۸ھ میں حاجی غلام محمود ذبیحا جرحضرت نے کیا تھا۔ حضرت باقر آگاہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، حالات اور معجزات پر "ہشت بہشت" لکھی جس کے جملہ اشعار کی تعداد نو ہزار ہے۔ اس عہد میں ایک بڑا کارنامہ شاہ عبدالحئی احقر بنگلوری نے انجام دیا تھا۔ انھوں نے سیرت طیبہ کو پہلی بار مبسوط طور پر اردو زبان میں نظم کیا۔ اس مثنوی میں قریباً بیس ہزار اشعار شامل ہیں۔ اس کتاب کا نام "جنان السیر" ہے اور اسے اردو میں مولانا روم کی مثنوی کا بدل کہا جاتا ہے۔ ایسی مبسوط اور جامع منظوم کتاب نہ تو پہلے لکھی گئی تھی اور نہ مستقبل میں لکھی جانے کی امید ہے۔

ابتدا میں اردو نعت کے موضوعات بہت محدود تھے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، حالات اور فضائل نظم کئے جاتے تھے۔ مگر بعد میں نعت کے موضوعات میں بے پناہ وسعت آئی۔ اور اس میں آنحضرتؐ کے اسوۂ حسنہ کے علاوہ ان کے دیار، روضۂ اقدس، اخوت، امت کی زبوں حالی، مومنوں کے ارمان، جلوۂ سبز گنبد کی تمنائیں، تہذیبی مذہبی اور اسلامی قدروں کے بیانات، اصلاح معاشرہ اور قوم مسلم سے متعلق مسائل وغیرہ بھی نظم کئے جانے لگے۔ ہمارے بہت سے شعراء کرام نے تاحیات صرف نعت یا اسلامی فکر پر مبنی اشعار کہے۔ ایسے لوگوں میں حفیظ جالندھری، احمد رضا خان بریلوی، حمید صدیقی لکھنوی، حماد احمد صابر قادری، تاج الفحول فقیر قادری، شبنم کمالی وغیرہ کے نام نامی شامل ہیں۔ اپنی آخری عمر شاقی دہلوی، اور ماہر القادری نے بھی ملی نظمیں لکھے اور نعت گوئی کو اپنا وطیرہ بنا لیا تھا۔ تمام اہم شعراء کے اشعار نمونتاً پیش کرنا تو ممکن نہیں ہے مگر چند اشعار مثال کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

نبیؐ کے ذکر سے دل کو سرور ملتا ہے نظر کو روشنی ایمان کو نور ملتا ہے

(ماہر القادری)

سلام اے ظلِ رحمانی سلام اے نورِ رحمانی　　ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

(حفیظ جالندھری)

سارا بدن حضورؐ کا جب نور ہو گیا　　پھر دور کیا تھا سایہ اگر دور ہو گیا

(عزیز الحسن مجذوب)

بشر سے بیاں کیا ہو شانِ محمدؐ　　خدا جب ہے خود مدح خوانِ محمدؐ

(سنجر مدراسی)

تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے　　بخشا گدائے راہ کو تو نے شکوہ قیصری

(جوش ملیح آبادی)

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے　　زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

(احمد رضا خاں بریلوی)

نبی جتنے قریبِ عرش ہوتے جاتے ہیں　　ذرائعِ بخششِ امت کے محکم ہوتے جاتے ہیں

(ابر احسنی)

مہک اٹھے گلستانِ جہانِ وحدت کے پھولوں سے　　یہ منشا تھا کہ آخر میں بہار اولیں آتے

(شعور بریلوی)

سطور بالا میں یہ تذکرہ ہو چکا ہے کہ ہر مذہب و ملت کے شعراء نے منظوم نعت لکھی اور یورپ کے ان گنت مفکرین نے اپنی مشہور نثری تصنیفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف لکھی ہے۔ اردو زبان ابتدا ہی سے ایک سیکولر زبان رہی ہے۔ اسے بلا امتیاز مذہب و ملت ملک اور بیرون ملک کے لوگ بشوق پڑھتے تھے اور خصوصیت سے اس کے شعری اور افسانوی ادب کے شیدائی تھے۔ لہٰذا اس زبان میں شعر و ادب کی تخلیق ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے کی اور چونکہ نعت گوئی بھی ایک ہر دل عزیز صنفِ سخن رہی ہے۔ لہٰذا ہندوؤں، سکھوں، بنگالیوں، اسامیوں اور سندھیوں وغیرہ نے بھی انتہائی جذب و کیف کے عالم میں نعتیں لکھی ہیں جنھیں پڑھ کر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایسے تمام لوگ اظہارِ صداقت کے قائل ہیں۔ ان کے ذہن اور دل منور ہیں۔ اور انھیں معلوم ہے کہ نورِ محمدی پیشانی آدم میں محفوظ کر دیا

گیا تھا لہٰذا اس کی تابنا کی بہر حال تمام نسلِ انسانی میں جاری و ساری ہے اور سیاہ دل اور بے ضمیر انسانوں میں بھی حقائق کو تسلیم کرنے کا جذبہ موجود ہوتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ مذہب میں تصوف اور حق شناسی کی رمق کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔ غیر مسلم شعرائے کرام کے چند اثر انگیز اور وجد آفریں اشعار ملاحظہ ہوں ؎

خدا کا نور نورِ پیمبر
خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ

(دلورام کوثری)

آدمی کیا، مدح کر سکتے نہیں جن و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفےٰؐ

(شیو پرساد وہبی)

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں
پر بندہ میں ان کا ہوں جو ہیں سرکارِ مدینہ

(سرکشن پرساد شادؔ)

ہو ملے ہے عرش دولتِ دیں گئے جو بہرہ ور
تو بھی رجوع کر شہِ دیں کی جناب سے

(بال مکند عرش ملسیانی)

میں ہندو ہوں مگر ایمان رکھتا ہوں محمدؐ پر
کوئی انداز تو دیکھے میری کافر ادائی کا

(چندر پرکاش جوہر بجنوری)

دیکھ کر عرش پہ محبوبِ خدا کی آمد
رک گئی گردشِ افلاک وزمیں آج کی رات

(راجندر بہادر موجؔ)

وہ ہیں اور بے مغفرت کا جنھیں غم
ہمارے نبیؐ ہیں شفیعِ دو عالم

(رگھوناتھ خطیب سرحدی)

یہ اثر اسی کا ہے یا نبیؐ جو عقیدت اس کو ہے آپ سے
بھلا نعت کہنا بھی سوم کے کہیں اختیار کی بات ہے

(سوم ناتھ سومؔ)

عرش سے لائے پیمبر وہ پیامِ زندگی
بڑھ گیا جس سے وقار و احترامِ زندگی

(کالی داس گپتا رضاؔ)

حقیقت کی خبر دینے بشیر آیا نظیر آیا!
شہنشاہی نے جس کے پاؤں چومے وہ فقیر آیا

(جگن ناتھ آزادؔ)

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسولؐ کی ۔ ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی

(کنور مہندر سنگھ بیدی سحر)

پنڈت ہری چند اختر، گرسرن لال ادیب لکھنوی، رام پرتاپ اکمل جالندھری، امرچند قیس جالندھری، دھرپال گپتا وفا، راجہ مکھن لال مکھن، ستیہ پال اختر رضوانی، دیاشنکر نسیم اور سرداری لال نشتر وغیرہ بے شمار شعراء نے نعت نگاری میں قابلِ ذکر اضافہ کیا ہے۔ یوں تو پنجابی، سندھی اور بنگالی میں بھی بے شمار شعراء نے ثناخوانی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مگر بڑی بات ہے کہ باباگرونانک اور صوفی آسورام نے بھی پنجابی اور سندھی زبان میں نعتیہ اشعار لکھے ہیں۔ مثلاً ؎

اٹھے پہر بوندے رہن کھادن منڈڑی رسولؐ ۔ دوزخ پوندے کیوں رہن جاچیت نہ آوے رسولؐ

(باباگرونانک)

امت ساری سندو شافع دکن مرضن سندو دافع ۔ پیچو جگ تو کان نافع رحم کر یا رسول اللہ

(صوفی آسورام)

اردو شاعری اور تنقید نگاری میں رگھوپت سہائے فراق کی شہرت وعظمت اپنی جگہ مسلّم ہے۔ انھوں نے اردو اور ہندی زبان سے بھی سچی اور کھری باتیں کہیں! ور شاعری کے مزاج کے بارے میں انتہائی بے باکی سے اظہارِ خیال کیا ہے۔ ان کے مشاہدات اور تجربات میں بے پناہ گہرائی ہوتی ہے اس بات کا علم ادب کے ہر قاری کو ہے۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صرف چار مصرعوں میں انھوں نے فکر و خیال کی ایک کائنات سمو دی ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

انوار بے شمار معدود نہیں ۔ رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام ۔ وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

یوں نعتیہ شاعری میں بے شمار ایسی چیزیں ہیں جو اپنی جگہ حیرت انگیز اور معنی آفرینی کا خزانہ ہیں اس میں حفیظ جالندھری کا شاہنامہ اسلام ایک شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اکثر بچپن کی وہ یادیں تازہ ہو جاتی ہیں جب صبح سویرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے باہر نکلتا تھا تو بیشتر گھروں سے" شاہنامہ اسلام" حفیظ جالندھری کے مخصوص ترنم اور لحن میں پڑھنے کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ان کا تحریر کردہ سلام بھی

گھر گھر میں پڑھا جاتا تھا۔ اس کے بعد ماہر القادری کا تحریر کردہ سلام اس قدر مقبول ہوا کہ اکثر محفلوں میں اسے سن کر ایک خاص کیفیت کا احساس ہوا کرتا تھا۔ اس کے بارے میں مولانا احسن گیلانی نے اپنے تاثرات یوں بیان کئے ہیں۔

''ان کی شعریت کے متعلق اسی قدر عرض کر سکتا ہوں کہ وہ پڑھتے جاتے اور بے اختیار مرے دل سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ بہہ کر آنکھوں کی راہ سے نکل رہا تھا۔ اگر شعر کی بلندی و پستی کا معیار اس کی تاثیری کیفیت ہے تو کم از کم اس معیار پر میرے خیال میں انکی یہ نظم بلند معیار کی مستحق ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ ''پیش رفت'' دہلی۔ ماہ جون ۱۹۹۸ء)

موجودہ عہد میں شعری اظہار کے طریقوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں اور زبان و الفاظ کی سطح پر بھی نئے نئے خوشگوار تجربے ہوتے ہیں۔ آج شاعری کے لئے تخلیقی زبان، خیال کی سنجیدگی، حقیقت نگاری، جذبے کی شدید فراوانی، لفظوں کی دل پذیر توس و قزح اور ہمہ جہتی ہی ضروری نہیں بلکہ استعاراتی پیکر، مفہوم کا ابلاغ اور امیجری کی قوت بھی لازمی ہے۔ اس تغیر نے نعت نگاری کو بھی ہمہ جہت معنوی خوبیوں اور آفاقی قدروں سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ جسے بیک نظر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ؎

دل کو ہو جائے جو عرفانِ رسولِ عربی
دیکھ سکتی ہے نظر جلوۂ عرفانِ خدا
(مخمور سعیدی)

پھر پیشِ صنم وقت کی پیشانی جھکی ہے
پھر دستِ براہیم کی حاجت ہے جہاں کو
(حفیظ بنارسی)

آپ کے دم سے ہیں سارے بحر و بر آراستہ
آمدِ سرکار ہے دنیا میں احسانِ عظیم
(کامران بشر)

نہیں حضورؐ کے ایسے شرر کی خواہش ہے
جلا کے راکھ جو کر دے دلوں سے نفرت کو
(شاکر کنڈان)

عہد ایسا نہ ہوا فخرِ زماں سے پہلے
پیکرِ ذات میں ڈھل جاتے جہاں حسنِ صفات
(کوثر نقوی)

ہر مشکل حیات کو خیر الانام کا آسان اک تبسم عقدہ کشا کرے

(شارق جمالی)

میں کیا بتاؤں کہ کیا منزل و مقام تھا وہ خدا کے ساتھ محمدؐ جہاں لکھا دیکھا

(حنیف اسعدی)

مستقبلِ حیات بھی ہے جس میں عکس ریز وہ آئینہ ہے دیدۂ بینا رسولؐ کا

(فرحت قادری)

روشن ہے حضورؐ سے شعاع ہستی لاریب ہیں سرچشمۂ انوار رسولؐ

(ناوک حمزہ پوری)

اب تشنہ لبی کا نہ کرے گا کوئی شکوہ زمزم ہے کہیں تو کہیں کوثر تر و تازہ

(ظہیر غازی پوری)

ہمارے عہد میں نئی غزل کی طرح نئی نعت بھی لفظ کے نئے نئے پھولوں اور فکر کی نئی نئی خوشبوؤں سے آراستہ نظر آتی ہے اور گذشتہ چند برسوں میں اسے بے انتہا مقبولیت بھی حاصل ہوئی ہے اور اب متواتر مجموعے بھی شایع ہونے لگے ہیں۔ ڈاکٹر انور سدید اپنے سالانہ ادبی جائزے میں نعتیہ شاعری کا بھی جائزہ پیش کرتے ہیں اور کچھ مدت سے زیادہ تر ادبی رسائل حمدیہ اور نعتیہ کلام بھی تواتر سے شایع کرنے لگے ہیں۔ یقیناً اس راہ روشن پر قدم برداشتہ چلنے پر اس عہد کے فکری رویوں نے اکسایا ہے۔ اب تہذیبی قدروں اور ثقافتی آئیڈیا لوجی کو ادب سے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔ ویسے بھی نعت گوئی کا رواج دنیا بھر میں ہے۔ اور اردو جیسی کم عمر زبان میں اس کا وافر سرمایہ موجود ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

"دنیا کی ان ساری زبانوں میں جنھیں مسلمان بولتے ہیں، نعت گوئی کا عام رواج ہے۔ نعت گوئی کا تعلق اظہار عقیدت سے بھی ہے اور عشق رسولؐ سے بھی۔ چودہ سو سال سے شاعروں نے مدحت رسولؐ کے نئے نئے اور اچھوتے پہلو تلاش کئے ہیں۔ اور اپنے دلی جذبات کا گہری عقیدت اور عشق کی سرشاری کے ساتھ اظہار کیا ہے۔"

(ادب، کلچر اور مسائل)

ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ شریف کو اس کا نسب بغیر زبان اور بغیر ادب کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ غور کیا جائے تو علم و ادب کا حصول و عرفان لازمی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ تو شعور کو بلوغیت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ انسان بصیرت اور بصارت حاصل کر سکتا ہے۔ ادب حظ و انبساط بھی عطا کرتا ہے اور فہم و ادراک کی دولت سے بھی مالا مال کرتا ہے۔ نعتیہ شعر و ادب کا مطالعہ انسان کو جذب و کیف کے اس عالم کی سیر کراتا ہے جہاں خدائی اور رسالت کی جلوہ تابی بہر لمحہ ذہن کو منور اور دل کو سرخوشی عطا کرتا ہے۔ اس سے بہتر اور طمانیت بخش شوق و ذوق آفاق کی اس کارگاہ شیشہ گری میں نہ کوئی اور ہے اور نہ ہو سکتا ہے لہذا بقول سجاد مرزا دل میں آرزو ہو تو بس یہ ہو ؎

میں فکر کو جب گداز پاؤں ترے مدارج کے راز پاؤں
تجھی کو جلوہ طراز پاؤں، تجھی کو مسند نشین دیکھوں

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی
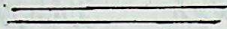
غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی

انسان کے وجود کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ زندگی میں بے بس و لاچار ہے اور مختار و آزاد بھی ہے۔ حیاتِ انسانی کی یہ گرفتاری و آزادی دو دھاری تلوار کی مانند ہے جس پر چلتے رہنا مردِ مومن کے بس کا کام ہے۔ ہم شب و روز دیکھتے ہیں کہ اگر اللہ نیک جذبہ بخشے تو انسان فکر و تخیل کا نور پھیلانے لگتا ہے اگر مولیٰ توفیق عطا کرے تو انسان چٹانوں اور ویرانوں میں گل کھلا دیتا ہے۔ اور باری تعالیٰ کسی انسان کو وسیلہ نہادے تو وہ نئی دنیا آباد کر دیتا ہے۔ یہ بخششیں توفیق اور وسیلے کی دنیا انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ خدا، رسول پاکؐ اور قرآن مجید پر سچے دل سے ایمان لانے کے بعد زندگی کو سادہ اور اجلے روپ میں برقرار رکھنے میں ہماری بھلائی و بہتری ہے۔ رسول کریمؐ کی حیات مبارک سے دو منور نکتے سامنے آتے ہیں۔ ایک بنیادی ارکانِ اسلام کی ادائیگی اور دوسرا انسانوں کے حقوق کو پورا کرنا۔

وہ ذات جس کا چہرۂ انور، قد و قامت، خال و خد، وجاہت و شجاعت، سخاوت و ذہانت، صبر و استقامت، راستی و دیانت، فرض شناسی و عالی ظرفی، وقار و انکسار، تقویٰ و طہارت، عدل و انصاف فصاحت و بلاغت جیسے اوصاف حمیدہ کے جامع ہیں۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ سراپا ہیں روح نبوت کا پورا پرتو موجود ہے۔ وہ آپؐ ہیں۔ آپ کی ذہانت آپکے مقدس اور بلند مرتبے کی دلیل ہے۔ اسی لئے نعت گوئی بہت ہی نازک فن ہے جس سے عہدہ برآ ہونا کوئی آسان کام نہیں۔

اگرچہ نعت گوئی کی فضا بہت وسیع ہے مگر اس میں پرواز کرنا اس لئے مشکل ہے کہ حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے تعارف کے لئے شریعت نے کچھ حدود مقرر کئے ہیں۔

لیکن اعتراف عقیدت کے جذبہ کے لئے کسی بندش کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ آپ فخر موجودات ہیں، سرور کائنات ہیں، سرکار دو عالم ہیں، شافع المذنبین ہیں، رحمت اللعالمین ہیں، خیر البشر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے متاثر ہونے والوں میں کسی ذات، کسی قوم کی قید نہیں ہے۔ غیر مسلم شعراء نے جس امتیاز اور انفرادیت سے نعت گوئی میں طبع آزمائی کی ہے وہ کیف انگیزی اور دل نوازی میں الگ اہمیت کی حامل ہیں۔ ان کے منتخبہ تعارف حروف تہجی کے لحاظ سے:

پیش کیا جا رہا ہے۔

آرزو سہارنپوری:۔ سادھو رام آرزو سہارنپوری صاحب دیوان شاعر تھے۔ انھوں نے نعت کہتے وقت تازگی اور بالیدگی کو پیش نظر رکھا ہے انہیں چوں کہ فارسی میں مہارت حاصل تھی اسی لیے ان کی نعت کی زبان میں فارسی کی تراکیب کثرت سے ملتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور شیفتگی ان کے نعتیہ کلام سے عیاں ہے۔

ہے صبح ازل صورت خندانِ محمدؐ
اور شامِ ابد زلفِ پریشانِ محمدؐ
ہر تار میں پوشیدہ اسرارِ دو عالم
اللہ رے یہ وسعتِ دامانِ محمدؐ

اختر رضوانی:۔ ستیہ پال اختر رضوانی معروف شاعر تھے "رنگ و سرور" "نقش مستقل" "حدیث غم" "در سنگ و آئینہ" "عکس جمیل" "خد و خال" "حاصل غم" وغیرہ انکی تصانیف ہیں۔ صحافت سے بھی جڑے رہے تھے۔ رباعی گو کی حیثیت سے بھی ان کی شہرت تھی۔ سیرت کے مضامین کو نعتیہ رباعی میں اس طرح پرو دیا ہے کہ حسن صورت اور حسنِ سیرت کی ہم آہنگی نے نئے افق روشن کئے ہیں

جمہور و مساوات کا پیغمبر ہے
آئینۂ حالات کا پیغمبر ہے
اے خطۂ بطحا و عرب کے باسی
تو کشف و کرامات کا پیغمبر ہے

ادیب لکھنوی:۔ کرسن لال ادیب لکھنوی نے فارسی میں ایم اے کیا تھا۔ شاعری کا شوق انہیں طالب علمی کے زمانے ہی سے تھا۔ لیکن زیادہ تر رباعیاں کہتے رہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے والہانہ شیفتگی تھی۔ حالاں کہ ان کی رباعیات کا مجموعہ چھپ چکا ہے لیکن ان کی نعت کی زبان و بیان شگفتہ اور دل پذیر ہے۔

آؤ ہم سب مل کے بیٹھیں پیار کی باتیں کریں
سرزمین یثرب سرکار کی باتیں کریں
دو جہاں کے سرور سردار کی باتیں کریں
فخر آدم، احمد مختار کی باتیں کریں

اشک جالندھری:۔ نردیو سنگھ اشک جالندھری نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ انھوں نے غزلیں اور نظمیں کہی ہیں۔ انہیں حضورِ پاک سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اس لیے نعت گوئی کی طرف بھی انہوں نے توجہ کی۔ اور دنیا کی کشاکش کا مداوا حضور کی تعلیم اور زمانے کے آستاں میں تلاش کیا ہے۔ بندش کی چستی اور خیالات کی رفعت ملاحظہ کیجئے۔

کہوں کیا کس قدر بالا نشیں ہے آشیاں تیرا
فرازِ عرش پر دیکھا ہے اے سرور! نشاں تیرا
اسے دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہیں دنیا میں
بنایا جس نے دل میں اے رسول اللہ! مکاں تیرا

اکمل جالندھری :- پنڈت رام پرتاپ اکمل جالندھری کے دو شعری مجموعے "بوئے گل" اور "نالۂ دل" شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے کلام میں کیف و سرور ملتا ہے۔ غزل کے علاوہ نعت گوئی کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ ان کی نعت میں صہبائے سرمدی کا کیف ہے، انداز سہل اور الفاظ موزوں اور موثر ہیں۔ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا جذبہ ہے۔

کیا شان ہے جناب رسالت مآب کی
نظریں جھکی ہوتی ہیں مہ و آفتاب کی
قرآن پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ
تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب کی

امر چند قیس :- امر چند قیس جالندھری نے نعت گوئی میں بہت شہرت حاصل کی ہے۔ وہ عاشقِ رسولؐ تھے۔ ان کی نعتیں عشق و مستی سے لبریز ہیں۔ ان کی نعت جذبات کی دلکش بنیادوں پر استوار ہے۔ خلوص، شیفتگی اور عقیدت ان کی نعت نے ترکیب پائی ہے۔ حضورؐ سے ان کی محبت کے نمونے دیکھئے۔

وہ ابرِ فیض نعیم بھی ہے، نعیم رحمت شمیم بھی ہے
شفیق بھی ہے، خلیق بھی ہے، رحیم بھی ہے، کریم بھی ہے
وہ حسنِ سیرت کا ہے مرقع، جمالِ حق ہے جمال اس کا
وہ پیکرِ فطرت ہے معلیٰ، شبیہ خلق عظیم بھی ہے

برجموہن زیبا :- پنڈت برجموہن زیبا غزل، رباعی اور نعت کہتے رہے۔ وہ پروفیسر تھے اس لئے پڑھنے اور لکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ تجربے حاصل کرتے رہے اور شاعری کا روپ دیتے رہے۔ ان کا نعتیہ کلام سادہ زبان میں ہے لیکن نعت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے ان کی والہانہ شیفتگی کے اظہار کا ایک ذریعہ تھی۔

گلزارِ وحدت حضرت محمدؐ
انوارِ رحمت حضرت محمدؐ
اللہ روح کون و مکاں ہے
روح نبوت حضرت محمدؐ

برھم ناتھ قاصر :- برہم ناتھ قاصر کو چوں کہ حضور خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا۔ اس لئے ان کی نعتوں میں کیف و عرفان کا ایک خم خانہ مستور ہے ان کے نعتیہ اشعار میں جہاں سوز و گداز ہے وہاں ندرت خیال بھی ہے۔ ان کا نعتیہ کلام پڑھتے وقت فن پر مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

زہے عزت و قدر و شانِ محمدؐ
جہانِ خدا ہے، جہانِ محمدؐ
یہ نکتہ ہویدا ہے مَایَنطِقُ سے
زبانِ خدا ہے، زبانِ محمدؐ

بھگوان داس بھگوان :- رانا بھگون داس بھگوان جی اے پاس تھے۔ لیکن انہوں نے

ادیب فاضل اور منشی فاضل کی سند بھی لی تھی۔ نثر میں
ان کی کتابیں "تاریخ تعمیر" "سوانح سرور شہید" "حیاتِ
خسرو" اور "نظم ونسق فعلیہ" قابلِ ذکر ہیں۔ ایک شاعر
کی حیثیت سے بھی ان کا شہرہ تھا۔ غزلوں کے علاوہ
انھوں نے نعت بھی کہی ہے اور عربی و فارسی الفاظ کو
فنی مہارت سے برتا ہے۔

عرشِ حق کی طرف جب چلے مجتبےٰ
جلوہ آرا تھا ہر سمت نورِ خدا
کہکشاں سے بنا اک نیا راستہ
فرشِ خاکی سے تا سدرۃ المنتہیٰ

بیکل امرتسری:۔ بابو برج گوپی ناتھ بیکل
امرتسری کی نعت کی حیثیت منفرد ہے۔ ان کے یہاں
عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دل پسند جوش اور
موزوں ترین الفاظ کے پردوں میں جلوہ ہے۔
حضور کی ذاتِ قدسی صفات کو بھی انھوں نے موضوع
بنایا ہے۔ اور دنیا سے جہالت کو دور کرنے کا
ذریعہ بھی مانا ہے۔

تیرے دم سے ہوگئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر
کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما مانیں تجھے
نور سے تیرے اندھیرے میں درخشانی ہوئی
تیرے آگے آبرو کفار کی پانی ہوئی

پرکاش ناتھ پرویز:۔ پرکاش ناتھ
پرویز نے ایم لے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ ان کی
شاعری کے دو مجموعے "مشفق راز" اور "جادۂ
منزل" شائع ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ غزل
گو ہیں لیکن انھوں نے نعت بھی لکھی ہے۔ اور
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی
مسائل کو پیش کیا ہے۔

خیال افروز ہے نامِ محمدؐ
بہت افضل ہے پیغامِ محمدؐ
مٹا دی تیرگی قلب و نظر کی
تجلی پاش ہے جامِ محمدؐ

تارا چند لاہوری:۔ تارا چند لاہوری نے
کئی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ نعت میں
ان کا رنگ منفرد اور تخیل بلند ہے۔ عشقِ رسول کا
جذبہ نمایاں ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار بادۂ یثرب کے
جام ہیں۔ نمونۂ کلام دیکھئے۔

ہیں جہاں میں گو بظاہر مائلِ زنار ہم
دل سے ہیں مفتونِ حسنِ احمدِ مختار ہم
اس تمنا میں درِ دیدہ سدا رہتے ہیں وا
شاید مقصود کا دیکھیں کہیں دیدار ہم

تلوک چند محروم:۔ تلوک چند محروم استاد
شاعر تھے۔ بیشتر اصنافِ سخن میں انھوں نے طبع
آزمائی کی ہے اور اردو شاعری کے سرمایہ میں
اضافہ کیا ہے۔ انھیں حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات سے بے حد محبت د

عقیدت تھی اور اسی جذبے کے تحت انھوں نے نعت بھی کہی ہے۔ ایک طویل نعتیہ نظم کے یہ دو شعر دیکھیے۔

مبارک پیشوا! جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشرو! جس کا ہے سینہ صاف کینے سے
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں
نسیم جانفزا لاتی ہے "مکے" اور مدینے سے

جگن ناتھ آزاد :- جگن ناتھ آزاد کہنہ مشق شاعر ہیں۔ ماہر اقبالیات ہیں۔ فن پر مہارت رکھتے ہیں غزل، نظم، رباعی، اور مثنوی کے علاوہ نعت بھی کہتے ہیں۔ نعت میں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے انتہائی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں زبان و بیان میں عربی اور فارسی کی تراکیب اور اصطلاحات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ ان کے ایک "سلام" کے چند اشعار لگ بھگ ملاحظہ فرمائیں۔

جی پردیسی برہم چاری :- پردیسی جی برہم چاری زبان اور فن کے نکات سے واقف ہیں شعر کا پاکیزہ مذاق رکھتے ہیں جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت پرسوز و پرکیف نعتیں بھی کہتے رہتے ہیں۔ لیکن دوسرے غیر مسلم نعت گو شعراء کے مقابلے میں انکی نعت میں الفاظ کی کثرت ہے۔

پریم کی بنسی بجائی سید ابرار نے
پاپ کی کایا مٹائی سید ابرار نے
شدر پاپی شدھ ہو کر بن گئے بالکل پوتر
وہ مدھر بنسی بجائی سید ابرار نے

چمن لال چمن :- چمن لال چمن شاعر تھے اور صحافی بھی تھے۔ لاہور سے "طمانچہ" کے نام سے رسالہ نکالتے تھے۔ ان کی نعتوں میں خلوص اور محبت کی مٹھاس ملتی ہے۔ ان کا ایک نعتیہ مخمس خوب ہے۔ ایک بند ملاحظہ کریں۔

وہ خاتم پیغمبراں !!
وہ شاہ، وہ شاہِ شہاں
وہ غمگسارِ بے کساں !
روح و روانِ عاشقاں
محبوب ربِ دو جہاں !

حامی بریلوی :- پنڈت لشمی نرائن حامی بریلوی کہنہ مشق شاعر تھے۔ غزلوں سے انھیں خاص لگاؤ تھا۔ لیکن دینی موضوعات پر بھی لکھتے تھے۔ گلشن نعت کی آبیاری بھی کی ہے انکی نعت کا انداز یہ ہے۔

ہو کس سے بیاں منزلت و شان محمد
ہے آپ خداوند ثنا خوانِ محمد
ہو کیوں نہ بشر تابع فرمانِ محمد
فردوس میں جائیں گے غلامانِ محمد

خستہ دہلوی :- گنیشی لال خستہ دہلوی۔ شعر گوئی کا پاکیزہ مذاق رکھتے تھے۔ نعت بھی کہتے تھے جس سے ان کی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ملتا ہے۔

کاشفِ اسرارِ وحدت یا محمدؐ مصطفےٰ

آن کر تو نے عرب کا پار بیڑا کردیا
جاہلوں اور وحشیوں کو لایا راہِ راست پر
آفریں ہمت پہ تیری یا محمدؐ مصطفےٰ

دلو رام کوثری :- دلو رام کوثری بشنوی برادری کے پہلے شخص تھے جنھوں نے میٹرک پاس کیا تھا ان کے آبا و اجداد کا سلسلۂ نسب چوہان خاندان کے راجپوتوں سے ملتا ہے بعد میں ان کے رشتے جاٹوں سے بشنوی برادری میں استوار ہوئے شاعری کا شوق انھیں بچپن سے تھا اسی شوق کی وجہ سے وہ کالج کی تعلیم حاصل نہیں کر سکے۔ پہلے غزلیں کہتے تھے، بعد میں نظمیں اور نعت کہنے لگے انھوں نے اسلامی روایات پر کثرت سے نظمیں لکھی ہیں اور محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی مدح و ثنا میں دفتر کے دفتر لکھ ڈالے ہیں اور خوبی یہ ہے کہ پامال اور پیش پا افتادہ مضامین کم باندھے ہیں۔

طفلی سے فدا نام محمدؐ پہ ہوا ہوں
اسلام پہ شیدا ہوں میں سو جان سے جی سے
دل دولتِ اسلام سے بندہ کا غنی ہے
آسودہ میں کونین میں ہوں نعتِ نبی سے

دھرم پال گپتا وفا :- لالہ دھرم پال گپتا وفا کی ایک حیثیت صحافی کی بھی ہے۔ وہ روزنامہ "تیج" دہلی کے مدیرِ اعلی بھی رہے ہیں۔ انھوں نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ لیکن نعت گوئی سے انہیں خاص شغف تھا۔ حیات و وجدانیت کی کتنی ہی ماورائی کیفیتیں اظہار بیان میں لانے کی انھوں نے کوشش کی ہے نعت کا نمونہ دیکھیے۔

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسولؐ
ہو گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسولؐ
دفعتاً یہ دل مثالِ غنچہ و گل کھل اٹھا
جب وفورِ یاس و غم میں آ گئی یادِ رسولؐ

راگھوندر راؤ جذب :- پنڈت راگھوندر راؤ جذب پیشہ کے اعتبار سے وکیل رہے۔ غزلیں کہتے رہے لیکن نعت گوئی حیثیت سے بھی جانے جاتے رہے۔ انھیں حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات، قرآنی تعلیم، اور اسلام سے دلی عشق رہا ہے انکی نعتیہ شاعری عشق و مہارت کی آئینہ دار ہے

لکھتا ہوں ثنائے رخِ نیکوئے محمدؐ
ہے روکشِ خورشیدِ فلک روئے محمدؐ
مکے سے، مدینے سے ہی پہنچی ہے سرِ افلاک
بوئے گلِ رخسار و گیسوئے محمدؐ

رام سروپ شیدا :- لالہ رام سروپ شیدا کی شاعری دلی گداختہ کی تراوش کا نتیجہ ہے لیکن نعت گوئی سے انکی فطرت کا اظہار صحیح معنوں میں ہوتا ہے۔ ان کی نعت میں بعض مخصوص نعتیہ تراکیب سے اندازہ ہوتا ہے کہ نعت گوئی میں انہیں مہارت حاصل تھی۔ ایک

نعتیہ مخمس کا ایک بند ملاحظہ کیجئے۔

اے رسولِ پاک باطن منزلِ حق آشنا
پیشوائے دین ملت، حامیِ ملک خدا
تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا
شان میں تیری کہا "شمس الضحیٰ"، "بدر الدجیٰ"
بھیجتی خلقِ خدا ہے تجھ پہ یوں صدہا سلام

رام کشمیری:۔ لالہ بیلی رام کشمیری کی نعت میں صوفیانہ کیف و سرور ہے۔ بیشتر ازیں وہ غزلیں کہتے رہے لیکن نعت گوئی میں بھی نام پیدا کیا ان کی نعت میں سوز و گداز اور عشق رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی ہے۔

آپؐ وہ ہیں کبریا کے دل میں ہے گھر آپؐ کا
آپؐ اس کے پیارے ہیں اور وہ ہے دلبر آپؐ کا
رات ہو، دن ہو، سحر ہو، شام ہو، یا دوپہر
منتظر رہتا ہے سائل کے لئے در آپؐ کا
جو ہمارے پاس ہے وہ آپؐ کا ہے یا نبیؐ!
جان شیریں آپ کی، دل آپ کا، سر آپؐ کا

رتن پنڈوری:۔ پنڈت دلارام رتن پنڈوری کئی کتابوں کے مصنف ہیں "نورتن" "رہنمائے ادب" "داستانِ ادب" "معاون الادب" "دستور القواعد" "گرداب جنوں" "ہندی کے مسلم شعراء" وغیرہ ان کی مقبول کتابیں ہیں۔ اپنی نعت میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور اپنے عجز کے بیشتر پہلوؤں پر والہانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔

آیا ہے لب پہ نام رسولِ کریم کا
جلوہ تڑپ اٹھا ہے ریاضِ نعیم کا
بحرِ عدن میں لاکھ ہوں لولوئے شاہوار
کچھ رنگ روپ اور ہے درِ یتیم کا

رشی پٹیالوی:۔ پنڈت رشی پٹیالوی بنیادی طور پر افسانہ نگار اور مضمون نگار ہیں۔ لیکن انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں۔ بعض رسائل میں ان کا نعتیہ کلام بھی ملتا ہے جو صاف اور سلیس زبان میں ہے۔

اے رسول اللہ! اے صلی علیٰ!
آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
ہر طرف ہے آپ سے نور و ضیا
آپ نے دل میں اجالا کر دیا

روشن لال نعیم:۔ روشن لال نعیم غزل اور نعت کے شاعر ہیں آپ کا مطالعہ وسیع ہے اس لئے کلام کافی پرزور ہے۔ دوسرے الفاظ میں نہایت خوش فکر بلند خیال اور قادر الکلام نعت گو ہیں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرۂ وافر پایا ہے۔

ترے معجزے جو کہ تھے یا محمدؐ
انہیں برحق و برملا دیکھتے ہیں
ترے پاک پند و نصائح میں حضرتؐ
ہم اک جوشِ صدق و صفا دیکھتے ہیں

رونق دہلوی :- پیارے لال رونق دہلوی صاحب دیوان شاعر ہیں۔ ان کا دیوان "دیوانِ رونق" کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے۔ زبان اور حسنِ بیان کی طرف ان کی توجہ زیادہ ہوتی ہے انہوں نے نعت گوئی کی شمع کو بھی فروغ دیا ہے۔ ان کی نعت کا نمونہ یہ ہے۔

نظر آئے نہ جلوہ ہر گھڑی کیوں کر محمدؐ کا
ازل سے ہے دل و دیدہ میں اپنے گھر محمدؐ کا
قلم لاؤں پرِ جبریل بن کر شاخِ طوبیٰ سے
رقم ہو جب کہیں وصفِ رخِ انور محمدؐ کا

زیبا امرتسری :- برجموہن زیبا امرتسری شعر گوئی کا پاکیزہ مذاق رکھتے ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے والہانہ شیفتگی کے باعث نعت گوئی کی طرف زیادہ توجہ دی ہے ان کا اندازِ بیان صاف اور سادہ ہے۔

سبق دنیا کو وحدت کا دیا حضرت محمدؐ نے
دوئی تو دور ہر دل سے کیا حضرت محمدؐ نے
اٹھا کر پردہ بیگانگی ہر دل کے چہرے سے
انھیں رنگ آشنائی کا دیا حضرت محمدؐ نے

ساحر سنامی :- تیج ونت رائے ساحر سنامی پٹیالہ میں تحصیلدار تھے انھیں شاعری کا بھی شوق تھا نعت میں سطحی باتوں سے بجائے حقائق آرائی سے کام لیتے ہیں۔ ان کی زبان پُر زور، عام فہم اور رواں ہے ان کے ایک نعتیہ مخمس سے یہ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

اے باعثِ صد فخر جہاں، شانِ مدینہ
اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ
اے موجبِ صد شانِ وطن، جانِ مدینہ
اے رنگِ وفا، زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جانِ مدینہ

ساحر ہوشیار پوری :- ساحر ہوشیار پوری نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ درس و تدریس اور صحافت سے وابستہ رہے ہیں شعر و سخن میں صالح ادب کی فروغ کی طرف توجہ دی ہے۔ غزلیں، نظمیں اور نعت کہتے رہے ہیں۔ ان کا ذوقِ سخن پاکیزہ ہے وہ فن کی باریکیوں سے بھی واقف ہیں جہاں تک عقیدتِ رسولؐ کی بات ہے، وہ نہایت پُر کیف نعتیں کہتے رہے ہیں۔

ہے زمانے بھر میں شہرہ اب مرے اشعار کا
ذکر ہے ان میں جنابِ احمدِ مختار کا
جسمِ خاکی میں نہاں اک مخزنِ تنویر ہے
ہے مرے دل میں تصور احمدِ مختار کا

ساقی سہارنپوری :- شنکر لال ساقی سہارنپوری حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اس لئے غزل کے علاوہ نعت سے بھی شغف ہے خوبصورت زمینوں میں نعت کہنا آسان اور سہل نہیں ہے لیکن ان کے نعتیہ اشعار میں ایسی خوبیاں جا بجا ملتی ہیں

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پر چاندنی
نورِ محبوبِ خدا سے تھی منور چاندنی
عرش و کرسی پر کہاں تھا ماہ کا نام و نشان
روئے احمدؐ چاند تھا، تھی اس سے یکسر چاندنی
کیا کہوں جلوہ تھا کیا، صلی علیٰ، صلی علیٰ
رہ گئی تھی دیکھ کر حیران و ششدر چاندنی

شاد دہلوی :- لالہ مرلی دھر شاد دہلوی علم دوست، ادب پرور اور ادیب و شاعر تھے۔ بیخود دہلوی سے تلمذ حاصل تھا۔ معروف سائنسداں سر شنکر لال شنکر ان کے بھائی تھے ان دونوں بھائیوں نے ہی آزادی سے قبل "شنکر شاد مشاعرہ" کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس وقت شاد دہلوی لائل پور کاٹن ملز کے مالک تھے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ شعر و ادب کی خدمت کے سلسلے میں لاکھوں روپے خرچ کرتے تھے۔ ان کا کلام پرسوز ہے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات سے والہانہ جذبۂ عشق کے اقتضاے نعت بھی کہے تھے۔

جلوہ دکھا دے مجھ کو خدایا حضورؐ کا
لکھنا ہے مجھ کو آج سراپا حضورؐ کا
چمکے گا چاند بن کے یہ تربت میں حشر تک
دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضورؐ کا

سالک رام سالک :- لالہ سالک رام سالک کو شعر کا نہایت پاکیزہ مذاق تھا۔ غزلیں کہتے تھے، لیکن جذبۂ عشق رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشقانہ عقیدت رکھنے کی وجہ سے پر کیف اور پر سرور نعتیں کہتے تھے۔ وہ فن کے نکات سے بخوبی واقف تھے ان کا نعتیہ کلام ان کے جذباتِ محبت کا عکاس ہے۔

لے لے گی مری جان تمنائے مدینہ
مدت سے ہے اب وردِ زباں ہائے مدینہ
کیونکر نہ دل و جاں سے مجھے بھائے مدینہ
آنکھوں میں بسا ہے مری مولائے مدینہ

شائق امرتسری :- لچھمن داس شائق امرتسری کو اردو اور فارسی پر مہارت حاصل تھی۔ بلکہ دونوں زبانوں میں امرتسر کے ہندو سبھا ہائی اسکول میں درس دیا کرتے تھے۔ ساتھ ہی اپنے اشہبِ فکر اور اشہبِ قلم کو رواں رکھتے تھے۔ ان کی نعت میں جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وفور ہے

برحق کہا "خدا ہے"، رسولِ کریم نے
اعجاز ہی کیا ہے رسولِ کریم نے
اللہ کا جلال و جمال اب ہے آشکار
جلوہ نما کیا ہے، رسولِ کریم نے
اللہ رے جناب کی ایمان فروزیاں
شائق بنا لیا ہے، رسولِ کریم نے

شمیم فرخ آبادی :- سردار شیر سنگھ شمیم فرخ آبادی کا مذاقِ شعر آئینہ شیر سے روشن ہے۔ مجسٹریٹ کے عہدہ پر فائز رہے مگر زبان

اور فن پر انہوں نے قابو رکھا ان کی نعتوں میں
خیالات بلند اور مضامین اعلیٰ وارفع ہوتے ہیں۔

رواں ہوں جانب کوئے محمدؐ
دکھادے اے خدا روئے محمدؐ
ہیں عنبر بار گیسوئے محمدؐ
صبا لائی ہے خوشبوئے محمدؐ

شیام سندر باصر کاشمیری:۔
شیام سندر باصر کاشمیری غزل کے شاعر ہیں
قطعات بھی کہتے ہیں اور حضور رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات سے شیفتگی
کے ثبوت میں نعت بھی کہتے رہے۔ ان کے کلام میں
پختگی اور زبان صاف ہے۔

دنیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغام حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مے پلا کر مخمور کر دیا ہے

شیدا دہلوی:۔ لالہ چندی پرشاد شیدا دہلوی
غزل اور نعت کی شاداب وادیوں میں سیر
کرتے رہے۔ وہ کہنہ مشق نعت گو تھے
ان کی نعت میں عشق رسولؐ کا بے پناہ جذبہ
ہے۔ اپنی نعتوں، خمسوں اور منقبتوں کی وجہ
سے وہ "مداح رسولؐ" کے لقب سے پہچانے
جاتے تھے۔ ایک نعتیہ مسدس کا ایک بند
ملاحظہ کریں۔

نور سے معمور تھی شمع شبستان عرب
جس کے جلوے سے منور ہوگئی شان عرب
کر دیا رنگین وحدت نے گلستانِ عرب
کلمہ گو حق کے ہوئے سب بت پرستانِ عرب
پیش کی وہ سامنے ہر اک کی صورت نور کی
نعرۂ اللہ اکبر سے فضا معمور کی

نوٹ:۔ غیر مسلم عندلیبانِ رسولؐ کا یہ تذکرہ نامکمل
ہے۔ مستقبل میں اس مضمون کے باقی حصے کی اشاعت
متوقع کی جاسکتی ہے (ایڈیٹر)

بقیہ نعت و منقبت میں احترام والتزام کا پہلو
جن کا کلام باعث تبرک اور قابل افتخار سمجھا جاتا ہے۔ ان کی نگاہیں کلام کی بہت سی باریکیوں پر ہوتی
ہیں ایسے شعراء کرام پورے برصغیر میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام حصے اور خطے میں موجود ہیں۔

ظفر ہاشمی (جمشید پور)

نعت و منقبت میں احترام و التزام کا پہلو

نعت عربی زبان کا وہ لفظ ہے جس کے لغوی معنی تعریف، توصیف، مدح اور وصف کے ہیں۔ لیکن نعت کسی عام شخص یا کسی اور ذات کی تعریف و توصیف سے عبارت نہیں ہے بلکہ نعت پاک کا لفظ صرف سرورِ کائنات، فخرِ موجودات محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور انہیں کی تعریف و توصیف سے مختص ہے۔ اصطلاحی، ادبی اور روزمرہ کی بول چال میں بھی نعت اسی مفہوم کے لیے مخصوص سمجھی جاتی ہے۔

نعت کیلئے کلام کا موزوں ہونا شرط ہے گرچہ غیر موزوں کلام ذکر رسولؐ کے دائرے میں آتا ہے جس کا دوسرا پہلو نعتیہ پہلو بھی رکھتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تقریر میں بھی حضورؐ کی تعریف و توصیف اور ان کی سیرت کا ذکر ہوتا ہے۔ پھر بھی اس ذکر و بیان کو ہم نعت نہیں کہہ سکتے۔

نعت شریف کا موضوع جتنا وسیع اور ہمہ گیر ہے اتنا ہی اس کا موضوع مشکل ترین بھی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ معنیاتی اور اسلوبیاتی ہر سطح پر نعت مکرمہ کے امکانات بے حد منور ہوتے ہیں اور ان کی تابانی کی گرفت کوئی آسان نہیں۔ اس موضوع پر غور و فکر کی شدید ضرورت ہے۔ اس تناظر میں نعت شریف کی حرمت و احترام کی پاسداری اسی وقت ممکن ہے جب فکری، ذہنی اور ایمانی حرارت رگ رگ میں لہو بن کر دوڑ جائے۔

نعت و منقبت کہنے کے لیے حُبِّ نبیؐ اور حُبِّ ذات بہت ضروری ہے اس لیے کہ چند بنیادی عناصر اہم ہیں جن میں تقدیس، تکریم، پاکیزگی، قرآن، حدیث، اسلامی تعلیمات و مسائل سے بہرہ ور ہونا، طہارت اور تقویٰ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جو شاعر اس روشنی میں نعت و منقبت کہنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اس کے کلام میں تاثیر، جذب و کیف اور سوز و گداز کی سرمستی ملتی ہے۔ ایسا نعت گو اور نعت خوان کسی بھی مقام پر حضورؐ کے مرتبہ کو مجروح نہیں کرتا اور ان کے احترام و حرمت کی پاسداری کرتا ہے تو وہ

اپنے لیے راہ نجات کا ذریعہ تلاش کر لیتا ہے نہیں تو سخت گنہگار ٹھہرتا ہے۔

لفظ احترام یا حرمت نبیؐ ہمارے لیے سب سے زیادہ قابل غور و فکر لفظ ہے۔ اور میرے اس مضمون کا سب سے اہم نکتہ بھی ہے۔ اس کو مرکزی اہمیت بھی اس لیے حاصل ہے کہ اس کی روشنی میں زبان و بیان کے معائب و نقائص کو دور کرنا شعرائے کرام کے لیے سب سے اہم فریضہ ہے۔ موضوع کے ساتھ اگر زبان و بیان کے ذریعہ کسی طرح بھی حرمت نبیؐ پر آنچ آئے تو اس سے اجتناب کرنا ناگزیر بن جاتا ہے۔ چوں کہ ایمان کی سلامتی کے لیے یہ نکتہ بہت ضروری ہے۔ اس لیے نعت و منقبت گو شعرائے کرام اور ایسے مقدس کلام کو پڑھنے والے حضرات ہر حال میں سرور کائنات کی تقدیس و تکریم اور ان کی حرمت و احترام کا پاس رکھنا زندگی کا نصب العین سمجھیں اور ایمان کا جز بھی۔

موضوع کے لحاظ سے احترام اور حرمت کا مقصد یہ ہے کہ کسی بھی مقام پر حضورؐ پر نور کے مرتبے کو نہ گھٹایا جائے اور نہ اللہ پاک کے مرتبے سے ان کا مرتبہ بڑھایا جائے۔ یہ بڑی سخت منزل ہوتی ہے۔ چوں کہ اس اہم نکتہ پر عمل کرنے کے لیے بڑی باریک بینی اور سخت کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے نعت پاک کے کہنے کے عمل کو پل صراط سے گذرنا سمجھا جاتا ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔

زبان و بیان کے اعتبار سے ہمیں بہت سے بے شمار معائب اور نقائص پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں ان وجوہ کی بنا پر نعت و منقبت گو یا ان اور اس کو پڑھنے والے کی کوتاہی، لاپرواہی اور لاعلمی سے تشویش ہوتی ہے کہ ان کا یہ رویہ ثواب کی جگہ باعث عذاب نہ بن جائے۔ کسی بھی زبان کے اپنے اصول اور قواعد اور صرف و نحو ہوتے ہیں۔ اس کے اپنے اسماء، ضمائر اور افعال ہوتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہمیں بہت ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہیے۔ اور کسی طرح اور کسی مقام پر بھی سرور کائنات کے مرتبہ اور اولیائے کرام کے رتبہ کو مجروح نہ کرنا چاہیے۔ ان کی حرمت پر آنچ نہ آئے اور ان کی شان کے عظمت کے خلاف کوئی لفظ ادا نہ ہونے پائے اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

جہاں تک اردو زبان و ادب کا تعلق ہے تو اس کے اسماء، ضمائر اور افعال کے استعمال کے وقت سخت احتیاط کی ضرورت ہے چوں کہ مذکورہ پس منظر میں ہی گستاخی رسول اور بزرگان دین کی بے حرمتی کا خطرہ زیادہ منڈلاتا ہے۔ مثال کے طور پر "ہیں" کے بدلے "ہے"۔ "تھے" کے بجائے "تھا"۔ "آپ"

کی جگہ "تم"، "آپ کا" کے بجائے "تیرا"، "تمہارا"، "ان" یا "ان کی" کے بدلے "اس" یا "اس کی" وغیرہ جیسے الفاظ کو کوئی نعت و منقبت گو شاعر یا اس کو پڑھنے والا استعمال کرتا ہے تو بارگاہ نبوت میں اور اولیائے کرام کے نزدیک ایک مجرم کا باعث ہوتا ہے۔

روزمرہ کی زندگی میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ گفتگو اور تقریر میں اپنے سے بڑے آدمی کو "تم" کی بجائے "آپ" جیسے لفظ سے ہم مخاطب کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے والدین، گھر کے دوسرے بزرگ اور استاد کو مناسب القاب و آداب اور قابل احترام الفاظ ہی سے یاد کرتے ہیں تو سرورِ کائنات فخر موجودات اور پیارے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھ تمام انبیائے کرامؑ، خلفائے راشدینؓ، ازواج مطہراتؓ، ذریات پاکؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ رضوان اللہ اجمعین، دیگر شہدائے کرام اور اہل بیعت و اہل اطہار، جملہ صحابہ کرام، تمام تابعین و تبع تابعینؓ، تمام ائمہ کرام، مفکرین اسلام اور محدثین عظام، غوث پاکؒ، غریب نوازؒ، تمام اولیائے کرامؒ اور بزرگان دینؒ، تمام قطبؒ اور ابدالؒ، تمام صالحینؒ، عابدینؒ اور زاہدینؒ اور اپنے پیر و مرشد کے لئے ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہی قابل احترام الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ جو ان کے شان و عظمت کے شایان شان بھی ہوتے ہیں اور ان سے قرآن و حدیث کے فرمان کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ تو نعت و منقبت میں ہم ان کی حرمت کا پاس کیوں نہیں رکھتے۔ جبکہ نثری تحریری اور بات چیت میں ان کی حرمت و احترام کی تمام نزاکتوں کا ہم بھرپور خیال رکھتے ہیں۔ یہ نہایت گمراہی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ اس سلسلے میں دو عذر لنگ پیش کئے جاتے ہیں۔

اول یہ کہ اشعار میں وزن کی قید اور پابندی ہوتی ہے اس لئے نعت و منقبت میں حرمت اور احترام کا لفظ استعمال کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر ایسے شعراء نعت و منقبت میں وزن کی بندشوں پر عمل کرنے کی مہارت نہیں رکھتے تو ان کو میرا مشورہ ہے کہ وہ ان اصناف میں طبع آزمائی نہ کریں۔ دنیا میں ثواب کمانے کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں۔ جو شعراء زبان و بیان اور عروض پر قدرت و مہارت رکھتے ہیں ان کو اس طرح کی شکایت نہیں ہوتی اور وہ ہر بندش اور قید و بند قبول کرکے نعت و منقبت کہہ کر اپنے لئے راہ نجات حاصل کر لیتے ہیں۔

کم مایہ شعراء کرام دوسرا عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ اب تک بے شمار شعراء نے ایسا ہی نعتیہ کلام

کہاہے جس میں مذکورہ تمام نقائص ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے اولیائے کرام، بزرگانِ دین اور صالحین و عابدین نے بھی مذکورہ تناظر میں ہی اپنی نعتوں اور منقبتوں کو باعثِ رحمت و برکت، قابلِ ثواب اور ذریعہ نجات سمجھا ہے۔ جہاں تک ان مقتدر مستیوں اولیائے کرامؒ اور بزرگانِ دین کا سوال ہے تو ان کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے چوں کہ یہ اللہ والے ہوتے ہیں۔ ہماری ظاہری آنکھیں ان کے باطن میں نہیں اتر سکتیں۔ چوں کہ ان کا ظاہر بھی ہے تو اس کا مطلب اور ہے اور ان کا باطن بھی ہے تو اس کا معنی کچھ اور ہے۔ نعت منقبت میں ان کی طرف سے جو بھی تسامح اور فروگذاشت ہم محسوس کرتے ہیں اس کا روشنی میں ہم ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتے۔ ہم عام انسان ہیں اور ہم کو صرف اپنے اعمال کا ہی محاسبہ کرنا چاہیے۔ نعت و منقبت کہنے والے اور پڑھنے والے عوام اور پبلک سے مخاطب ہوتے ہیں اور عوام علم و تہذیب سے ناآشنا ہوتی ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر اس پڑھنے والے کو پسند کرتے ہیں جو گا کر ان کو خوش کرے۔ اس لئے ہمارے پورے معاشرہ اور ماحول میں ایک ذہنی اور فکری انقلاب کی ضرورت ہے۔ اس لحاظ سے نعت و منقبت کہنے والے اور پڑھنے والوں کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔

نعت دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں ملتی ہے۔ حضورؐ پرنور کی بعثت پر تمام چرند و پرند اور تمام شجر و حجر نے بھی سرکارِ دوجہاںؐ کو صلوٰۃ و سلام کی ڈالی پیش کی۔ یہاں تک کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے محبوب کی تعریف و توصیف ان الفاظ میں کرتا ہے۔ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"۔ اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ (اور اے نبی محبوب آپ کے لئے آپ کا ذکر ہم نے بلند کیا۔) اس کی تقطیع بحرِ رمل کے دو برابر ارکان فَعِلاتُن / فَعِلاتُن سے حاصل ہوتی ہے۔

تاریخِ اسلام سے شہادت ملتی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ حضرت بی بی آمنہ نے جب اپنے نورِ عین حضورؐ کو ایامِ طفلی میں بی بی حلیمہ سعدیہ کو سپرد کیا تو سرکارِ دوجہاں کی زبان مبارک سے بے ساختہ ایک نعتیہ رباعی ادا ہوئی۔ اس طرح اللہ پاک کے بعد سرکارِ دوعالم سے خود ہی نعتیہ شاعری کا آغاز ہوتا ہے۔

جب حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو آپ کے سرپرست اور عم محترم حضرت ابو طالب (والد مکرم شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ) نے نعت شریف کے چند اشعار کہے

اور سچ پوچھئے تو یہیں سے نعتیہ شاعری کا باضابطہ آغاز ہوتا ہے۔

جب مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد حضورؐ مدینہ تشریف لے گئے تو وہاں ہر چھوٹے اور بڑے نے استقبالیہ اور نعتیہ نظم پیش کر کے حضور اکرمؐ کا شاندار خیر مقدم اور خوش آمدید کیا۔ جس کے تین اشعار یہ ہیں!۔

۱؎	طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا	مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
۲؎	وَجَبَتْ شُکْرُ عَلَیْنَا	مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِیْ
۳؎	اَیُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا	جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

ہجرت کے زمانے ہی میں نعتیہ شاعری بام عروج پر پہنچ گئی چوں کہ اس عہد میں بہت سے باکمال نعت گو شعرائے کرام نے نعتیہ اور مدحیہ شاعری میں اپنے گلہائے عقیدت و محبت نئے انداز سے پیش کئے۔ ان شعرائے کرام میں سے حضرت حسان بن ثابتؓ کو نعت گوئی میں خاص مہارت اور ملکہ حاصل تھا۔ اس لئے ان کو شاعرِ رسولؐ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت کعب بن زبیرؓ سے حضورؐ نے نعتیہ کلام سن کر اپنی ردائے مبارک عنایت کر دی۔ اسی طرح حضرت عباس بن مرداس سے جب حضورؐ نے کلام سنا تو ان کو اپنا حلہ عطا کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت زبیر بن صرمہؓ بھی اہم نعت گو شعرائے کرام تھے۔ غزوہ تبوک کے سفر کے دوران شدید گرمی کے عالم میں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قافلہ میں کوئی شخص ہے جو نغمہ سرائی کرے تاکہ سفر کی صعوبت کم ہو تو قافلہ میں سے ایک شاعر بوصیری نے مترنم ہو کر اپنا نعتیہ قصیدہ پیش کیا۔ جس کو سننے کے بعد حضورؐ بے حد خوش ہوئے اور انھوں نے حضرت امام شرف الدین بوصیریؒ کو اپنی چادر مبارک عنایت کر دی۔ اس لئے یہ قصیدہ قصیدۂ بردہ (چادر والا قصیدہ) کے نام سے مشہور و معروف ہو گیا۔

عربی شاعری کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر عہد میں شعرائے کرام نے اپنی نعت گوئی سے ثواب کمایا ہے۔ لہٰذا پہلی صدی ہجری کے کچھ شعراء کا تذکرہ سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ اس دور کے مزید کچھ شعرائے کرام اور شاعرات یہ ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابو سفیانؓ بن حارثؓ حضرت عدی ابن حاتم طائی، حضرت حمید بن نور الہلالیؓ، حضرت عامرہ بن واثلہؓ، حضرت رمیس بن حزیمہؓ، حضرت سعد بن ربیعہؓ، حضرت نابغہ بن جعدیؓ، حضرت علیسی بکر بن وائلؓ وغیرہ۔

دوسری صدی ہجری میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ، تیسری صدی ہجری میں حضرت امام بخاریؒ

چوتھی صدی ہجری میں ابن درید، پانچویں صدی ہجری میں عبدالرحیم البرعی، چھٹی صدی ہجری میں غوث اعظم سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانی، اور شیخ احمد کبیر رفاعی معزز ہستیاں تھیں جنھوں نے نعت مکرمہ کے ذریعہ گلہائے عقیدت پیش کیں۔

ساتویں صدی ہجری کو نعتیہ شاعری کے لیے باب زریں اور سنہرا دور سمجھنا چاہیے۔ اس ہجری میں علامہ محمد بن سعید بوصیری، جابر اندلسی، محمود حلبی، ابن فارس، شیخ یحیٰ بن یوسف العرصری وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل مبارک ہیں۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن خلدون ابن سعید الناس، امام تقی الدین سبکی، علامہ خطیب بغدادی، نویں صدی ہجری میں علامہ ابن حجر مکی، شمس الدین نواحی، دسویں صدی ہجری میں شیخ محمد البکری، گیارہویں صدی ہجری میں شمس الدین محمد صالحی اور علامہ شہاب خفاجی مصری، بارہویں صدی ہجری میں عبداللہ شبراوی، تیرہویں صدی ہجری میں شیخ حسین دجاجی، محمود بک، شیخ عبدالغنی نابلسی، شیخ حسین مخلوف، علامہ یوسف ابن اسماعیل وغیرہ قابل ذکر اور نعتیہ شاعری کے درخشندہ ستارے ہیں۔

جہاں تک فارسی شاعری میں نعت ومنقبت کا تعلق ہے تو اس زبان میں بھی بہت سے جلیل القدر شعرائے کرام نے اپنے نعتیہ کلام سے بیش بہا اضافے کیے۔ فارسی زبان کا سب سے پہلے نعتیہ شاعر ایران کے فخرالدین اسعد گرگانی متوفی ۴۴۶ھ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد اپنے اپنے زمانے میں سنائی، خاقانی، نظامی، مولانا روم، عراقی، سعدی، تبریزی، جامی، عرفی، فیضی، قدسی، شوقی، خسرو، بیدل اور نظیری وغیرہ بے مثال شعرائے کرام تھے۔

اردو اور دکنی زبان وادب کی طرح اردو کی نعتیہ شاعری کا آغاز بھی دکنی عہد سے ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ سے لے کر عہد جدید تک ہر دور ہر دبستان میں نعت ومنقبت کہنے والے شعرائے کرام کی ایک لمبی قطار ملتی ہے جس کو صفحہ قرطاس پر لانا ممکن نہیں لیکن قطب شاہ ولی دکنی اور سراج اورنگ آبادی نامور شعرائے کرام ہیں۔ کلاسیکی نعتیہ شاعری تمام اصناف میں رائج تھی چاہے وہ مثنوی ہو یا قصیدہ، مرثیہ ہو یا رباعی، یہاں تک کہ دوہوں میں بھی نعت ومناقب کی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں۔ چوں کہ اس زمانہ میں عام مزاج اور ماحول ہی یہی تھا۔

اردو زبان وادب کی نشو ونما میں صوفیائے کرام اور بزرگان دین کا خاص حصہ رہا ہے۔ چاہے انکے

فرمودات ہوں۔ رشد و ہدایت کے کلمات ہوں تبلیغ نشر و اشاعت کا مقصد ہو یا حمد، نعت و منقبت کی شاعری ہو، ان کے اسمائے گرامی قابل قدر اور تحسین ہیں۔ ان میں سے کچھ اسمائے مبارک اور ان کی نعتیہ شاعری کے کچھ اشعار ذیل میں درج ہیں۔ (۱) غوث پاکؒ (۲) بابا فرالدین گنج شکرؒ (۳) بندہ نواز گیسو درازؒ (۴) غریب نوازؒ (۵) مخدوم شاہ بہاریؒ وغیرہ۔

(۱) مجدد اعظم امام احمد رضا خاںؒ فاضل بریلوی سے

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے، ہم کو ہنساتے جائیں گے

مجموعۂ کلام "حدائق بخشش" تین حصوں میں

(۲) عالی جناب محمد ابوالبرکات محی الدین جیلانی نوریؒ مفتی اعظم ہند۔ (فاضل بریلوی کے صاحبزادے)

کرم جو آپ کا اے سید ابرار ہو جائے
تو ہر بدکار بندہ دم میں نیکوکار ہو جائے

مجموعۂ کلام سامان بخشش)

(۳) حضرت مولانا سید شاہ حماد احمد صابر قادری صاحب سجادہ نشیں خانقاہ قادریہ، ابدالیہ، علیمانیہ رشیدیہ۔ شاہی محلہ۔ پرانا شہر۔ داؤد نگر، اورنگ آباد۔ گیا۔ بہار

آپؐ دامن میں ہمیں اپنے چھپا جائیں حضور
آپؐ کی شفقت کا سایہ، ہم بھی پاجائیں حضور

مجموعہ کلام (۱) شانِ رحمت (۲) عنوان مغفرت

ذیل میں ایک فہرست پیش کر رہا ہوں جس میں نعت و مناقب کے ایسے شعراء کرام کے اسمائے گرامی ہیں جو ہر لحاظ سے ممتاز ہیں اور ان کے نعتیہ شاعری کے مجموعے بھی شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

(۱) خواجہ الطاف حسین حالیؔ (مسدس حالی) (۲) غلام امام شہید مولود شہید "مقائد نغمہ" (۳) کرامت علی خاں شہیدی (دیوان شہیدی) (۴) لطف علی لطفؔ (دیوان لطف) (۵) شاہ نیاز بریلوی (دیوانِ نیاز) (۶) محسن کاکوروی (کلیات نعت) (۷) حضرت شاہ حسن (بحر الحقیقت۔ نعتیہ مثنوی (۸) امیر مینائی (کلیات نعت) (۹) سعید عظیم آبادی (طریقۃ النجات) (۱۰) سید عماد الدین پھلواروی (۱۰۶۵ھ تا ۱۱۲۲ھ) (۱۱) ملا علیم تحقیق (اسرار الاسرار تصوف پر) (۱۲) قاضی عبدالغفار غفار (جواہر الاسرار) (۱۳) بی بی ولیہ (والدہ محترمہ حضرت آیت اللہ جوہری)۔ ان کا یہ نعتیہ شعر دیکھیں۔ ے

حضرت کی ڈیوڑھی پر جا دیں

سیر جھکا کے آنکھ لگا دیں

(۱۴) حضرت شاہ آیت اللہ جوہری (۱۱۲۶ھ تا ۱۲۱۰ھ) مثنوی گوہر جوہری (۱۵) غلام نقش بند سجاد (۱۶) نور محمد دلدار (۱۷) غلام یحیٰ حضور (۱۸) شاہ کمال علی کمال (۱۹) شاہ نور الحق تپاں (۲۰) شاہ امان علی مزنی (۲۱) شاہ ظہور الحق ظہور (۲۲) شاہ ابو الحسن فرد (۲۳) حضرت رکن الدین عشق (۲۴) صوفی منیری (۲۵) شرفی منیری (۲۶) عطا بہاری (۲۷) قتیل دانا پوری (۲۸) بی بی محمودہ (۲۹) قتیل کریمی (ساغر کیف (۳۰) نادم بلخی (چودہ طبق) (۳۱) شاہ سید کچھوچھوی (عرش پر فرش) (۳۲) شاہ نعیم الدین مراد آبادی (ریاض نعیم) (۳۳) حسن رضا بریلوی (ذوق نعت) (۳۴) آسی سکندر پوری (عین المعارف) (۳۵) شاہ عبد السمیع بیدل رام پوری (راحت قلوب" نور ایمان") (۳۶) اشرف میاں کچھوچھوی (تحائف اشرفی) (۳۷) عبد القیوم شہید اختر (دیوان شہید) (۳۸) بہزاد لکھنوی (نغمۂ روح) (۳۹) بیدم وارثی (۱) "مصحف بیدم (۲) "ذکر دیار) (۴۰) ولی محمد خواجہ (دربار رسول) (۴۱) محرم علی چشتی دہلوی (ارمغان چشتی) (۴۲) وحید مہوی (دیوان نعت) (۴۳) جنید صدیقی لکھنوی (گلبانگ حرم) (۴۴) ضیاء القادری (۱) تجلیات نعت (۲) نغمات حرم) (۴۵) ماہر القادری (ذکر جمیل) (۴۶) ظفر علی ظفر (کلیات نعت) (۴۷) صدر الدین صدر (بادۂ عرفاں) (۴۸) حفیظ جالندھری لسان العصر (شاہنامۂ اسلام) (۴۹) مولانا مظفر حسین کچھوچھوی (نسیم حجاز) (۵۰) ضیاء الدین ربانی (دیوان نعت) (۵۱) اوج گیاوی (دیوان نعت) (۵۲) انور فیروز پوری (مختار کل) (۵۳) راجا رشید محمود (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) (۵۴) نغزنی خیر آبادی (آفتاب سازم) (۵۵) حافظ لدھیانوی (تحفہ حرم) (۵۶) عارف القادری (۱) کلیات نعت (۲) آواز کربلا (۵۷) حکیم جوہر شاہ وارثی (دیوان نعت) (۵۸) عبد العزیز خالد (۱) فارقلیط (۲) منحمنا (۵۹) عبد الرحیم عزم (۱) مزمل (۲) شاخ سدرہ) (۶۰) کوثر امجدی (جام کوثر) (۶۱) سید اعظمی شاہ عبد الحق (نغمات سید) (۶۲) انور حسین صدیقی الحنین (فخر کونین) (۶۳) قمر امجدی دہلوی (دیوان نعت) (۶۴) ابو الحسن حیدری (کیف حیات) (۶۵) طفیل احمد مدنی (گلدستہ حرم) (۶۶) عرش ملسیانی (آہنگ حجاز) (۶۷) عامر صدیقی (شمع شبستاں) (۶۸) بسمل بہرائچی (نقوش حرم) (۶۹) نظر چشتی سہسرامی (فکر نظر)

(۷۰) محشر رسول پوری (فخرِ کونین) (۷۱) فاخر جلال پوری (آیاتِ حرم) (۷۲) افسر الحامدی (دیوانِ نعت) (۷۳) شفیق جونپوری (دیوانِ نعت) (۷۴) حفیظ پیلی بھیتی (دیوانِ نعت) (۷۵) حفیظ تائب (دیوانِ نعت (۷۶) سعید رحمانی (روشن عبارت) (۷۷) عثمان عارف نقشبندی (عقیدت کے پھول) (۷۸) بیکل اتساہی (کلیات نعت) (۷۹) منور لکھنوی (منور نعتیں) (۸۰) راز الہ آبادی (اشکِ ندامت) (۸۱) اسلم بستوی (جمالِ نور) (۸۲) اکبر داناپوری (جذباتِ اکبر) (۸۳) عبدالرحمٰن شوق امرتسری (نعت خاتم النبین) (۸۴) جمیل بریلوی (دیوانِ نعت) (۸۵) طالب بریلوی (دیوانِ نعت) (۸۶) اقبال عظیم۔ قاب قوسین (۸۷) شاہ احسان الدین نادر (دیوانِ نعت) (۸۸) کفایت علی کافی (دیوانِ نعت) (۸۹) راسخ دہلوی (دیوانِ راسخ نعتیہ) (۹۰) اسحاق دہلوی (آئینۂ عبرت) (۹۱) معین الدین آروی (تحفۃ الرسولؐ) (۹۲) بے نظیر شاہ وارثی (۹۳) قیصر اکبرآبادی (نعتِ سرور) (۹۴) اجمل سلطان پوری (انتخابِ اجمل) (۹۵) صادق دہلوی (حریمِ نور) (۹۶) ادیب رائے پوری (دیوانِ نعت) (۹۷) مشترکہ نعتیہ مجموعے (خورشیدِ عرب، پرچمِ نور، جلوۂ حرم، روحِ کائنات، مہمانِ عرش، نورِ مجسم، بارانِ نور، روحِ تبسم، رہبرِ اعظم، فردوسِ عقیدت، اشکِ مسرت) (۹۸) علیم صبا نویدی (۱) ن (۲) نور السمٰوٰت) (۹۹) ظفر علی راہی جونپوری (نورِ غارِ حرا) (۱۰۰) انوارِ معرفت: شاعر مقبول منظر۔ نادم بلخی۔

یہ فہرست نہ تو مکمل ہے نہ تو ترتیب وار ہے لیکن اس فہرست اور تفصیلات سے اس کا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ نعت، منقبت، سلام، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ وغیرہ اصناف میں کیا کیا اضافے ہوئے ہیں اور نعتیہ کلام کو نیا رنگ و نور دینے والے شعرائے کرام کا کتنا حصہ رہا ہے۔ کچھ اور مثالیں دیکھیں۔

(۱) شہہ دوسرا کا مقام اللہ اللہ + زمیں تا فلک احترام اللہ اللہ (حضرت حماد احمد صابر قادری)

(۲) اپنے لب پر مصطفےٰ کا نام لینے کے لئے + آبِ زمزم کے تصور سے زباں نہلائیے (نادم بلخی)

(۳) میں معطر سینہ نورانی ہوا + اور نزولِ شانِ یزدانی ہوا (علیم صبا نویدی)

(۴) تصور لطف دیتا ہے دہانِ پاکِ سرور کا + بھر آتا ہے پانی میرے منہ میں حوضِ کوثر کا (مولانا حسن رضا خاں)

(۵) چلتے پھرتے ہیں وہ آدمی کی طرح + پھر بھی ہے کون میرے نبی کی طرح (پدم بھوشن بیکل اتساہی)

(۶) بھیڑ پروانوں کی ہے گنبدِ خضرا کے قریب + کھنچ کے بیمار چلے آئے مسیحا کے قریب (حضرت اجمل سلطانپوری)

(۷) میرے نبی کی ذات ہے، شمعِ رہ ہدیٰ فقط + اہلِ نظر کے واسطے اسوۂ مصطفےٰ فقط (ڈاکٹر ناز قادری)

یہ خاکسار بھی مختلف اصناف اور تکنیک میں نعتیں اور مناقب کہنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ جیسے غزل کی تکنیک، ہو یا آزاد غزل کی۔ اسی طرح رباعی، قطعہ، دوہا، ہائیکو اور ماہیا وغیرہ اصناف پر مشتمل انشاءاللہ جلد ہی نعتیہ مجموعہ "نذرِ تاب" منظرِ عام پر آنے کی امید ہے۔ مثال کے طور پر ایک نعتیہ دوہا نقل کر رہا ہوں۔

شمس و قمر ہیں آپؐ ہی، شمعِ منیر آپؐ
وجہہ شفاعت آپؐ ہی، سب کے مسیحا آپؐ
(ظفر ہاشمی۔ جمشید پور)

مذکورہ منظر اور پس منظر سے نعت و مناقب کی سمت اور رفتار کا ہمیں بھرپور اندازہ ہوتا ہے۔ اس روشنی میں میری گزارش ہے کہ نعت و منقبت کہنے والے تمام شعرائے کرام اور نعت و منقبت خواں حضرات زبان و بیان کی تمام نزاکتوں اور موضوعات کے حسبِ حال ان الفاظ کے استعمال کو عین اسلام اور ایمان سمجھیں جس سے حرمت اور احترام کی بنیاد ملتی ہے۔ نعت و منقبت خوانی کی مختلف مجلسوں اور محفلوں کے منتظمین سے میری درخواست ہے جو شعرائے کرام حرمت و احترام کی پاسداری نہیں کرتے تو منتظمین حضرات ایسے پیشہ ور شعراء کو ہرگز مدعو نہ کریں ورنہ اس کے ذمہ دار اور گنہگار وہ بھی قرار دئے جائیں گے۔

نعت و منقبت کہنے والے شعراء کرام کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اپنے جذبات کی ترجمانی سے وہ حضور اکرمؐ اور اولیاء کرام نیز بزرگانِ دین کو نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں۔ "ترنم" اور "لے" سے نعت و منقبت خوانی عوام کے ساتھ خواص کا بھی مزاج بن چکا ہے۔ خوش الحانی یقیناً ایک بڑی نعمت ہے۔ لیکن نعت و منقبت کو ترنم سے پڑھنا خطرے کا باعث بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ترنم ریزی کی بنا پر حرمت اور احترام کے مجروح ہونے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اس کے پس پردہ جو چوک اور بداحتیاطی ہوتی ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔

دورِ حاضر میں تمام علوم و فنون کے ساتھ شعر و ادب میں بھی ایک عہد آفریں انقلاب آیا ہے۔ اس لئے نعت و منقبت میں بھی موضوعاتی، اسلوبیاتی اور معنیاتی تغیر و تبدل کی وجہ سے شعور و وجدان کو نئی جلا سے آشنائی ہوئی ہے۔ لہٰذا موجودہ عہد میں بہت سے نعت و منقبت گو شعراء ایسے موجود ہیں جن کا

بقیہ صفحہ پر

کہہ دو کہ ملک گوش بر آواز رہیں
مدّاحِ پیمبر کی زباں کھلتی ہے

ملا وجہی

المتوفی: ۱۴۳۶ء

محمدؐ نبی نانو تیرا اہے — عرش کے اُپر چھانو تیرا اہے
کہ چودہ ملک کا تو سلطان ہے — علیؑ سا ترے گھر میں پردھان ہے
اسی ہور ایک لاک پیغمبر آئے — ولے مرتبا کوئی تیرا نہ پائے
چھپا نور سب کا ترے نور انگے — کہ جیوں تارے چھپتے اہے سور انگے
مسیحا بندا آج تجھ راز کا — معلم اہے نوحؑ تجھ جہاز کا
خدا سوں گے توں جہاں اے خلیلؑ — نہ عیسیٰؑ وہاں آئے نا جبرئیلؑ
عرش کرسی تج گھر ہے در آسماں — توں سورج ہے بادل ترا سایہ باں
ملایک رہیں جیتے اسمان میں — رہیں رات دن سب ترے دھیان میں
توں سلطان مصحف علم ہے ترا — نبیاںؑ ہور ولیاںؒ سب حشم ہے ترا
اوّل ہور تھا دین اب ہور ہوا — محمدؐ تے تو دین در زور ہوا
محبت، مروت، وفا ہور حلم — حلیمی سلیمی عمل ہور علم
توں پیدا ہوا یو ہویدا ہوئے — اوّل یو نہ تھے تج تے پیدا ہوئے
نو دو نو ہیں تج نانو یک نانو نیں — توں رب چھانو ہے چھانو کوں چھانو نیں
توں نور ہور نور چہ ترا نانو ہے — کہ چندر تج چندر کیرا چھانو ہے
جو دن چھانو تیرا اُجالا اچھے — نہ نس توں کہ تجھ چھانو کالا اچھے
کہ تو نور تج چھانو بھی نور ہے — اندھارا اُجالے ستی دور ہے
اُجالا ہے جاں واں اندھارا نہیں — اندھارا ہے جاں واں اُجالا نہیں
ترا چھانو وو ہے جو کہہ طور تے — نکلتیچ بھمکیا ادکھ سور تے
تری چھانو کا نور جگ دیک کر — خبر سُن کے موسیٰؑ ہوا بے خبر
جو دیکھے تری چھانو کا ذرہ نور — پڑے مست ہو بھیں پوا بزتے سور
امیدوار ہے جگ ترے پیار کا — کہ بخشائے توں پاپ سنسار کا
شفاعت کرنہار سب کا تہیں — اپی لاڈلا اک رب کا تہیں

محمد قلی قطب شاہ

المتوفی : ۱۶۱۱ء

چاند سورج روشنی پایا تمہارے نور تھے ⁽ⁱ⁾ — آب کوثر کو شرف تھنڈی کے پانی پور تھے ⁽ⁱⁱ⁾

دل پرم چیتے تھے دیتا گل صبا بوئے وصال — کیا رضا ہے منج کو آون یا نہ آون دور تھے

تج نین کی شاب تھے کہہ نور جل سرمہ ہوا — کیوں کمر باندھے بچارا دل تمہارے کھور تھے

مکھ تجلی دیکھیا بیداری یا سہنے منے — نیر نہہ کا منج پلا تیرے ادھر سمدور تھے

جم مراداں جام ساقی بھر اچھونت بزم میں — نامراداں کوں مراجام دے اس حور تھے

دل دریا میں غم کی موجاں آوتی ہیں فوج فوج — عشق کے تختے اوپر کیا ڈرہے طوفاں زور تھے

عاشقاں تج باٹ میں بسمل ہوئے ہیں بے شمار — عاشق بے چارہ کوں رکھ پیار کے دستور تھے

اے صبا توں قول لیا تب ہوئے گا دل کو قرار — حق پرستی منج رقیباں نا بوجھیں اب زور تھے

اے معانی رات دن نام محمد ورد کر
تج دعا یا مدعا ہے رتبۂ منصور تھے

ملّا نصرتی

المتوفی: ۱۶۷۴ء

رہے ناموَر سیّد المرسلیں   کہ آخر ہے وے شافع المذنبیں

ادا ہوئے نہ حمد احد کی بچن   نرا کھے جگ مدح احمدؐ میں فن

عجب آفرینش کے دریا کا در   کہ جس نور تی بحر ہستی ہے پر

نول رکھ پہ خلقت کیے اے دل توں ریج   وہی پھل ہے آخر جو اوّل ہے بیج

اُٹھا تب تو موجود تمکین میں   جب آدمؑ تھا ما و الطین میں

جھلک علم آسا کا آدمؑ سبق   پڑیا ہیں تلک تھا توں علامِ حق

شرف دار یو تے اس حد کوں پاڑ   بزرگی دھری جوں میٹھے پھل تی جھاڑ

حبیبِ احد تو تجہ اے مصطفےٰؐ   ترا ناؤں تسبیح ہوئے دل صفا

احد ہور احمد میں جگ کوں عظیم   معما ہوئی گرچہ میانے کی میم

اسی میم تھے پن معما شگاف   دیکھیں عین احد کوں چہ احمد تے صاف

زہے دین دُنیا میں سرمد ہے تو   توں محمود وہاں یہاں محمد ہے تو

تری ذات تی پائی دُنیا سکت   تیری سوں چہ محمود اچھے عاقبت

اوچایا ہے توں گرچہ آخر علم   اوّل سب تی جنت میں تیرا قدم

قیامت کے طوفاں میں ہو جگ ادھار   لے جاوے تو امت کی کشتی کو پار

قیامت کو تیرے طفیل اے دلیل   کرے جگ پہ جنت کوں خوان خلیل

تری شان سرتاج لولاک کا   ترے بخت کوں تخت افلاک کا

مرزا محمد رفیع سودا

المتوفی: ۱۷۸۰ء

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیحِ سلیمانی

ہنر پیدا کر اوّل ترک کیجو تب لباس اپنا
نہ ہو جوں تیغِ بے جوہر وگرنہ ننگِ عریانی

فراہم زر کا کرنا باعثِ اندوہِ دل ہووے
نہیں کچھ جمع سے غنچہ کو حاصل جز پریشانی

خوشامد کب کریں عالی طبیعت اہلِ دولت کی
نہ جھاڑے آستینِ کہکشاں شاہوں کی پیشانی

عروجِ دستِ ہمت کو نہیں ہے قدرِ بیش و کم
سدا خورشید کی جگ پر مساوی ہے زرافشانی

کرے ہے کلفتِ ایام ضائع قدر مردوں کی
ہوئی جب تیغ زنگ آلود کم جاتی ہے پہچانی

اکیلا ہو کہ دنیا میں اگر چاہے بہت جینا
ہوئی ہے فیضِ تنہائی سے عمرِ خضر طولانی

اذیت وصل میں دونی جدائی سے ہو عاشق کو
بہت رہتا ہے نالاں فصلِ گل میں مرغِ بُستانی

موقر جان اربابِ ہنر کو بے لباسی میں
کہ ہو جو تیغ با جوہر اُسے عزت ہے عُریانی

برنگِ کوہ رہ خاموش حرفِ ناسزا سن کر
کہ تا بد گو صدائے غیب سے کھینچے پشیمانی

یہ روشن ہے برنگِ شمع ربطِ باد و آتش سے
موافق گر نہ ہووے دوست ہے وہ دشمن جانی

نہیں غیر از ہوا کوئی ترقی بخش آتش کا
نفس جب تک ہے داغِ دل کے فرصت کیونکہ ہے پانی

کرے ہے دہر زینت ظالموں پر تیرہ روزی کو
کہ زیبِ ترکِ چشمِ یار سُرمہ ہے صفاہانی

طلوعِ مہر ہو پامال حسرت آسماں اوپر
لکھوں گا پھر غزل گر اس زمیں میں مطلعِ ثانی

مولانا محمدؒ اسمٰعیل شہید دہلویؒ

المتوفی : ۱۸۳۱ء

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب — وہی ہے گا مضمونِ اُمّ الکتاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے — وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
وہ انسان اکمل ہے سُنتے ہو! کون؟ — ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبیِ البرایا، رسولِ کریم — نبوت کے دریا کا دُرِّ یتیم
حبیبِ خدا سیدالمرسلینؐ — شفیع الوریٰ، ہادیِ راہِ دیں
محمدؐ ہے نام ان کا احمدؐ لقب — بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے مخزنِ سرِّ غیب — مبرّا خطا سے ہے بے شک و ریب
زبان ان کی ہے ترجمانِ قدم — ہوا باغِ دیں جس سے رشکِ ارم
بہ ظاہر جو ہے مقطعِ انبیاءؑ — حقیقت میں ہے مطلعِ اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور — بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
جو اس میں تامل ذرا کیجئے! — ابھی نکتہ باریک پا لیجئے!
کہ جب سب سے اکمل وہ انساں ہوا — تو بے شک وہ تصویرِ رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام — کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب — ہوا ختم اُس کا بہ نہجِ غریب
تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں — سو تصویرِ ناظم ہوئی واں عیاں

الٰہی ہزاروں دُرود اور سلام
تو بھیج اُن پہ اور اُن کی اُمت پہ عام

ذوق دہلوی

المتوفی ۱۸۵۴ء

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروف رقم میرا
الف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا

رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر
الف جائے بوقتِ نزع جب سینہ میں دم میرا

محبت اہلِ بیتِ مصطفےٰ کی نور بر حق ہے
کہ روشن ہو گیا دل مثل قندیلِ حرم میرا

دکھائی مجھکو راہِ شرع اصحاب پیمبر نے
چراغِ راہ ہے اکرام اصحابِ کرم میرا

کہیں شاہِ نجف کے عشق میں دل میرا ڈوبا تھا
کہ ہے دُرِ نجف ہو کر چمکتا دُرِ یم میرا

رہے گا دانہ افشاں مزرعے اُمیدِ بخشش میں
غمِ آلِ نبیؐ ہے دانۂ ہر اشکِ نم میرا

شہِ بغداد کا خط غلامی ذوق رکھتا ہوں
نہ کیوں دل اس خطِ بغداد سے ہو جامِ جم میرا

امیر مینائی لکھنوی

المتوفی : ۱۹۰۰ء

نامِ عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہوگیا
خاتمہ بالخیر احمدؐ کی بدولت ہوگیا

مُرغِ عصیاں اُڑ کے صیدِ بازِ رحمت ہوگیا
دنگ شاہینِ ترازوئے عدالت ہوگیا

گرمیٔ خورشیدِ محشر سے ہوئی حاصل نجات
شامیانہ سر پہ میرے ابرِ رحمت ہوگیا

آلِ احمدؐ کی محبت کا چُبھا تھا دل میں خار
بڑھ کے محشر میں کلیدِ بابِ جنت ہوگیا

جم گیا تھا دل میں جو مشقِ معاصی سے غبار
سرمہ بہرِ دیدۂ عینِ عنایت ہوگیا

واہ ری رحمت جو رکھا پاؤں بالائے صراط
دستگیری امن نے کی خوفِ رخصت ہوگیا

جس عَلَم کے نیچے پائی فیضِ احمدؐ سے جگہ
میری بے جرمی پہ انگشتِ شہادت ہوگیا

دفعتہً صورت بدل کر بن گئی امید یاس
خارزارِ رنج فرشِ خوابِ راحت ہوگیا

راستہ تھا اولِ منزل ہو نا ہموار پیش
رفتہ رفتہ نردبانِ بامِ رفعت ہوگیا

قصرِ یاقوت زمرد کی ہوئی آساں خرید
باغِ جنت کا قبالہ داغِ محنت ہوگیا

تشنگی میں کوثر و تسنیم کے چشموں پہ ہم
اس طرح پہنچے کہ رضواں غرقِ حیرت ہوگیا

صبحِ محشر جلد چھٹکارا ملا ہم کو امیرؔ
مہر کیا چمکا کہ تاباں نجمِ قسمت ہوگیا

محسن کاکوروی

المتوفی ۱۹۰۵ء

کیا جھکا کعبے کی جانب کو ہے قبلہ بادل
سجدہ کرتا ہے سوئے یثرب و بطحا بادل

چھوڑ کر میکدہ ہند و صنم خانہ برج
آج کعبے میں بچھائے ہے مصلا بادل

سبزۂ چرخ کو اندھیاری لگا کر لایا
شہسوار عربی کے لیے کالا بادل

بحر امکاں میں رسول عربی دُرِّ یتیم
رحمت خاص خداوند تعالیٰ بادل

قبلۂ اہل نظر کعبۂ ابروئے حضورؐ
موئے سر قبلے کو گھیرے ہوئے کالا بادل

رشک سے شعلۂ رخسار کے روتی ہے برق
برق کے منہ پہ ہے رکھے ہوئے پلا بادل

دور پہنچی لب جاں بخش نبی کی شہرت
سن ذرا کہتے ہیں کیا حضرت عیسےٰؑ بادل

چشم انصاف سے دیکھ آپؐ کے دندان شریف
دُرِ یکتا ہے ترا گرچہ یگانہ بادل

تھا بندھا تار فرشتوں کا درِ اقدس پر
شب معراج میں تھا عرش معلا بادل

آمد و رفت میں تھا ہمقدم برق براق
مرغزار چمن عالم بالا بادل

ہفت اقلیم میں اس دیں کا بجایا ڈنکا
تھا تری عام رسالت کا گرجتا بادل

دین اسلام تری تیغ دودم سے چمکا
یا اٹھا قبلے سے دیتا ہوا کاندھا بادل

آستانے کا ترے دہر میں وہ رتبہ ہے
کہ جو نکلا تو جھکائے ہوئے کاندھا بادل

تو وہ فیاض ہے کہ در پر تیرے سائل کی طرح
فلک پیر کو لایا دیئے کاندھا بادل

تیغ میدان شجاعت میں چمکتی بجلی
ہاتھ گلزار سخاوت میں برستا بادل

محسن اب کیجئے گلزار مناجات کی سیر
کہ اجابت کا چلا آتا ہے گھرتا بادل

منشی درگا سہائے سرور جہان آبادی

سرگباشی: ۱۹۱۰ء

دل بے تاب کو سینے سے لگا لے آجا
کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا

پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا
خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگالے آجا

بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

نہیں خورشید کو ملتا ترے سائے کا پتہ
کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا

اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا
کون ہے ماہ عرب کون ہے محبوبِ خدا

اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

دل ہی دل میں مرے ارمان گھلے جاتے ہیں
خاک پر گر کے دُرِ اشک رُلے جاتے ہیں

تیری رسوائی پہ کم بخت تلے جاتے ہیں
ہوں یہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں

کملی والے مجھے کملی میں چھپا لے آجا

ہائے واماندگی وسعتِ دامانِ صراط
المدد المدد اے خضر بیابانِ صراط

ہر قدم پر نگہ یاس ہے یارانِ صراط
دیکھتے ہیں تجھے مڑ مڑ کے ضعیفانِ صراط

ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

کان میں کچھ جو ادھر عذر نزاکت نے کہا
مرحبا بڑھ کے ادھر شاہد وحدت نے کہا

آبلائیں تری یوں جوشِ محبت نے کہا
پہنچا محبوب تو مشاطۂ قدرت نے کہا

خلوتِ راز میں اے ناز کے پالے آجا

مولانا حالی

المتوفی ۱۹۱۴ء

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا — بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا — قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا

اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

مِس خام کو جس نے کُندن بنایا — کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا — پلٹ دی بس اِک آن میں اُس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا

اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا — حقیقت کا گر، ان کو اِک اِک بتایا

زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر

وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اُٹھا کر

مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

المتوفی ۱۹۲۱ء

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی اُن کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہگزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

اکبر الہ آبادی

المتوفی: ۱۹۲۱ء

مدیحِ سرورِ کونین میں خامہ اُٹھاتا ہوں
خیالِ کفر کی ظلمت پہ اک بجلی گراتا ہوں

شبِ اوہام ہے شمعِ یقیں محفل میں لاتا ہوں
چراغِ طورِ ایمن کوہِ معنی پر جلاتا ہوں

الٰہی شوخیِ برقِ تجلّی دہ زبانم را
قبولِ خاطرِ موسیٰ نگاہاں کن بیانم را

محمد پیشوا اور رہنمائے خلق و عالم ہیں
معزز ہیں مقدس ہیں معظم ہیں مکرم ہیں

فروغِ محفلِ ہستی ہیں نورِ عرشِ اعظم ہیں
حبیبِ حق ہیں ممدوحِ ملک ہیں فخرِ آدم ہیں

اُنہیں کے رنگ سے رنگِ گلِ ہستی کی زینت ہے
اُنہیں کی بو سے عطر آگیں بنی آدم کی طینت ہے

انہیں کے دل کی آگاہی ہوئی تھی رازِ فطرت پر
انہیں کی طبع کو وجد آگیا تھا سازِ فطرت پر

وہی چشمِ خدا ہیں محو تھی اندازِ فطرت پر
اُنہیں کا ناز غالب آگیا تھا نازِ فطرت پر

وقائع ان کے عزم و فکر کے سانچے میں ڈھلتے تھے
ذرائع غیب سے تکمیلِ مقصد کو نکلتے تھے

وہ نظریں ساقیِ میخانۂ یزداں پرستی تھیں
وہ آنکھیں مظہرِ انوارِ رازِ بزمِ ہستی تھیں

اُنہیں پر بدلیاں خالق کی رحمت کی برستی تھیں
اسی محفل کی بخشیں خلد کے پھولوں میں بستی تھیں

اسی سرکار نے رتبہ بڑھایا طبعِ انساں کا
اسی دربار نے خلعت پہنایا نورِ ایماں کا

عبدالباری آسی (الدنی) لکھنوی

المتوفی ۱۹۳۹ء

وہی ہیں طاہر وہی مطہر وہی ہیں شافع وہی ہیں مبشر — وہ سب سے افضل وہ سب سے بالا وہ سب سے بہتر وہ سب سے برتر

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

شفیق سب کے ادیب سب کے انیس سب کے خلیل سب کے — رفیق سب کے حبیب سب کے رئیس سب کے کفیل سب کے

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

عرب منور ہیں وہ عرب کے نہ ابر ان پر نہ کوئی ہالا — جہاں کے حق میں سب طرح سے بلطف برتر بخلق اعلا

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

حکیم امت رحیم صورت کریم صورت عظیم ہیبت — شریف طینت قسیم جنت دلیل ملت رفیع رفعت

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

شہیر عالم بخوش کلامی عرب کے والی عجم کے حامی — جہاں کے مولا جہاں میں نامی بہ دل مکرم بہ جاں گرامی

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

بلا نہ اب یہ ملے گا درجہ ہوا ہے ایسا نہ کوئی ہوگا — اسی سے ظاہر ہے اُن کا رتبہ کہ خود ثنا گو ہے حق تعالیٰ

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

وہ ساتھ شمعِ ہدیٰ جو لائے تو بُت ہوئے خیرہ سر جھکائے — چراغ ملت کے یوں جلائے کہ ذرے دنیا کے جگمگائے

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

کہاں تک آسی یہ ہرزہ کوشی کہاں تک آخر یہ سخت جوشی — کہاں تک اتنی سخن فروشی یہ کہہ کے ہو مائل خموشی

تحیت ان پر درود ان پر صلوٰۃ ان پر سلام ان پر

سیماب اکبر آبادی

المتوفی : ۱۹۵۱ء

سلام اے صبحِ کعبہ، السلام اے شامِ بُت خانہ

تو چمکا بزمِ آزر میں بہ اندازِ خلیلانہ

حریمِ پاک تیرا وہ بلند ایواں حقیقت کا

جہاں جبرئیل بھی ناچیز سا ہے ایک پروانہ

کہیں تو زندگی پیرا بہ اندازِ لبِ عیسیٰ

کہیں تو خطبہ فرما، اوجِ طائف پر کلیمانہ

فراغِ آفرینش ہے تو ہے تیرے ہی جلوؤں سے

کہیں تُو شمعِ محفل ہے کہیں تو نور کاشانہ

کچھ اس انداز سے جلوہ نمائی تو نے فرمائی

کہ ہر ذرہ زمیں کا ہو گیا تیرا ہی دیوانہ

یہ دُنیا تیری نظروں میں مثالِ نقطۂ ناقص

یہ عالم خرمنِ عرفاں کا تیرے صرف اک دانہ

مجھے معلوم ہے رازِ غلامی اہلِ عالم کا

ہے آئینِ سیاست سے ترے ذہن ان کا بیگانہ

اگر پیرو ترا یہ عالمِ ایجاد ہو جائے

تو اک انساں ہی کیا کل کائنات آزاد ہو جائے

مولانا ظفر علی خاں

المتوفی : ۱۹۵۶ء

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں

گر ارض وسماں کی محفل میں " لولاک لما " کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیّاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا، جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے تبلا دیا چند اشاروں میں

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی، ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

جگر مراد آبادی

المتوفی : ۱۹۶۰ء

باہمہ رندی و سرمستی و عشرت طلبی
ہوں درِ احمدِ مرسل کا غلامِ نسبی
مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیوں نہ پھر رحمتِ باری کا طلبگار ہوں میں
ہاں مجھے فخر ہے اس پر کہ گنہگار ہوں میں

وہ رسولِ عربی، فخرِ رسولانِ سلف
ذاتِ اقدس سے ملا جس کی زمانے کو شرف
جس پہ نازل ہُوا قرآں سا کاملِ مصحف
جس کے تابع جن و انساں بھی ملائک کی صف

اک وہی شمعِ نبوت جو ضیا بار ہوئی
ساری تاریک فضا مطلع الانوار ہوئی

ہر زمانے میں پیمبر بھی نبی بھی آئے
مصلحِ ملّی و ملکی بھی، رشی بھی آئے
حق کے جو بندہ بھی اور حق کے ولی بھی آئے
واقفِ محرمِ سرّ ازلی بھی آئے

آئے دُنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر رحمتِ عالم بن کر

اُس نے جامِ مئے توحید پلایا سب کو
کس نے پیغامِ مساوات سُنایا سب کو
راستہ کس نے حقیقت کا سنایا سب کو
کس نے اس حسن کا دیوانہ بنایا سب کو

تم نے دیکھا ہے بہت دفترِ پیغام اس کا
اور ایسا کوئی گزرا ہو تو لو نام اس کا

نیاز فتحپوری

المتوفی : ۱۹۶۶ء

مہِ کامل نکل آیا غرض ظلمت سے رہا ہو کر ۔۔۔ چمک اُٹھا شبِ تاریک میں بدرالدجیٰ ہو کر
صداقت دہر میں پھیلی نقوشِ جانفزا ہو کر ۔۔۔ محمدؐ جلوہ آرا ہو گیا شانِ خدا ہو کر

مٹا کچھ اس طرح پرتو سے اس کے داغ عصیاں کا
سمٹ جاتا ہے جیسے دوپہر کو سایہ انساں کا

جگہ تہذیب نے وحشت کی لی، عدواں کی ایماں نے ۔۔۔ صداقت نے مٹایا کذب، دردِ دل کو درماں نے
کیا دشواریوں کو محو یکسر رنگِ امکاں نے ۔۔۔ جھکا دیں اپنی اپنی گردنیں قسیس و رہباں نے

کجی دل کی مٹی کچھ ایسی فیضِ طبعِ انور سے
نکل کر جیسے ہو جاتا ہے سیدھا تار جنتر سے

تحیر ہے زمانے کو یہ افسوں تھا یا کیا تھا؟ ۔۔۔ سوادِ کفر کو جس نے مٹا کر رکھ دیا کیا تھا؟
بپا کی جس نے تاریکی میں یہ بزمِ ضیا کیا تھا؟ ۔۔۔ وہ آخر کون تھا جن و ملک تھا انس تھا کیا تھا؟

بظاہر یوں تو وہ اک فرد ہی تھا نوعِ انساں کا
بباطن تھا مگر اک نیرِ جلوہ یزداں کا

وہ صبر و حلم کی عادت، فداکاری کا وہ جلوہ ۔۔۔ جمالِ سحر آگیں اور وہ عزمِ فلک پیما
نہیں تھا اُس کا مسلک صرف ابراہیمؑ کا شیوہ ۔۔۔ بہم تھے اس میں ایوبؑ و مسیحؑ و یوسف و عیسیٰؑ

نبی تھے اور اگر تارے تو یہ بدرِ درخشاں تھا
اگر وہ بدرِ روشن تھے تو یہ خورشیدِ تاباں تھا

نبوت ختم ہے اُس پر یہ اپنا دین و ایماں ہے ۔۔۔ وہ ہے بے مثل آپ ہی اپنا یہ مرکوزِ دل و جاں ہے
محمدؐ سا اگر دنیا میں کوئی اور انساں ہے ۔۔۔ تو میں کہہ دوں گا ہمتائے خدا ہونا بھی آساں ہے

مگر انساں ہمسرِ شانِ رحیمی ہو نہیں سکتا
تو کوئی رحمۃ للعـ[illegible] ہو نہیں سکتا

شکیل بدایونی

المتوفی : ۱۹۷۰ء

تمنا ہے کہ مرتے وقت بھی ہم مسکراتے ہوں
زباں پر یا محمدؐ ہو جب اِس دنیا سے جاتے ہوں
بنے اے کاش اُس دم سازِ ہستی آخری ہچکی!
فرشتے نغمۂ صلِّ علیٰ جب گنگناتے ہوں
مزہ جب ہے کہ ہم دیوانہ وار انکی طرف جائیں
اشاروں سے شہِ ہر دوسرا ہم کو بلاتے ہوں
شبِ فرقت کی ان رنگینیوں پر جان و دل صدقے
تمہاری یاد ہو دل میں ستارے جھلملاتے ہوں
نہ کیوں اُونچا ہو سارے انبیاء سے مرتبہ اُن کا
سفارش کرکے جو امت کو اپنی بخشواتے ہوں
سکوں کی ساعتوں میں کون ان کو بھول سکتا ہے
دمِ مشکل جو ہر اک بے نوا کے کام آتے ہوں

بیاں ہو گیا شکیلؔ اس بزم دل کی جلوہ سامانی
حبیبِ کبریا جس بزم میں تشریف لاتے ہوں

ناصر کاظمی

المتوفی: ۱۹۷۲ء

(تضمین بر اشعارِ غالب)

یہ کون طائر سدرہ سے ہمکلام آیا
جہانِ خاک کو پھر عرش کا سلام آیا
جبیں بھی سجدہ طلب ہے یہ کیا مقام آیا
زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

خطِ جبیں ترا ام الکتاب کی تفسیر
کہاں سے لاؤں ترا مثل اور تری نظیر
دکھاؤں پیکرِ الفاظ میں تری تصویر
مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لئے

کہاں وہ پیکرِ نوری کہاں قبائے غزل
کہاں وہ عرش مکیں اور کہاں نوائے غزل
کہاں وہ جلوۂ معنی کہاں ردائے غزل
بقدرِ شوق نہیں ظرف تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لئے

تھکی ہے فکرِ رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لئے

احسان دانش

المتوفی ۱۹۸۲ء

کعبۂ جاں قبلۂ قلب و نظر پیدا ہوئے
خواجۂ کونین، شاہ بحر و بر پیدا ہوئے

ہر قدم اک مشرقِ نور و ضیا کا سامنا
ہر نفس امکانِ معراجِ نظر پیدا ہوئے

جس زمیں کو پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا
اس زمیں میں لعل و یاقوت و گہر پیدا ہوئے

عارفِ ارض و سما، میرِ بساطِ کائنات
خیر سے خیر الامم خیر البشر پیدا ہوئے

جس نے دیکھا پھر نہ دیکھا اور کچھ ان کے سوا
اک نظر میں سیکڑوں حسنِ نظر پیدا ہوئے

اب نہ اُتریں گے صحیفے اب نہ آئیں گے رسول
لے کے قرآں آخری پیغامبر پیدا ہوئے

حسن کو جس رنگ میں دیکھا تڑپ کر رہ گئے
اور یہ حالات دانشؔ عمر بھر پیدا ہوئے

حفیظ جالندھری

المتوفی : ۱۹۸۲ء

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی

سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی

سلام اے سرِّ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی

ترے آنے سے رونق آگئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربانی

سلام اے صاحبِ خُلقِ عظیم انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی

اگرچہ فقرُ فخری رُتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِ کسرائی و خاقانی

زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی
حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی
ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی

سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

جوش ملیح آبادی

المتوفی : ۱۹۸۲ء

اے مسلمانو مبارک ہو نوید فتح یاب
لو وہ نازل ہو رہی ہے چرخ سے ام الکتاب

وہ اٹھے تاریکیوں کے بام گردوں سے حجاب
وہ عرب کے مطلع روشن سے ابھرا آفتاب

گم ضیائے صبح میں شب کا اندھیرا ہو گیا
وہ کلی چٹکی، کرن پھوٹی سویرا ہو گیا

خسرو خاور نے پہنچا دیں شعاعیں دور دور
دل کھلے شاخیں ہلیں، شبنم اڑی، چھایا سرور

آسماں روشن ہوا، کانپی زمیں پر موج نور
پو پھٹی، دریا بہے، سنکی ہوا، چہکے طیور

نور حق فاران کی چوٹی کو جھلکانے لگا
دلبری سے پرچم اسلام لہرانے لگا

گر د بیٹھی کفر کی اٹھی رسالت کی نگاہ
گر گئے طاقوں سے بت خم ہو گئی پشت گناہ

چرخ سے آنے لگی پیہم صدائے لا الٰہ
ناز سے کج ہو گئی آدم کے ماتھے پر کلاہ

آتے ہی ساقی کے، ساغر آگیا، خم آگیا
رحمت یزداں کے ہونٹوں پر تبسم آگیا

آگیا جس کا نہیں ہے کوئی ثانی وہ رسولؐ
روح فطرت پر ہے جس کی حکمرانی وہ رسولؐ

جس کا ہر تیور ہے حکم آسمانی وہ رسولؐ
موت کو جس نے بنایا زندگانی وہ رسولؐ

محفل سفاکی و وحشت کو برہم کر دیا
جس نے خون آشام تلواروں کو مرہم کر دیا

اطہر نفیس

سلام اُس پر ــــــ جو ظلمتوں میں مینارۂ روشنی ہوا ہے
وہ ایسا سورج ہے جس کی کرنیں ازل ابد کے تمام گوشوں
میں نور بن کے سما چکی ہیں
ہر ایک ذرّے کو ماہ تاباں بنا چکی ہیں
سلام اُس پر

سلام اُس پر ــــــ جو حرف حق ہے
وہ حرفِ حق جو سماعتوں اور خدائے برتر کے درمیاں ایک واسطہ ہے
جو خاکِ مُردہ میں جان ڈالے وہ کیمیا ہے
سلام اُس پر

سلام اُس پر ــــــ جو خیرِ اعلیٰ ہے
اور سب کو بلندیوں پر بُلا رہا ہے
بُلا رہا ہے کہ ــــــ
رفعتوں کا سفیر ہے وہ
بشیر ہے وہ نظیر ہے وہ
سلام اُس پر، درود اُس پر

سلام اُس پر ــــــ جو بے نواؤں کا آسرا ہے
جو سارے عالم کی ابتدا ہے
جو سب زمانوں کی انتہا ہے
سلام اُس پر ــــــ جو راہ حق پر بُلا رہا ہے کہ رہنما ہے
جو سب کو حق سے ملا رہا ہے کہ حق نما ہے

ظہورنظر

رسول اکرم !

حضور صلعم !

خدا سے کہیئے !

بزرگ و برتر خدا سے کہیے

کہ ہم جو اس کی فضیلتوں کو بشارتوں کو بھلا چکے ہیں

محبتوں کو، عنایتوں کو، نوازشوں کو لٹا چکے ہیں !

ہمیں پھر اپنی فضیلتیں دے، بشارتیں دے

محبتیں دے، عنایتیں دے، نوازشیں دے

نہیں تو ہم غفلتوں کے جس تیرہ غار میں محو خواب ہیں

بے ضمیری و بے حسی کی جس بے پناہ گہرائی میں پڑے ہیں

ابد کے دن بھی وہیں سے ہم کو اٹھائے گا وہ

کہ ہم گنہگار

اتنے نادار

اتنے لاچار

اتنے بیمار ہو چکے ہیں

کہ ہم پہ جب تک

خدائے برتر کی خاص چشم کرم نہ ہوگی

ہماری آنکھیں نہ کھل سکیں گی

ہماری روحیں، غلیظ روحیں نہ دھل سکیں گی

ہمارے سینوں، سیاہ سینوں میں روشنی کا گزر نہ ہوگا

ہمارے ذہنوں، کمینگی کے شکار ذہنوں سے نیکیوں کا سفر نہ ہوگا

دلوں میں عصیاں کی تیرگی، بے کراں ہے جو، بے کراں رہے گی
بدی لہو کی طرح رگوں میں رواں رہے گی
ہوس، حواس و حیات پر حکمراں رہے گی

رسولِ اکرم!
حضورِ صلعم!!
ہمیں یقیں ہے
ہمارا ایمان ہے کہ اللہ آپ کی بات مانتا ہے
تمام دنیاؤں، سب جہانوں میں آپ سے بڑھ کر کوئی پیارا نہیں خدا کا
کوئی دلارا نہیں خدا کا
خدا سے کہیئے!
خدارا اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیئے!!
کہ ہم کو اپنی عنایتِ خاص سے نواز دے
کرم کرے ہم پہ
اور ہمیں پھر آپ کے دیا پہ
آپ کے نقشِ پا پہ چلنے کی استطاعت دے، استقامت دے،
حوصلہ دے!!

جگن ناتھ آزاد

پیدائش :- ۵ دسمبر ۱۹۱۸ء

پتہ :- اے۔ ۲۵ گورنمنٹ کوارٹرس۔ گاندھی نگر۔ جموں۔ ۱۸۰۰۰۴

سلام اے جلوۂ معنی سلام اے نور یزدانی
سلام اے وقت کی تقدیر کے ماتھے کی تابانی
سلام اے سازِ ایمانی، سلام اے سوزِ قرآنی
سلام اے حرفِ روحانی، سلام اے نطقِ ربانی
سلام اے آسمانِ قُدس کے مہرِ جہاں آرا
سلام اے کیف و رنگِ نو بہار اے گلستاں آرا
سلام اے رحمتِ عالم، سلام اے سیدِ والا
سلام اے فخرِ آدم انبیار کے طرۂ زیبا
سلام اے نورِ حق اے شمعِ باطل خانۂ دُنیا
سلام اے ساقیٔ دریا دلِ میخانۂ دُنیا
سلام اے دستگیرِ بےکساں اے ہادیٔ اکرم
سلام اے دو جہاں کی زندگی کے محسنِ اعظم
سلام اے وہ کہ تیری ابنِ مریم نے بشارت دی
جہانِ زندگی کے کیف نے کم نے بشارت دی
سلام اے بےکسوں کو ارجمندی بخشنے والے
سلام اے پست حالوں کو بلندی بخشنے والے
سلام اے دیوِ باطل کی کلائی موڑنے والے
سلام اے آدمی کا حق سے رشتہ جوڑنے والے
سلام اے نازشِ فخر و وقارِ آدمِ فانی
سلام اے بزمِ تاریک جہاں میں شمعِ نورانی

شوکت واسطی

پیدائش:۔ ـــــــ یکم اکتوبر ۱۹۲۲ء

پتہ:۔ ـــــــ ا۔ مکان۔ ۱۵ گلی۔ 46 الیف ۱/۲ اسلام آباد (پاکستان)

رقم جب بھی ثنائے رحمت اللعالمینؐ ہو گی
وضاحت سے بیاں تفسیر آیاتِ مبیں ہو گی

نمازِ دل ادا ہو گی در بیتِ رسالت پر
کہ سجدہ ریز دہلیزِ حرم پر تو جبیں ہو گی

ہدایت آپؐ نے دی سو عقیدہ حق یہ لازم ہے
عقیدت آپؐ سے ہو گی تو پھر تکمیلِ دیں ہو گی

محبت دل سے آگے روح کا مذہب ہوئی جس کا
محیطِ چشمِ بینا صرف وہ شکلِ حسیں ہو گی!

خدا ناکردہ ان کا فیض اگر دنیا سے اٹھ جائے
تو پھر یہ آسماں ہو گا نہ باقی یہ زمیں ہو گی

خرد کو فلسفہ داں لائے ان کے باغِ حکمت تک
یہاں وہ گُل نکاتِ زندگی کی خوشہ چیں ہو گی

جسے ان کی شفاعت پر نہیں ایمان ہے شوکت
مرا ایمان ہے اس شخص کی بخشش نہیں ہو گی

یوسف ناظم

پیدائش :۔ ————————

پتہ :۔ —— ۱۹۔ الہلال۔ ۱۳۔ باندرہ۔ ریکلامیشن۔ بمبئی۔ ۵۰۔۴۰۰

یارب! ہے ایک بندۂ عاصی کی التجا
مدحِ رسول پاک کی توفیق ہو عطا
تری نگاہِ لطف سے مرا وہ بخت ہو
کہہ پاؤں بات میں جو تقاضائے وقت ہو

دانشوری کا دور، یہ دور عجیب ہے
محسوس ہو رہا ہے، قیامت قریب ہے
ہے خبط یہ کہ دھول اڑے آفتاب پر
تنقید ہو رہی ہے رسالت مآب پر
اللہ کی کتاب بھی زیرِ بحث ہے آج
وہ دورِ ابتلا ہے کہ جینا عبث ہے آج
عورت کو جس کتاب نے جینے کا حق دیا
عورت ہی اس کتاب سے بدظن ہوئی ہے آج
دنیا کو جس سے امن و صلح کا سبق ملا
دنیا ہی اس کتاب کی دشمن ہوئی ہے آج
پھیلی تھی روشنی جو مدینے سے چار سو
ہم کو ہے آج اس کی تلاش اور جستجو!

اے ربِ ذوالجلال! دعا یہ قبول ہو
دنیا پہ رحمتوں کا تری پھر نزول ہو
خلقِ خدا میں عام طریقِ رسولؐ ہو
جو بات بھی ادا ہو زباں سے وہ پھول ہو

مقبول سارے دہر میں تیرا کلام ہو
ہر اہلِ دیں کے لب پہ محمدؐ کا نام ہو

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاءؔ

پیدائش:- یکم مئی ۱۹۲۴ء

پتہ:- ۹/ ارسناد کی ٹاؤن، منگل بازار - ناگپور - ۴۴۰۰۰۱

ذاتِ پیمبرؐ جگ مگ جگ مگ
پرتوِ داور جگ مگ جگ مگ

اُس کے کیا کیا وصف گِنائیں
اِک اِک جوہر جگ مگ جگ مگ

صورت زیبا پیاری پیاری
سیرت انور جگ مگ جگ مگ

سر پر کملی کالی کالی!
علم کا زیور جگ مگ جگ مگ

اس کے اک اک حرف یقیں سے
زیست کا دفتر جگ مگ جگ مگ

شاہدِ رعنا جب سے آیا
لگتا ہے گھر جگ مگ جگ مگ

اس کے گردِ قدم کے صدقے
دیوار و در جگ مگ جگ مگ

اللہ اللہ نورِ مجسم!
از پا تا سر جگ مگ جگ مگ

اس کی گلی کا ذرہ ذرہ
غیرتِ اختر جگ مگ جگ مگ

اس کے غم کا اک اک آنسو
رشکِ گوہر جگ مگ جگ مگ

اس کے چمکتے درد کے ہاتھوں!
دل کا مقدر جگ مگ جگ مگ

عرش و فرش کی آنکھ کا تارا
نیچے اوپر جگ مگ جگ مگ

اس کے رنگ میں رنگنے والے
اندر باہر جگ مگ جگ مگ

کعبۂ دل میں اس کی جگہ ہے
نام ہے لب پر جگ مگ جگ مگ

ذکر ہے اس کا ارفع ارفع
یاد سراسر جگ مگ جگ مگ

اس کے دیوانوں کے لہو سے
پتھر پتھر جگ مگ جگ مگ

فیضِ کرم ہے اس کا منشاءؔ
[illegible] کے تیور جگ مگ جگ مگ

ہوشؔ امروہوی

پیدائش:۔ ________ ۹ر جولائی ۱۹۲۴ء

پتہ:۔ ________ ۱۰۲۔ سی بلاک۔ ۶ فیڈرل۔ بی ایریا۔ کراچی (پاکستان)

وردِ زباں ہے اب یہی صلِّ علیٰ محمّدٍ
وجہِ سکونِ زندگی صلِّ علیٰ محمّدٍ

آپ نے اک نگاہ کی، ظلمتِ کفر چھٹ گئی!
راہِ نجات مل گئی صلِّ علیٰ محمّدٍ

لاکھوں درود اور سلام اُس شہِ دوسرا کے نام
نازاں ہے جس پہ سروری صلِّ علیٰ محمّدٍ

کوئے حبیب سے صبا لائی پیامِ زیست کیا
دل کی کلی سی کھل گئی صلِّ علیٰ محمّدٍ

جس پہ نگاہِ مہر کی دہر میں مفتخر ہوا
آپ کی بندہ پروری صلِّ علیٰ محمّدٍ

آپ فلک پہ کیا گئے رفعتِ آسماں بڑھی
قسمتِ مہر و مہ کھلی صلِّ علیٰ محمّدٍ

آپ کا لطف چاہیئے ہوشؔ کو فکرِ راہ کیوں
آپ ہیں شمعِ رہبری صلِّ علیٰ محمّدٍ

عتیق احمد عتیق

پیدائش :- ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۴ء

پتہ :- مدیر "توازن" نیاپورہ - مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳

آپؐ حبیب کبریا، صلوا علیٰ محمدؐ
آپؐ ہی مظہرِ خدا، صلوا علیٰ محمدؐ

آپؐ اولین و آخریں، نورِ خدائے پاک ہیں
مختص بنام مصطفےٰ، صلوا علیٰ محمدؐ

آپؐ اک بشر سہی مگر، جو مرتبہ ہے آپؐ کا
اُس کو نہ کوئی چھو سکا، صلوا علیٰ محمدؐ

قرآں کا جو سبق دیا، روشن سا اک طبق دیا
اُمت کو اس کا حق دیا، صلوا علیٰ محمدؐ

اُس کی فضیلتوں کا چاند، ہر گز نہ ہو سکے گا ماند
ہے جو غلام آپؐ کا، صلوا علیٰ محمدؐ

اُس رحمتِ تمام نے خیر الورام کر دیا
جس تس کو دے کے آسرا، صلوا علیٰ محمدؐ

اک بوند آفتاب سی، دوجی بھی ماہتاب سی
یوں تھا پسینہ آپؐ کا، صلوا علیٰ محمدؐ

ہم ہیں عتیق مدح خواں اُن کے ہی جن کے وصف سے
قرآن ہے بھرا پُرا، صلوا علیٰ محمدؐ

حسن امام درد

پیدائش:۔ ______ ۲۵/ نومبر ۱۹۲۵ء

پتہ:۔ ______ امیر منزل، قلعہ گھاٹ، دربھنگا۔ ۸۴۶۰۰۴۔ بہار

دنیائے رنگ و بو میں فروزاں تمہیں تو ہو
سورج میں چاند میں بھی درخشاں تمہیں تو ہو
فطرت کے نظم و ضبط میں پنہاں تمہیں تو ہو
ہر برگ و گُل میں پھر بھی نمایاں تمہیں تو ہو

رحمت کی وہ گھٹا بنی آدم پہ چھا گئی
انساں پہ جَور و ظلم کی سختی نہیں رہی
پَرتو ہوا جو نور کا ظلمت چلی گئی!
رحمت کا ایک نورِ درخشاں تمہیں تو ہو

ہر اک نفس کو درسِ اخوت پڑھا دیا
انساں کے دل سے بُغض و کدورت مٹا دیا
آئے جو تم تو امن کا پیغام آگیا
جس نے مٹایا دہر سے طغیاں تمہیں تو ہو

وحدانیت کا درس ملا دل غنی ہوئے
عظمت کا اپنی، آدمی احساس پا گئے
انساں کے سر نہ غیر کے در پہ کبھی جھکے
انسانیت کا گنج فراواں تمہیں تو ہو

اللہ اور فرشتے بھی کہتے سلام ہیں
اور انس و جن بھی بھیجتے رہتے سلام ہیں
پتھر ہوں یا درخت ہوں پڑھتے سلام ہیں
ہے کائنات جس کی ثنا خواں تمہیں تو ہو

یونس احمر

پیدائش :- ۱۹۲۵

پتہ :- کوہسار - برہ پورہ - بھاگلپور (بہار)

مرے جنوں کا، مری بے کلی کا حاصل ہے
تری رضا ہی مری زندگی کا حاصل ہے

ہوائے طیبہ کی خوشبو تلاش ہے میری
مرے نفس کی یہی تازگی کا حاصل ہے

مری حیات کی عظمت تری رضا میں ہے
تری رضا، مری آشفتگی کا حاصل ہے

تری ضیا سے منور ہے آرزو میری
ترا ہی نور مری روشنی کا حاصل ہے

مری جبین کا کعبہ ہے نقش پا تیرا
ترا ہی در تو مری بندگی کا حاصل ہے

ترے جمال سے روشن ہے آئینہ دل کا
ترا کرم ہی مری عاشقی کا حاصل ہے

مرے خیال کی وسعت میں تو سمایا ہے
مرے سخن کا، مری شاعری کا حاصل ہے

مری طلب میں مری جستجو کے شیشے میں
تری ہی ذات مری ہر سعی کا حاصل ہے

دیارِ پاک سے احمر ہے سلسلہ میرا
یہ سلسلہ ہی مری زندگی کا حاصل ہے

جمال قریشی

پیدائش :- ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء
پتہ :- تنگرواڑ۔ جمال پور۔ احمد آباد

قطعہ

حشر تک شاید رہے گی ارضِ طائف دوستو
سیکڑوں پتھر فقط اک جسم پر آتے رہے
مرحبا صد مرحبا وہ محسنِ انسانیت
دشمنوں پر بھی دعا کے پھول برساتے رہے

فیصلہ امت کی قسمت کا ہوا اک رات میں
دوسرا کوئی نہیں تھا مصطفےٰ کے ساتھ میں

مصطفےٰ کی بات ٹالی جائے یہ ممکن نہیں
گو نظام بزمِ عالم ہے خدا کے ہاتھ میں

مسجد اقصیٰ سے سدرہ تک رہے روح الامین
اور پھر کوئی نہیں ہے مصطفےٰ کے ساتھ میں

مرتبہ صدیق نے خود اپنا اونچا کر لیا
عائشہ کا ہاتھ دے کر مصطفےٰ کے ہاتھ میں

کیوں کیا کیسے کیا کس نے کیا ہے اے جمال
آسمانوں کی بلندی کا سفر اک رات میں

نادم بلخی

پیدائش:۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۶

پتہ:۔

مرحبا کیا بات ہے ذاتِ رسولؐ

ذاتِ بابرکات ہے ذاتِ رسولؐ

مصطفےٰ کی ہر عطا بولی یہی ! باصفا سوغات ہے ذاتِ رسولؐ

سلطنت جس کی زمیں تا آسماں اُس خدا کا ہات ہے ذاتِ رسولؐ

پوچھئے قرآں سے تو فوراً کہے کاشفِ آیات ہے ذاتِ رسولؐ

ہر جگہ اور ہر زمانے کے لئے قبلۂ حاجات ہے ذاتِ رسولؐ

صاف اور شفاف سیرت نے کہا ردِّ مکروہات ہے ذاتِ رسولؐ

چشمِ باطن ہو اگر تو دیکھ لے فخرِ موجودات ہے ذاتِ رسولؐ

جس کی مِدحت ختم ہو سکتی نہیں ذات ایسی ذات ہے ذاتِ رسولؐ

کیوں نہ اسکی معترف ہو کائنات جانِ مخلوقات ہے ذاتِ رسولؐ

دشتِ ظلمت کیوں نہ ہو نادم خجل نُور کی برسات ہے ذاتِ رسولؐ

شارق جمالی ناگپوری

پیدائش :ـــــــــــ ۱۳ر اگست ۱۹۲۷ء

پتہ :ــــــــ ادارہ غالب۔ تکیہ معصوم شاہ مومن پورہ ناگپور ۴۴۰۰۱۸

واصلِ رب ہونے والا آپ کے جیسا کہاں؟ اور کوئی عرشِ اعظم پر کبھی پہنچا کہاں؟

چند ساعت میں کوئی کر سکتا ہے طے یہ سفر؟ اُم ہانی کا کہاں گھر، عالم بالا کہاں؟

ایک قرآں، ایک مصلح، ایک دستور العمل آپ کے اس دین میں گنجائشِ رخنہ کہاں؟

فخر تھا شاہِ امم کو بھی اویسی عشق پر آپ محبوبِ خدا کا ایسا دیوانا کہاں؟

بعثتِ احمد سے سب ہیں آج مصروفِ عمل امتِ خیر الوریٰ میں کارِ عقبیٰ تھا کہاں؟

اے سراقہ! رحمتِ عالم اگر ہوتے نہ آپ یوں کبھی کسریٰ کا کنگن تیرے ہاتھ آتا کہاں؟

دیکھتا خیر الوریٰ کے معجزے کو کس طرح؟ تھا میسر بولہب کو دیدۂ بینا کہاں؟

آپ کی آمد نے فکرِ محشر بخش دی آخرت کا فرد کو احساس تھا اتنا کہاں؟

دھندلی دھندلی صورتیں تھیں قبل مولودِ نبیؐ اس قدر شفاف تھا دنیا کا آئینا کہاں؟

معجزہ بوجہل کی مٹھی میں بھی تھا لب کشا! اس سے پہلے کنکروں نے تھا پڑھا کلما کہاں؟

کیوں نہ روشن ہوتا شارق مغرب و مشرق کا دل! تھا پیمبر پہلے ایسی روشنی والا کہاں؟

صادق منصوری

پیدائش:۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲ ؍ اکتوبر ۱۹۲۷ء

پتہ:۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈھالگرواڑ ۔ احمد آباد

اَلحمدُ والضُّحیٰ کی صدا ساتھ ہو گئی
حمدِ خُدا، نبیؐ کی ثنا ساتھ ہو گئی

نقشِ قدم پہ اُنکےؐ چلا راہ عشق میں
ہر ہر قدم پہ رب کی رضا ساتھ ہو گئی

حق ہے کہ انکے در پہ مرنا ہے زندگی
جامِ فنا پیا تو بقا ساتھ ہو گئی

جانے لگا میں رحمتِ عالم کے جب حضُور
امیدِ مغفرت میں خطا ساتھ ہو گئی

پہنچا درِ رسولؐ پہ فریاد کے لئے
مظلوم و بیکسوں کی نوا ساتھ ہو گئی

توبہ جو کر کے ظُلمتِ عصیاں سے جب چلا
قندیلِ مصطفےٰؐ کی ضیا ساتھ ہو گئی

صادق درِ رسولؐ پہ جب بھی چلا بشوق
منظوریٔ رسولِ خدا ساتھ ہو گئی

فرحت قادری

پیدائش :- ———— ۶؍جنوری ۱۹۲۸ء

پتہ :- ———— محلہ معروف گنج ۔ گیا ۔ بہار

جب ذاتِ پاک مرکزِ تخیّل ہی نہیں — نعتِ نبیؐ کی ذہن میں تنزیل ہی نہیں

اللہ خود فدا ہُوا جب ذاتِ پاک پر — پھر تو کمالِ حسن کی تاویل ہی نہیں

بے مثل و بے نظیر ہیں ذات و صفات میں — دونوں جہاں میں آپؐ کی تمثیل ہی نہیں

ہونٹوں پہ کچھ نہیں ہے دُعاؤں کے ماسوا — آنکھیں ہیں آبشارِ کرم، جھیل ہی نہیں

سارے صحیفے آپؐ کے رطب اللساں ہوئے — توریت یا زبور یا انجیل ہی نہیں

پابندِ عہد سب ہیں درود و سلام کے — اس باب میں کسی کو ذرا ڈھیل ہی نہیں!

جو آپؐ کا ہُوا وہ خدا کا بھی ہو گیا — اُس کی کسی مقام پہ تذلیل ہی نہیں

مشہودِ کبریا ہیں تو شاہد رسولؐ ہیں — شاہد بنا شہود کی ترسیل ہی نہیں

فرحتؔ وصالِ نور کی وہ کیسی رات تھی

مبہوت سب فرشتے تھے، جبریلؑ ہی نہیں

ثاقب عرفانی

پیدائش:— ۱۶ جولائی ۱۹۲۹ء

پتہ:— ایس ایس فاروقی مکینکل کمپنی لیاقت روڈ۔ گوجرانوالہ (پاکستان)

زہے وابستگی خیر البشر سے
ارم میری قدم بوسی کو ترسے

ہوئی مدت کہ دیکھا تھا مدینہ
نہیں اوجھل ہوا اب تک نظر سے

جہاں بر آئیں بن مانگے مرادیں
پلٹ کر کون جائے اُس نگر سے

ہے زیرِ پائے مرسل اوجِ گردوں
کھلا عقدہ یہ معراجِ بشر سے

بہا لے جائے جو انبوہ عصیاں
گھٹا رحمت کی ایسی کھُل کے برسے

اسی امید پہ ہی جی رہا ہوں!
بلاوا آئے گا پھر اس نگر سے

رہِ طیبہ کے ثاقب سنگریزے
کہیں بہتر لگے لعل و گہر سے

رحمتؔ امروہوی

پیدائش :- ________ ۱۹۲۹ء

پتہ :- ________ موریکس وارڈ۔ شاہ پور۔ احمد آباد ۔ ۱

لکھا جو نامِ محمدؐ کو اہتمام کے ساتھ
ہر ایک حرف چمکنے لگا ہے نام کے ساتھ

سفر مدینے کا طے ہو اس اہتمام کے ساتھ
درود وردِ زباں ہو مرے سلام کے ساتھ

اب اس غلام کی قسمت کا کیا ٹھکانہ ہے
حضور آپ کو نسبت ہو جس غلام کے ساتھ

عجیب طرح کی خوشبو دہن سے آئی تھی
لیا تھا نامِ محمدؐ جو احترام کے ساتھ

تمہیں تو شاہِ دو عالم ہو شافعِ محشر
کروڑہا دلِ مسلم تمہارے نام کے ساتھ!

درِ حبیب سے جو چاہو مانگ لو رحمتؔ
جھکا کے سر کو ادب اور احترام کے ساتھ

محمد سلیمان قمر

پیدائش:- ———— ۸ر اگست ۱۹۲۹ء

پتہ:- ———— پوسٹ بڑا بازار۔ چائی باسا۔ ۸۳۳۲۰۱ ضلع سنگ بھوم۔ ویسٹ بہار

چہرے سے پھوٹتی ہے کرن ماہتاب کی
ہر شئے میں روشنی ہے رسالت مآب کی

دنیا کی رہ نمائی کو سیرت جناب کی
تصویر ہے خدا کی مقدس کتاب کی

ہیں عطر بار ذرّے مدینے کے آج بھی
پھیلی ہے خوشبو گیسوئے عالی جناب کی

دیکھو خلوصِ عشق کہ دیدار کے لئے!
ہیں ندیاں رواں مری چشم پُر آب کی

آنکھوں سے اشک جاری ہیں عشق رسولؐ میں
طیبہ سے لو لگی ہے دلِ اضطراب کی

اک عمر سے ہے حسرت دیدار رات دن
تعبیر کاش دیکھتے ہم اپنے خواب کی

کل دائمی سکوں کے لئے حشر میں قمرؔ
کافی ہے اک نگاہ رسالت مآب کی

اجمل جنڈیالوی

پیدائش: ـــــــــ ۱۹۳۰

پتہ: ـــــــــ جنڈیالہ روڈ۔ شیخوپورہ۔ پاکستان

اک چشمِ کرم امتِ آخر پہ بھی سرکار اے سیدِ ابرار
ہیں آپ ہی عظمت کے فضیلت کے سزاوار اے سیدِ ابرار

اسلام کا منجدھار میں آیا ہے سفینہ اے شاہِ مدینہ
ظلمت کے تلاطم سے کریں ہم کو بھی اس پار اے سیدِ ابرار

اخلاق بہت پست ہیں جینا ہوا بے ڈھنگ اے صاحبِ اورنگ
ہم بھول گئے اپنے ہی اسلاف کے کردار اے سیدِ ابرار

درکار ہمیں آج ہے فاروقؓ سا رہبر اے ساقیِ کوثر
آتی ہمیں اطراف سے دشمن کی ہے للکار اے سیدِ ابرار

پھر تین سو تیرہ سی عطا کیجئے طاقت اے صاحبِ رفعت
اب آپ کی کملی کا ہے سایا ہمیں درکار اے سیدِ ابرار

طاقت تو ہے موجود اخوت ہوئی مفقود اے منزلِ مقصود
اب ہم کو عطا شفقت و الفت کی مہکار اے سیدِ ابرار

اے کاش جو مل جاتا مجھے عہدِ رسالت پاتا میں سعادت
جاں اپنی فدا کرتا جو ملتی مجھے سو بار اے سیدِ ابرار

حسرت ہے مری آپ کے دربار میں جاؤں نہ کبھی لوٹ کے آؤں
اے ختمِ الرسلؐ یہ ہے مرے عشق کا معیار اے سیدِ ابرار

اے تاجورِ تاجوراں نعت سرائی ہے میری کمائی
مقبول ہو اجمل کا یہ نذرانۂ اظہار اے سیدِ ابرار

فقیر اجمل

پیدائش ——— ۱۵/۱ اکتوبر ۱۹۳۰ء

پتہ ——— محلہ محمد پورہ، راوی پارک، نزد غوثیہ مسجد، چنڈیالہ روڈ، شیخوپورہ (پاکستان)

تمہیں کائنات اے سردارِ شش جہات ۔ تو مہرِ التفات اے سردار شش جہات

شامل ہے الکتاب میں شامل اذان میں ۔ تو مرکزِ صلوٰۃ اے سردار شش جہات

دنیا کے سب علوم پہ تیری ہے دسترس ۔ اے شہرِ علمِ ذات اے سردار شش جہات

تو ہے دعا خلیلؑ کی عیسیٰؑ کی ہے نوید ۔ آدمؑ کی تو نجات اے سردارِ شش جہات

سب مومنوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا ۔ دیکھی نہ ذات پات اے سردارِ شش جہات

بوبکرؓ ہیں عمرؓ ہیں غنیؓ ہیں علیؓ ہیں ساتھ ۔ تیرے نوازمات اے سردارِ شش جہات

مولا علی کے ساتھ ہیں حسینؓ و فاطمہؓ ۔ تیرے نوادرات اے سردارِ شش جہات

دندانِ پاک ایسے کہ موتی بھی ہوں خجل ۔ لب مخزنِ نبات اے سردار شش جہات

آنکھیں تمہارے ہجر میں کب سے بنی ہوئیں ۔ ہیں دجلہ و فرات اے سردار شش جہات

رکھتا ہوں تیری نعت کی صورت ترے حضور ۔ میں دل کی واردات اے سردار شش جہات

افضل کہا گیا کبھی اکمل کہا گیا ۔ اے محورِ صفات اے سردار شش جہات

مجھ کو تمہاری میم نے اجمل بنا دیا ۔

زینت دہِ حیات، اے سردار شش جہات

صائم چشتی

پیدائش :۔ ———— ۱۹۳۱ء

پتہ :۔ ———— موجودہ رہائش ۔ فیصل آباد (پاکستان)

بلا کا درد تھا اُن کے گدا کے لہجے میں
سلام کہتا تھا لیکن دعا کے لہجے میں

لرزتے ہونٹوں سے کہتا تھا یا رسُول اللہ
کیا سوال ہو جیسے ہوا کے لہجے میں

صحابہؓ کھیل نہ جانوں پہ کسطرح جاتے
نبیؐ کا حکم تھے سنتے خدا کے لہجے میں

خوشی کی بات بھی طیبہ میں ہے رلا دیتی
ہنسی بھی آئی تو آئی بُکا کے لہجے میں

سموم طیبہ میں آ کر نسیم بنتی ہے !
بلاتی گُل کو ہے صرصر صبا کے لہجے میں

خوشی کی بات غزل نعت میں ڈھلی صائم
میں نعت کہتا ہوں لیکن رضا کے لہجے میں

مرزا احمد حسین سیفی امروہوی

پیدائش :۔ دسمبر ۱۹۳۱ء

پتہ :۔ محلہ صدو۔ امروہہ۔ ضلع جے پی نگر۔ یو پی۔

اُنؐ کی رحمت نے پکارا ہے اُدھر جاؤں گا
بے گھری ختم ہوئی میری۔ میں گھر جاؤں گا

آخری ایک ادب گاہ ہے دربار ترا!
بہ قدم جرم سا لگتا ہے یہ سر جاؤں گا

دست گیری بھی ترا ہاتھ ہی فرمائے گا
حکم تُو دے تو سمندر میں اتر جاؤں گا

اپنے اخلاق کی اک چھوٹ مرے ذہن پہ بھی
اس اُجالے میں نہا لوں تو نکھر جاؤں گا

ذہن بیمار کو کیا صحت افکار سے ربط
فکر کو سمت جو تُو دے۔ تو سنور جاؤں گا

میرے انفاس میں گرمی ترے انفاس کی ہے
تیرا پیغام بنوں گا میں۔ جدھر جاؤں گا

اپنے لہجے کی حلاوت مرے نغمات میں گھول
آیتیں بن کے فضاؤں میں بکھر جاؤں گا

دونوں عالم میں فقط ایک سہارا تُو ہے
میں تجھ تک جو نہ پہنچا تو کدھر جاؤں گا

میں ہوں سیفی ترا ادنیٰ سا غلام اے آقا!
جی اٹھوں گا جو تری راہ میں مر جاؤں گا

محسن بھوپالی

پیدائش:۔ ——— ۲۹ ستمبر ۱۹۲۲ء

پتہ:۔ ——— محسن منزل ۔ ۴ الف ۵/۳ اے ناظم آباد نمبر ۴ ۔ کراچی ۔ ۷۴۶۰۰

ہے آنکھ وہ جو محوِ دیدارِ مصطفےٰؐ ہے
اس دل کی بات کیا جو سرشارِ مصطفےٰؐ ہے

یہ کہکشاں و انجم یہ مہر و ماہ و پروین
ہر آئینے میں عکسِ انوارِ مصطفےٰؐ ہے!

آئین بن گیا ہے جو لفظ منہ سے نکلا
معراجِ آدمیت کردارِ مصطفےٰؐ ہے

مانگی ہوئی تجلی نظروں میں کب جچے گی
پیشِ نظر ہمارے معیارِ مصطفےٰؐ ہے

ہر چند عینِ ایماں ہے ذاتِ خالقِ کل!
لیکن بنائے ایماں اقرارِ مصطفےٰؐ ہے

الفاظ نارسا ہے نادم نہیں ہوں محسنؔ
جذبے کی قدر ہے یہ دربارِ مصطفےٰؐ ہے

امین خیال

پیدائش :- ــــــــــــــ ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۲ء

پتہ :- ــــــ مکان نمبر ۳۴ - گلی نمبر ۱۱ - زینہ بلاک - ہیوپلس کالونی - گوجرانوالہ پاکستان

ذکر رہتا ہے وردِ زبان آپ کا
ہے زباں آپ کی اور دہاں آپ کا

آپ بے مثل کردار ہیں یا نبی
بحرِ اخلاق ہے بیکراں آپ کا

ہر قدم اک بنائے نئی کہکشاں
ہر قدم ایک گلشن نشاں آپ کا

ہے نزولِ وحی اور معراج بھی
یہ زمیں آپ کی آسماں آپ کا

دونوں عالم پہ رحمت کا سایہ ہوا
کالی کملی ہے اک سائباں آپ کا

حکمتوں کا خزانہ ہے بات آپکی
لعل و گوہر سے بڑھ کر بیاں آپ کا

ایک معدن ہے پیغمبری آپ کی
روئے انور ہے اک گلستاں آپ کا

تین دن ثور تجھ میں رہا چاند وہ
بول کیسا تھا وہ میہماں آپ کا

بحر و بر میں بصورت اذاں ذکر ہے
ورد کلمے کا ہے جاوداں آپ کا

ذکر کیا کیا کروں باعثِ کن فکاں
جسم و روح و زمان و مکاں آپکا!

روزِ محشر مرا ہو خیال آپ کو
میں کہ ادنیٰ سا ہوں نعت خواں آپکا

محسن احسان

پیدائش :- ــــــــــــــــــــ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۲ء

پتہ :- ــــــــــــــــــــ پاکستان

آسماں پر ہے غبار کفِ پا تابندہ
حرف تابندہ سے ہے کچھ حِرا تابندہ

قطرہ اشک میں ہے خاصیتِ آبِ حیات
سیلِ گریہ سے ہوئی دل کی فضا تابندہ

یہ بھی وابستگی و قرب کا پیرایہ ہے
آپ کے نام سے ہے نام خدا تابندہ

کُرۂ ارض پہ کیا ایسا کوئی شہر بھی ہے
جسکی شامیں شفقی، جسکی ہوا تابندہ

جو رِدا آپ نے ازراہ شفاعت بخشی
سب رِداؤں میں ہے وہ ایک ردا تابندہ

کس سفر کا تھا ارادہ کہ سفر سے پہلے
ہو گئی رہگذرِ عرشِ علےٰ تابندہ

یہ فقط اسم گرامی کا ہے صدقہ محسنؔ!
ہم نے جو حرف بھی لکھا، وہ لکھا تابندہ

سلطان سکون

پیدائش :۔ ——— ۲۳ نومبر ۱۹۳۲ء

پتہ :۔ ——— ۱۰۰ کیہال۔ ایبٹ آباد ۱۰-۲۲ (پاکستان)

جس روز مجھے شہر مدینہ نظر آیا
ساحل پہ غم دل کا سفینہ نظر آیا

جب گنبد خضرا پہ نظر میری پڑی تھی
الطاف و عنایت کا خزینہ نظر آیا

جب فرطِ ندامت سے برسنے لگیں آنکھیں
ہر اشک ہی انمول نگینہ نظر آیا

آقا کے وہ الطاف یہ اطوار ہمارے
ماتھے پہ ندامت کا پسینہ نظر آیا

وہ جس کے شب و روز مدینے میں گزارے
اس عمر کا حاصل وہ مہینہ نظر آیا

پھر لوٹ کے آنا تھا سکوںؔ آ تو گیا میں
جینے کا نہ کوئی بھی قرینہ نظر آیا

ہوشؔ نعمانی

پیدائش :- ________ ۲۲/ مارچ ۱۹۲۳ء

پتہ :- ________ نعمانی بھون۔ بجوری ٹولہ۔ رامپور ۲۴۴۹۰۱ یوپی

امنِ عالم کیلئے تابعِ قرآں ہونا ___!
ساری دُنیا کو ہے اک روز مسلماں ہونا

جب تلک ہم نے اُخوّت کو بنایا ہے شعار
ہمکو دنیا میں میسّر ہوا ذیشاں ہونا

ارضِ بطحہ تجھے آنکھوں سے لگاتے ہیں ملک
حق بجانب ہے ترا اپنے پہ نازاں ہونا

ہم وہاں ظاہری ساماں پہ نظر رکھتے ہیں
کام آتا ہے جہاں بے سروساماں ہونا

ہم ہیں محبوب خُدا سرورِ عالم کے غلام
ہمکو آتا نہیں مشکل میں پریشاں ہونا

اپنے ہمسائے کے ہر غم کا ہو احساس جسے
اُس مسلماں کو مبارک ہو مسلماں ہونا

سکۂ دینِ محمّد ہو جہاں پہ رائج ___!
ایسے بازاروں میں اے ہوشؔ تو ارزاں ہونا

ناوکؔ حمزہ پوری

پیدائش:۔ ——— ۲۱ر اپریل ۱۹۳۳ء
پتہ:۔ ——— حمزہ پور، ڈاک خانہ، شیر گھاٹی۔ ۸۲۴۲۱۱ ضلع۔ گیا۔ بہار

وردِ زباں نعتِ پاک شام و سحر ہے — ذکرِ رسولِ کریم آٹھوں پہر ہے

سینہ ہے دریا کی طرح دل ہے صدف سا — جذبۂ حبِّ رسولؐ اُس کا گہر ہے

آپ رؤف و رحیم، جانِ کرم آپ — آپ کا خُلقِ عظیم معجز اثر ہے

جود و سخا کا مقام آپ کی چوکھٹ — منبعِ لطفِ عمیم آپ کا در ہے

لوٹ گیا آفتاب پا کے اشارہ — معجزۂ بے مثال شقِّ قمر ہے

حاملِ اُمُّ الکتاب ہادیٔ عالم — صاحبِ لولاک آپ، حکم خبر ہے

آپ بشیر و نذیر، خیرِ بشر آپ — آپ کا حُسن و جمال خُلد نظر ہے

داروئے دردِ فراق ڈھونڈ رہا ہوں — صرف درود و سلام زادِ سفر ہے

آپ کا ادنیٰ غلام ناوکِ عاصی

کیجیے اس پر نگاہ خاک بسر ہے

زُہیر کنجاہی

پیدائش:۔ ———— ۱۲ جون ۱۹۳۳

پتہ:۔ ———— "چغتائی بسیرا" ڈھیری حسن آباد۔ راولپنڈی کینٹ پاکستان

میرا خُدا کریم ہے، مِرا نبیؐ کریم ہے
خدا بھی ہے کریم تو رسولؐ بھی کریم ہے

اُسی کی پیشوائی کو سجی تھی محفلِ دَنیٰ
خدا کا وہ حبیب ہے، ندیم ہے، کلیم ہے

خدا کی سب صفات کا ہے عکس اُسکی ذات میں
مجیب ہے، مُنیب ہے، وسیم ہے، قسیم ہے

دِلوں کے قافلوں کو جس کی بات بات ہے درا
ہمارا خضر و رہنما وہ رہبرِ عظیم ہے

وہ جس کے در پہ شاہ کیا فرشتے بھی ہیں سر بہ خم
مُطیع جس کا دہر ہے عرب کا اک یتیم ہے

غریبوں بیکسوں کو ہے بس اک اُسی کا آسرا
دُکھی دلوں کے واسطے وہ موجۂ شمیم ہے

زُہیر خستہ جاں پہ بھی حضورؐ! چشم غم رُبا!
کہ یہ فقیرِ بے نوا الیم ہے، سقیم ہے!

رؤف پروینز

پیدائش:۔ ـــــــــــ ۱۹ر جولائی ۱۹۳۳ء

پتہ:۔ ـــــــــــ بالاجی وارڈ۔ جگدل پور۔ ضلع بستر ایم۔ پی

جہاں والے بہار و خزاں سے گذرے ہیں
رسولؐ سرحدِ کون و مکاں سے گذرے ہیں

خدا نے قرب کا اپنی جسے شرف بخشا
زمیں زمیں ہے نبیؐ آسماں سے گذرے ہیں

دلوں میں جنکے ہے تنویر اُنکی الفت کی
وہ تیرگی میں بھی نور جہاں سے گذرے ہیں

جب ان کی یاد کی خوشبو چمن میں پھیل گئی
کہا گلوں نے محمدؐ یہاں سے گذرے ہیں

جنھیں عطائے نبیؐ کا ملا ہے نذرانہ
نبی کے عشق میں سوزِ نہاں سے گذرے ہیں

محافظت کو سفینے کی ناخدا بن کر!
بشکل موج وہ بحرِ رواں سے گذرے ہیں

انہیں کے رحم و کرم کے طفیل ہم پروینز
جہانِ فانی کے سود و زیاں سے گذرے ہیں

عبداللہ نصر

پیدائش ـــــــ یکم مارچ ۱۹۳۴ء

پتہ :- ـــــــ کھیدڈپورہ ۔ مئوناتھ بھنجن یوپی ۔ ۱ ۔ ۲۷۵۱۰۱

طیبہ میں جا کے دیکھئے عظمت رسول کی
ہر ذرہ کہہ رہا ہے حکایت رسول کی

نام و نشاں بھی انکا زمانے سے مٹ گیا
کرتے تھے رات دن جو شکایت رسول کی

غارِ حرا ہو مسجد نبوی ہو یا حرم
ہر جا ملے گی بوئے عبادت رسول کی

لوٹا نہ در سے کوئی سوالی بھی خالی ہاتھ
اللہ رے یہ شانِ سخاوت رسول کی

بڑھیا جو ڈالتی تھی غلاظت حضورؐ پر
اس کے نصیب میں تھی عیادت رسولؐ کی

وحشی کو بھی اماں دی جو قاتل چچا کا تھا
کس درجہ نرم دل تھی عدالت رسول کی

کوڑے کا بدلہ لینا بہانہ تھا صرف ایک
بس دیکھنی تھی مہر نبوت رسول کی!

اصحاب ظلم سہہ کے بھی نکلے نہ شہر سے
جبتک ملی نہ انکو اجازت رسول کی

مکے کی فتح پا بھی پرا نکو بھی دی اماں
کرتے تھے جو ہمیشہ بغاوت رسول کی

وہ حسنِ خلق تھا ہوئے دشمن بھی معترف
پہونچی جہاں جہاں بھی جماعت رسول کی

ٹوٹی چٹان قیصر و کسریٰ کا در کھلا
سچ ہو گئی جہاں میں بشارت رسول کی

جو بھی نبی کے نقشِ قدم پہ چلیگا نصر
لازم ہے اسکے حق میں شفاعت رسول کی

مہدی پرتاب گڈھی

پیدائش:۔ ——— ۱۵؍جولائی ۱۹۳۴ء

پتہ:۔ ——— ۲۸؍اسکول وارڈ، پرتاب گڈھ - ۲۳۰۰۱

بندوں کو ہے رب سے ملانے والا وہ
ایک نئی تہذیب سکھانے والا وہ!

کفر کی تیرہ شبی ہوئی اس سے لرزاں
ذرّوں کو خورشید بنانے والا وہ

داعیٔ اکمل کی سیرت دلکش ہے بہت
فرد و بشر کے دل میں سمانے والا وہ

اک اُمّی کے حسنِ بیاں کا ہے اعجاز
دشمن کا دل موم بنانے والا وہ

دریائے حکمت کی شناور اُس کی ذات
قطرے کو بھی گہر بنانے والا وہ

اُس کی دانش و حکمت نے دل جیت لئے
صدیوں کی دشمنی مٹانے والا وہ

ابوجہل کی مٹھی کے کنکر ہیں گواہ
سچائی کا علَم اٹھانے والا وہ

اپنے کیا غیروں کا مداوا کرتا رہا
ہے ایثار کا سبق سکھانے والا وہ

اُس کے اُسوۂ حسنہ کی کیا ہوگی مثال
ٹھکرائے طبقے کو اٹھانے والا وہ

سنگ دلانہ طرزِ عمل کے وہ ایام
مقاطعے سے کب گھبرانے والا وہ

سورج اُس کے ہاتھ پہ رکھیں یا مہتاب
کب تبلیغ سے ہے کترانے والا وہ

بدر میں تین سو تیرہ (۳۱۳) کا وہ حسنِ یقیں
ایک نئی تاریخ بنانے والا وہ

غیر اللہ سے ہونے والا کچھ بھی نہیں
رب کی عظمت دل میں بٹھانے والا وہ

کٹھن مراحل میں اُس کی ثابت قدمی
جَور کے آگے سر نہ جھکانے والا وہ

معترضوں کے سب حربے بیکار ہوئے
باطل کی دیوار گرانے والا وہ

بے کس و بے بس انسانوں پر اُس کا کرم
معذوروں کا درد بٹانے والا وہ

بدلا، بے گھر اصحابِ صُفّہ کا نصیب
ان کو بامِ عروج پہ لانے والا وہ

دَم ہے لبوں پر، پھر بھی فکر ہے اُمّت کی
درد ہمارا کب ہے بھلانے والا وہ

مہدی اُس کے طرزِ عمل کو اپنا لو
علَمِ شفاعت کا ہے اٹھانے والا وہ

نادر جاجوی

پیدائش:۔ ——— ۸ ستمبر ۱۹۳۴ء

پتہ:۔ ——— محلہ کوثر آباد۔ گلی نمبر ۳ جھنگ روڈ فیصل آباد (پاکستان)

نبیؐ کے شہر کا منظر نظر میں رکھا جائے
یہ اک جنون ہے یہ سودا ہے سر میں رکھا جائے

ہمیشہ عزم مدینہ کو جو ہوائیں دے
وہ پنکھ اپنی کتاب سفر میں رکھا جائے

شبِ فراق، سدا آنسوؤں کے دیپ جلیں
وقارِ اشک، غمِ معتبر میں رکھا جائے

حسین گنبدِ اخضر کو دیکھنے کے لئے
طلوعِ شوق کو طاقِ سحر میں رکھا جائے

مرے حضورؐ نے نادرؔ جسے شرف بخشا
ہمیشہ دیدہ و دل اس نگر میں رکھا جائے

اِمداد نظامی

پیدائش :- ——— ۱۴ اگست ۱۹۳۵ء

پتہ :- ——— جی۔ پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۲۳۔ کوئٹہ بلوچستان (پاکستان

زیست کا جو بھی رنگ ہے صرف اُسی کے نام ہے
تابشِ رخ مری سحر، سایۂ زلف شام ہے

راہنما بھی اس کی ذات، منزلِ شوق بھی وہی
وہ جو نہ ہو چراغِ رہ، ذوقِ سفر حرام ہے

ہوش و خرد کی آگہی، جوشِ جنوں کی شعلگی
قلب و نظر کی روشنی، اس کی عطائے عام ہے

ذوقِ طلب کے سلسلے، شوق کے سارے مرحلے
اُس کے بغیر ہر امنگ صرف خیالِ خام ہے

سارے جہاں کی رونقیں صرف اسی کے فیض سے
موجِ بہارِ صد چمن پرتوِ یک خرام ہے

سب سے بلند اس کی ذات اس کے قدوم ناز ہیں
رفعتِ ہفت آسماں طائرِ زیرِ دام ہے

بے زر و بے نوا سہی پھر بھی وہی ہے سرفراز
رحمتِ دو جہاں کا جو ادنیٰ سا اک غلام ہے

انورؔ مسعود

پیدائش :- ۸ نومبر ۱۹۳۵ء

پتہ :- پاکستان

پیمبروں کے بیانوں میں گونجنے والا
وہ نام سارے زمانوں میں گونجنے والا

بہ شکلِ مدحت و نعت و قصیدہ و توصیف
وہ نام ساری زبانوں میں گونجنے والا

بس ایک نام انہی کا خدا کے نام کے بعد
مؤذنوں کی اذانوں میں گونجنے والا

ہے بالیقین بہ مصداقِ آیۂ رحمت
وہ نام سارے جہانوں میں گونجنے والا

ہے اسم سیّد و سردار و سرورِ عالم
دلوں میں ذہنوں میں جانوں میں گونجنے والا

وہ دُختران بسرِ بام و دُف بکف انورؔ
وہ نام اُن کے ترانوں میں گونجنے والا

انور پانی پتی

پیدائش:- ۲؍جنوری ۱۹۳۶ء

پتہ:- موضع و ڈاک خانہ۔ لدورا۔ درگا جنتا چوک سمستی پور (بہار) ۸۴۸۳۰۲

سرخرو وہ ہے خدا کا
جو محمد مصطفٰی..... کا

فرش پر خلد بریں ہے
گھر حبیب کبریا.... کا

سیرتِ نبوی پڑھے جو
درس لے وہ ایکتا کا

دور کی شب کی سیاہی
فیض لے بدر الدجیٰ کا

بن مسافر اس جہاں میں
جادۂ خیر الوریٰ.... کا

حق رسیدہ جان اس کو
جو حبیبِ کبریا..... کا

بابِ نورِ حق ہے انور
در جو ہے نور الہدیٰ کا

قاصر مجتبیٰ

پیدائش :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹ر فروری ۱۹۳۶ء

پتہ :۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نزد ہوٹل راجدھانی۔ گدی محلہ، نیا بازار۔ دھنباد۔ ۸۲۶۰۰۱

اے حبیبِ خدا آپ وجہہ جہاں
آپ حسنِ ازل آپ ہی مہرجاں
آپ انسان کامل بنائے گئے
سارے اوصاف تھے آپ ہی میں نہاں
آپ خیرُ الأمم خاتم الانبیاء!
ہر کلام آپکا حق کا ہے ترجماں
گفتگو آپکی دل پذیر اسقدر
آپ جیسا نہ تھا کوئی شیریں بیاں
آپ کی ذاتِ اقدس میں تھی وہ کشش
سارے اصحاب نے کی فدا اپنی جاں
درسِ اخلاق ایسا رہا آپ کا!
پوری انسانیت پہ ہوا مہرباں
غیر کی بات، کیا، دشمنِ جان بھی
معترف تھے کہ ہیں رحمتِ دو جہاں
ظلمت دہر میں کوئی رہبر نہ تھا
نسلِ آدم کی خاطر ہوئے مستعاں
احمدِ مصطفےٰ سرور دو جہاں!
ایک حسرت ہے بس دیکھ لوں آستاں

نعت کہیو مجتبیٰ سنبھلکے ذرا!
تو غلامِ نبیؐ تیری کمتر زباں

عبدالسلام انصاری

پیدائش:- ۹ / مارچ ۱۹۳۶ء

پتہ:- ۶۵ / بجاری کی نئی چال، گومتی پور روڈ۔ احمد آباد ۲۱

ادراک کی حد سے باہر ہیں کیا جانئے کیا ہیں شاہِ امم
جتنا کہ سمجھتی ہے دنیا اس سے بھی سوا ہیں شاہِ امم

کہنے کے لئے امّی ہے لقب دنیا کو دئے ہیں علم و ادب
ظلمت کے گریباں چاک ہیں سب وہ نورِ ھدیٰ ہیں شاہِ امم

راضی ہیں رسولِ پاک اگر سمجھو کہ خدا راضی ہے مگر
جنّت میں ٹھکانہ مشکل ہے جس سے بھی خفا ہیں شاہِ امم

سورج کی تمازت سے مومن حیران نہ ہوں گے محشر میں
برسیں گی شفاعت کی بوندیں رحمت کی گھٹا ہیں شاہِ امم

تشکیل عبث، تمثیل عبث، تحریر عبث، تقریر عبث
الفاظ میں اب تک ڈھل نہ سکے وہ نقشِ خدا ہیں شاہِ امم

قیصر شمیم

پیدائش: ________ ۲/ اپریل ۱۹۳۶ء
پتہ: ________ ۷۷۔ فیرس لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

حرا سے پوچھو
کہ اُس کے تاریک غار میں جو ہوئی تھی روشنی
وہ شمع کیسی تھی؟
جس کے آگے تمام سورج سرنگوں تھے

ہوا سے پوچھو
عرب کی گلیوں سے جو گذرتی ہے جھومتی سی
وہ کس کی چوکھٹ کو چومتی ہے
وہ کس کی خوشبو سے ہو کے سرشار
اپنی راہوں میں جھومتی ہے؟

قمر سے پوچھو
جو اک اشارے پہ شق ہوا تھا
تو وہ اشارہ تھا کس کی انگشت حق نما کا،
ثبوتِ حق جس نے ایک پل میں
جہانِ باطل کو دے دیا تھا؟

اذاں سے پوچھو
کہ کس کے دل کی صدا وہ پہلے پہل بنی تھی؟
جو کتنی صدیوں سے سارے عالم میں گونجتی ہے
بلالؓ کا نطق نور طینت

اُسے بلا تھا تو کب بلا تھا؟
وسیلہ کیا تھا؟

خدا سے پوچھو
کہ اس نے کس کو
کیا تھا مہمان خاص اپنا
زمیں کو کیوں کچھ خبر نہیں تھی؟
فرشتے حیران کیوں ہوئے تھے
مقام سدرہ سے آگے جائیں
تو پر بھی جبر [illegible] گے
مگر یہ کیا تھا؟
یہ کیوں ہوا تھا؟
کہ اُس کے آگے بھی ایک مہمان کا گزر تھا؟
بہت ہی حیران کن سفر تھا
خدا نے پہلے تو اس طرح سے
کبھی کسی کو نہیں بلایا
کبھی تو پہلے کسی کو مہمان نہیں بنایا؟

خدا سے پوچھو
یہ بات کیا تھی
تو اُس کی رحمت جواب دے گی!
تمام باتیں ہیں درج قرآں

حباب ہاشمی

پیدائش:۔ ـــــــــــ ۲؍اکتوبر ۱۹۳۶ء

پتہ:۔ ـــــــــــ 38/E ۔ جی۔ٹی۔بی۔ نگر (کریلی) الہ آباد

کوہِ فاراں سے جب چل پڑی روشنی
دشتِ ظلمات، پر چھا گئی روشنی

جہل و عصیاں میں تھے لوگ ڈوبے ہوئے
آپ نے بخش دی علم کی روشنی

لاتُ و عزیٰ، ہُبل گر پڑے منھ کے بَل
جب حرا سے نکل کر چلی روشنی

درس یہ آپؐ ہی سے ملا ہے ہمیں
جہل ہے تیرگی، آگہی روشنی!

دامنِ مصطفےٰ جس کے ہاتھ آگیا
اُس کے ہاتھ آگئی زیست کی روشنی

آپؐ نور الہدیٰ، آپؐ خیرالوریٰ
سارے عالم میں ہے آپؐ کی روشنی

آپؐ کا خُلق اظہر من الشمس ہے
سیرتِ پاک، ہے دائمی روشنی!

از ازل تا ابد نور کا سلسلہ!!
یہ نہ سمجھو کہ ہے عارضی روشنی

بربریت میں تھے جو انھیں دے گئی
حُسنِ تہذیب و شائستگی روشنی

اے حُباب آپؐ کے فیض ہی سے ملی!
حُسنِ اخلاق و دلداری کی روشنی

اکبر حمیدی

پیدائش:۔ ۱۹۳۶ء

پتہ :۔ مکان ۲۰۲۹ گلی ۔ ۳۲ ۔ آئی ۔ ۱/۱۰ اسلام آباد۔

اب کے یوں مدح کا ایوان سجایا جائے
ماہ و خورشید کو الفاظ بنایا جائے
کہکشاں توس بنے نقطے ستاروں کے لگیں
ہفت افلاک پہ قرطاس بچھایا جائے
روشنائی کے لئے کوثر و تسنیم ہوں وقف
شاخِ طوبیٰ سے قلم خاص بنایا جائے
سب پیمبر ہوں سلامی کے لئے اِستادہ
اور جبریل کو دربان بٹھایا جائے
شرف انساں کی سند آپ کے ہاتھوں ہو عطا
سر پہ آدم کے نیا تاج سجایا جائے
آپ کی فکر سے روشن ہوں بصیرت کے چراغ
آپ کے خُلق کو آئین بنایا جائے
آپ کے رنگ میں رنگیں ہو قبائے ہستی
روح کو آپ کی خوشبو میں بسایا جائے

صدر تقریب ہوں خود خالق اکبر آ کر
جشن یوں عظمتِ انساں کا منایا جائے

ساحر شیوی

پیدائش ۲۹ دسمبر ۱۹۳۶

پتہ 47 sutton garden sundon park LUTON
Beds LU3 3AF U.K.

نگاہِ یزداں میں ہیں معظم
رسولِ اکرم
وہ ذاتِ اعلیٰ
وہ معتبر برگزیدہ ہستی
وہ خاتم المرسلیں
جنہوں نے مٹائی دنیا سے بت پرستی
جنہیں تھی وحدانیت کی مستی
وہ جن کی تعریف میں خدا نے
اتارا قرآں
وہ نیک خصلت وہ پاک داماں
فرشتے بھی جن کے تھے ثناگر
وہی رسول و عظیم انساں
کبھی نہیں لرزا جن کا ایماں
اجالا جن کی حیات کا
حشر تک رہے گا رہ جہاں میں
سکون تھا جن کے کارواں میں
وہی کہ ہوتا ہے ذکر جن کا
زمیں پہ اور آسمان میں
وہی ہیں جن و بشر کے رہبر
وہی ملائک کے بھی ہیں سرور
ہے اب ہمارا بھی فرض ساحر
کہ ان پہ دل سے درود بھیجیں
درود بھیجیں سلام بھیجیں

نصر قریشی

پیدائش :- ـــــــــــــــــــ ۱۵/ اپریل ۱۹۳۷ء
پتہ :- ـــــــ ۴۷۔ نیا بہادر گنج ۔ الہ آباد ۔ ۳-۲۱۱۰۰

جسمِ اطہر، نوری پیکر، نوری چہرہ آپؐ کا
کیا بیاں لفظوں میں ہو نوری سراپا آپؐ کا

چاند دو ٹکڑے ہوا پاکر اشارہ آپؐ کا
عرشِ اعظم پر چمکتا ہے ستارہ آپؐ کا

خار و خس، فصلِ خزاں میں بڑھ گئیں شادابیاں
موسمِ گل میں مہکتا ہے پسینہ آپؐ کا

بے پناہوں کے لئے دارالاماں، ابرِ سکوں
ساری دنیا میں ہے یکتا شہرِ طیبہ آپؐ کا

غمزدوں کی غمگساری کرنے والے آپؐ ہیں
بیکسوں پر ہے کرم شاہِ مدینہ آپ کا

شعر و شاعر، شاعری، حرفِ سخن لوح و قلم
نصرؔ سب کو چاہیئے روشن وسیلہ آپؐ کا

الطاف قریشی

پیدائش:- ۱۳، نومبر ۱۹۳۷ء

پتہ:- پاکستان

(انسانیت کے محسنِ عظیم کا حلیہ شریفہ، ام معبد کی نعت سے)

وفورِ نور سے معمور چہرۂ انور
کھلا کھلا سا
درخشندہ تر
بہت روشن

بڑے بلند
نہایت ہی پاک تھے اخلاق

نہ جسم بھاری تھا اُس کا
نہ تھا بدن کمزور

وہ خوبرو تھا
خوش اقدام تھا
جمیل تھا وہ

کمال گہری سیاہی تھی اُس کی آنکھوں میں
یہ لمبی پلکیں تھیں

اور پتلیاں سیاہ بے حد

بہت سفید تھے آنکھوں کے خوشنما ڈھیلے
کوشے تھے سرمئی
دونوں بھنویں جدا نہ جُڑی

بھنوؤں کے کونے تھے باریک
بال کالے تھے
گھنی گھنی سی تھی ڈاڑھی
دراز گردن تھی
خموشیوں میں بھی اس کی وقارِ گویائی

جو بولتا
تو صدا گرد و پیش چھا جاتی

وہ گفتگو تھی کہ موتی تھے جو نکلتے تھے
زباں کے مخزنِ طاہر سے سلسلہ بن کر

کلامِ شیریں تھا
واضح تھا
غیر مبہم تھا

نہ کم سخن تھا نہ بسیار بولنے والا
سنو جو دُور سے آواز تھی بُلند
مگر
حلاوت کی طراوت میں بھیگی تھی
قریب سے یہی آواز نرم اور لطیف

میانہ قد کہ نہ اتنا دراز خوش نہ لگے
نہ اتنا چھوٹا کہ اس سے بڑے کو ڈھونڈے آنکھ

وہ اپنے حلقۂ اصحاب میں تھا سب سے حسیں

وہ سب سے قدر میں افضل تھا
منزلت میں بلند

وُہ سارے اس کے تھے خادم
وُہ سب کا تھا مخدوم
چھلک رہے تھے قلوب اُن کے اُس کی الفت سے

نہ اس کے چہرے پہ ترشی تھی
نہ درشت تھے لب

خدا گواہ بڑی برکتوں کا حامل تھا
وُہ شخص
آج اُدھر سے جو ہو کے گزرا ہے

ڈاکٹر صغریٰ عالم

پیدائش :- ―――――― ۱۸ر جنوری ۱۹۳۸ء

پتہ :- ―――――― عالم بلڈنگ، شاہ بازار گلبرگہ

میرے سرکار کی توصیف میں دفتر لکھنا
صاحبِ لوح و قلم علم کے مرکز لکھنا

خاکِ بطحا میں مرے تن کو ملا کر لکھنا
میری تقدیر محمدؐ کو سنا کر لکھنا!

وہ نبیؐ رحمت عالم ہیں یہ اکثر لکھنا
مصطفےٰ، نورِ خدا، شافعِ محشر لکھنا

مجھ کو حاصل ہوں مدینے کے اُجالے یارب
اک مرا نام بھی اب کے سرِ محضر لکھنا

میں نہ لکھ پاؤں گی توصیفِ محمدؐ صغریٰ
اتنا آساں نہیں توصیفِ پیمبرؐ لکھنا!

غالب عرفان

پیدائش:۔ ـــــــ ۵ مارچ ۱۹۳۸

پتہ:۔ ـــــــ ایل ۲۴۰۔ نارتھ کراچی۔ پاکستان

زمیں کے وصف میں ہے منکشف حیات میں ہے
نبیؐ کی روشنی جو وقت کی صفات میں ہے

تلاش کر لیا تحقیق کرنے والوں نے!
صدی صدی کی صدا اُن کی بات بات میں ہے

ازل کی صبح سے شام ابد کے رُخ پہ رواں
محبتوں کا سفر آپ کی ہی ذات میں ہے

میں دیکھتا ہوں اُسی نقطۂ نظر کے طفیل!
یہ پھیلتا ہوا منظر جو کائنات میں ہے

مرا وجود، مری زندگی کے شام و سحر
بس ایک سلسلۂ چشم التفات میں ہے

ابھر رہی ہے جو عرفان کی نوا بن کر
یہ گونج آپ کے قدموں کی شش جہات میں ہے

ظہیر غازیپوری

پیدائش:۔ ——— ۸؍جون ۱۹۳۸ء

پتہ:۔ ——— ہاشمیہ کالونی۔ محلہ پگمل۔ ہزاری باغ (بہار) ۸۲۵۳۰۱

وہ سانحہ گزرے کبھی دل پر تر و تازہ
نظروں میں رہے طیبہ کا منظر تر و تازہ

سب جھڑے ہوئے برگِ خزاں دہر میں لیکن
اب تک ہے نبیؐ کا رخِ انور تر و تازہ

جو نعت نبیؐ کے لئے قرآن میں آئے
صدیوں سے ہیں وہ لفظِ منوّر تر و تازہ

اب تشنہ لبی کا نہ کرے گا کوئی شکوہ
زمزم ہے کہیں تو کہیں کوثر تر و تازہ

موجود ہیں یوں آپؐ کی یادیں مرے دل میں
گلزار میں جیسے ہوں گُلِ تر تر و تازہ

رحمت سے اُگا دیجئے اب دل پہ ہمارے
وہ دُوب کہ جس سے رہے پتھر تر و تازہ

پھولوں کی طرح مہکے مری کشتِ نوا میں
بس آپؐ ہی کا روضۂ اطہر تر و تازہ

فیضی سمبلپوری

پیدائش:- ۱۸؍نومبر ۱۹۳۸ء
پتہ:- نیاپاڑا۔ سمبلپور۔ اڑیسہ۔ ۷۶۸۰۰۱

آپ کی ذاتِ پاک ہے نوعِ بشر کی آبرو
روئے مُبیں کی اک جھلک حُسنِ نظر کی آبرو

آپ کی یاد ہے مری، شام و سحر کی آبرو
شمعِ حریمِ شہرِ جاں، دیدۂ تر کی آبرو

شعلۂ شوقِ بے کراں، قلب و جگر کی آبرو
خونابۂ سرشکِ غم، لعل و گہر کی آبرو

کیف و نشاطِ جاوداں، راحتِ دل، سرورِ جاں
فیضِ نگاہِ مجتبےٰ، ذوقِ نظر کی آبرو

شوقِ لقا جنوں فزا، میری متاعِ بے بہا
حُبِّ رسولِ کبریا، زادِ سفر کی آبرو

رکھتے ہیں روز و شب خبر، مجھ پہ ہے آپ کی نظر
ہے میرے حال سے عیاں، خیر و خبر کی آبرو

زیرِ قدم جو آگیا، ذرہ وہ جگمگا اٹھا
چمکا وہ بن کے چہرخ پر، شمس و قمر کی آبرو

اسریٰ کی شب کا یہ سماں، نقشِ قدم مہِ رواں
گردِ سفر یہ کہکشاں، راہ گزر کی آبرو

شانِ قدوم میمنت، واللہ عرش منزلت
نکہتِ زلفِ مشک بو، بادِ سحر کی آبرو

جامِ مئے طہور ہے، فیضی عجب سرور ہے
وجدان و بے خودی سے ہے، کیف و اثر کی آبرو

امین عالم رآبن امروہوی

پیدائش :- ______________ ۱۹۲۸ء

پیشہ :-

کبھی تو روضۂ اقدس پہ میری حاضری ہوگی
دعا مقبول ہوگی دور افسردہ دلی ہوگی

یہاں تو میری دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے
وہاں تو روشنی ہی روشنی ہی روشنی ہوگی

میں جب آنکھوں سے اپنی گنبدِ خضرا کو دیکھوں گا
تو یہ معراج میری زندگی کی واقعی ہوگی

یقیناً ناز ہوگا مجھ کو قسمت کی بلندی پر
مگر اعمال کے پیشِ نظر گردن جھکی ہوگی

وہ مفلس ہوں کہ سارا دفترِ اعمال خالی ہے
مگر وہ رحمتِ عالم ہیں یہ ڈھارس بندھی ہوگی

فرائض سے اگر تھوڑی سی فرصت بھی ملی مجھ کو
مرا مسجود شہرِ مصطفیٰ کی ہر گلی ہوگی

جہاں ہوش و خرد بھی ساتھ میرا چھوڑ جائیں گے
وہاں پر رہنما میری، مری دیوانگی ہوگی

مجھے اقبالؒ نے بخشا ہے سوزِ آرزومندی
وہاں بھی فکر مجھ کو ملتِ مظلوم کی ہوگی

نہ ہوگی رائیگاں اقبال کی آہِ سحر گاہی
اُسی کے نم سے یہ سوکھی ہوئی ٹہنی ہری ہوگی

مری آنکھوں کے پیمانوں سے چشمے پھوٹ نکلیں گے
وہ دن بھی آئے گا جس دن وہاں سے واپسی ہوگی

ڈاکٹر محبوب راہی

پیدائش :- ———— ۲۰ رجون ۱۹۳۹ء

پتہ :- ——— صدر شعبہ اردو، غلام نبی آزاد کالج، بارسی ٹکلی، ضلع آکولہ۔ ۴۴۴۴۰۱

جہاں بھی ذکر رسول انام روشن ہے
وہاں کی صبح منور ہے شام روشن ہے

نظر کے سامنے جلوے ہیں سبز گنبد کے
لبوں پہ ورد درود و سلام روشن ہے

وہ مکہ جو کبھی تاریکیوں کا مرکز تھا
جہاں میں آج وہی اک مقام روشن ہے

زباں وہ لائقِ تعظیم ہے کہ جس پہ مدام
نبی کا نام، خدا کا کلام روشن ہے

بسی ہے یاد محمدؐ کی روشنی جس میں
وہ دل خدا کی قسم ہے، مدام روشن ہے

سوائے اسکے سبھی تیرگی میں ڈوب گئے
بس اک خدا کے نبیؐ کا نظام روشن ہے

جو اُن کے نام سے نسبت ہے اے راہی
تو دور دور ہمارا بھی نام روشن ہے

شبنم سبحانی

پیدائش :-

پتہ :- لالہ کا پوروہ۔ سلطان پور یوپی

اے رسولِ کریم !
آپ کی یہ عنایت ہے بے حد عظیم
زندگی کا ہمیں وہ سلیقہ دیا
جس سے ایوانِ انسانیت کا ہر اک طاق روشن ہوا
بے سہاروں کو ایسا سہارا ملا
حوصلہ بے نواؤں کو ایسا ملا
قلبِ انسانیت پھر دھڑکنے لگا
آدمی کا مقدر چمکنے لگا
ابنِ آدم کو اس روئے گیتی پہ ایسی فضیلت ملی
بن گیا باعثِ رشک وہ قدسیوں کے لیے

اے رسولِ کریم !
آپ کے فیض سے
آدمیت کا خوں آدمی کی رگوں میں رواں ہو گیا
ظلم کو ظلم کہنے کی طاقت ملی
جبر پر ٹوٹ پڑنے کی ہمت ملی
پھر سے انساں کو روشن دماغی میسر ہوئی
اتنا توقیرِ آدم کا مینارا اونچا ہوا
آسماں نے اُسے جھک کے بوسہ دیا
شہریاروں کی نخوت ہرن ہو گئی
تاجداروں پہ وہ رعب طاری ہوا
آپ کے در کے سائل سے تھرا اُٹھے

روشنی وہ عطا کی جو سارے صحائف کی ناسخ ہوئی
زندگی ایسی بخشی جسے دیکھ کر موت پر کپکپی آگئی
ایسی تہذیب ایسا تمدن دیا
آج تک جس پہ نازاں ہے نوعِ بشر
لیکن افسوس پھر جہل ایسا مسلط ہوا
ذرہ ذرہ زمیں پر خدا ہو گیا
اے رسول کریم!
آپ نے اپنے قدموں سے جس جاہلیت کا کچلا تھا سر
آج سارے جہاں پر مسلط ہے پھر
آج پھر وحدتِ نوعِ انسان خطرہ میں ہے
آج پھر آدمیت کی پہچان خطرہ میں ہے
آج پھر ساری انسانیت تشنہ لب ہے حضورؐ!
آپ کی رحمتوں کی گھٹاؤں کا ہے منتظر
سارا روئے زمیں
کاش پھر آپ کے طرزِ کردار سے
کاش پھر آپ کے حسن اطوار سے
کاش پھر آپ کے روئے انوار سے
یہ زمیں یہ زماں اور یہ نوعِ بشر
سرخرو سربلند اور سرافراز ہو

احمد رئیس

پیدائش :۔ ـــــــــ ۶ر اگست ۱۹۴۰ء

پتہ :۔ ـــــــــ ۳۔ ڈی۔ ۲۸/۴۵ ناظم آباد، کراچی (پاکستان)

غلام ہیں تو غلامی پہ ناز کرتے ہیں
حضورؐ ہی کی سلامی پہ ناز کرتے ہیں

پئے حصولِ طلب آئے ہیں ترے در پر
ہم اس بلند مقامی پہ ناز کرتے ہیں

ہمارے سامنے ہے اک دیارِ خوش آباد
ہم اس زمیں کی سلامی پہ ناز کرتے ہیں

نسیم کوئے مدینہ اِدھر سے گذری ہے
عروجِ بخت مقامی پہ ناز کرتے ہیں

تمہاری نسبت عالی پہ فخر ہے ہم کو
عطا و لطف گرامی پہ ناز کرتے ہیں

رئیس تم بھی چلو اس دیارِ مولا میں
جہاں کی سب ہی غلامی پہ ناز کرتے ہیں

ناز قادری

پیدائش:۔ ——— ۹ر دسمبر ۱۹۴۰ء

پتہ:۔ ——— قادری منزل۔ مہدحسن روڈ۔ مظفرپور۔ بہار۔ ۳۔ ۸۴۲۰۰

میرے نبی کی ذات ہے شمعِ رہِ ہدیٰ فقط!
اہلِ نظر کے واسطے اسوۂ مصطفیٰ فقط

اپنی عطائے خاص سے حق نے انہیں دیا عروج
فرش سے عرش تک گئے احمدِ مجتبیٰ فقط

بات رسولِ پاک کی مخزنِ علمِ دینِ حق
عقدہ کشائے فکر ہے آپ کا تذکرہ فقط

جتنے بھی ہیں نشانِ راہ باعثِ گمرہی ہیں سب
نقشِ قدم حضورؐ کا اپنا ہے رہ نما فقط

کس لئے کیجئے اختیار اور کوئی طریقِ کار
فکر و عمل سے آپ کے اپنا ہے رابطہ فقط

ہے جو مشیتِ خدا، رحمتِ حق کا آئینہ
حشر میں کام آئے گی آپ کی وہ رضا فقط

موت سے پہلے دیکھ لے وہ بھی نظارۂ حجاز
ناز کی تجھ سے اے خدا ہے یہی التجا فقط

افسر امروہوی

پیدائش:- ۱۹۴۱ء

پتہ:- مغل گیٹ۔ چاہ غوری۔ امروہہ۔ یوپی۔

شوق کی پہلی نشانی ہے مرے آقا کی ذات
لفظ کُن کی ترجمانی ہے مرے آقا کی ذات

ذاتِ رب العالمیں دریائے رحمت بالیقیں
اور دریا ہی روانی ہے مرے آقا کی ذات

بے حجابانہ ملا ہے قربت حق کا شرف
ہاں جوابِ لن ترانی ہے مرے آقا کی ذات

ایک ہی پیکر میں سارا حسن ہے کونین کا
حیرتِ بہزاد و مانی ہے مرے آقا کی ذات

دیکھئے تو ارضِ طیبہ پر ہیں قدموں کے نشاں
سوچئے تو آسمانی ہے مرے آقا کی ذات

غیر ممکن ہے کہ پروانہ نہ ہو اور شمع ہو
میرے ہونے کی نشانی ہے مرے آقا کی ذات

دہر میں سایہ نہ تھا یا تھا یہ تم جانو مگر
حشر میں تو سائبانی ہے مرے آقا کی ذات

لوگ مجھکو معتبر کہنے پہ یوں مجبور ہیں
معتبر ہے جانی مانی ہے مرے آقا کی ذات

ڈاکٹر مجیب الرحمٰن بزمی

پیدائش:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳/ جون ۱۹۳۱ء

پتہ:۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہومیو شفا خانہ۔ رحمت کالونی۔ ڈورنڈا۔ رانچی

نازشِ یزداں، فخرِ رسولاں، ذاتِ مکرم کملی والے
عرش کے جلوہ، نور کے پیکر حُسنِ مجسّم کملی والے

چھوٹ جبیں کی صبحِ ازل ہے زلف کا پرتو شامِ ابد ہے
افضل و اعلیٰ، اوّل و آخر عرش کے محرم کملی والے

دشمن پر بھی چشمِ عنایت سب کے لئے پیغامِ محبت
ظاہر و باطن دونوں یکساں خلق کے ہمدم کملی والے

اسمِ مبارک چارۂ غم ہے دنیا پر اک خاص کرم ہے
وجہِ دو عالم کملی والے جانِ دو عالم کملی والے

ہادیٔ برحق، رہبرِ کامل، شافعِ محشر، زینتِ محفل
نازِ سلیمانؑ، حسرتِ عیسیٰؑ نازشِ آدمؑ کملی والے

خالق کا فرمان سنایا فرقوں کو اک کنبہ بنایا
کیسے نہ بجھتا شعلۂ نفرت پیار کی شبنم کملی والے

ہجر کی آگ سے روشن سینہ آنکھوں میں تصویرِ مدینہ
اتنا بتا دو بزمی جھیلے کیسے شبِ غم کملی والے

انیسؔ منیری

پیدائش :- ۱۷؍جولائی ۱۹۴۱ء
پتہ :- انصار نگر۔ رکھیال روڈ۔ احمد آباد۔ ۲۳

یا شاہِ ختم المرسلیں ہے آپ کا ثانی نہیں
محبوب رب العالمیں ہیں سرورِ دنیا و دیں
اے تاجدارِ اولیں! ہیں آپ شاہِ آخریں
شیریں دہن شیریں زباں نے جیسے نبات و انگبیں!
موصوف مازاغ البصر تا منتہیٰ سدرہ نشیں
پابند خدمت کے لئے سارا زماں ساری زمیں
حاضر صفِ خدام میں ہوتے ہیں جبریل امیں
عزم و ارادہ آپ کا صد آفریں صد آفریں
نرغہ ہے اعدا کا مگر ہوتے نہیں ہیں خشمگیں!
اللہ رے علم و آگہی یعنی نگاہِ پیش بیں!
اے وارثِ ہر دو جہاں دونوں جہاں زیرِ نگیں
کون و مکاں زیرِ قدم زیرِ قدم عرشِ بریں
جو رحمتیں طیبہ میں ہیں دیکھیں کسی نے کب کہیں

کہہ دے انیسِؔ بے نوا
ہیں آپ ہی دینِ مبیں!

ریاض حسین چودھری

پیدائش:۔ ——— ۸ نومبر ۱۹۴۱ء

پتہ:۔ ——— پوسٹ بکس ۶۱۶ سیالکوٹ (پاکستان)

روشنی کا سفر، سوئے ارض و سماں تیرے ہونے سے ہے
ہر بلندی کی قسمت میں غارِ حرا تیرے ہونے سے ہے

تیری معراج، فکر و نظر کے لیے، عظمتوں کا ہدف
علم تحقیق میں آج بھی ارتقا تیرے ہونے سے ہے

زندگی کو جو مفہوم تو نے دیا، معتبر ہے وہی
یہ وجود و عدم کا ہر اک فلسفہ تیرے ہونے سے ہے

ذہن انساں ہے تشکیک کی گرد میں گم مگر یا نبیؐ
قصرِ ایماں میں ایقان کا رتجگا تیرے ہونے سے ہے

روزِ میثاق وہ محفلِ انبیاء میں ترے تذکرے
بندگی کا فریضہ ازل سے ادا تیرے ہونے سے ہے

دائمی امنِ عالم کا مژدہ رقم ہے افق در افق
مختصر ساعتِ ناروا کی قبا تیرے ہونے سے ہے

تیری دہلیز سے پھوٹتی ہے کرم کی کرن یا نبیؐ!
یا نبی خیر و رحمت کا ہر سلسلہ تیرے ہونے سے ہے

شہرِ شب کے مقفل دریچے کھلے عید میلاد پر
پر فشاں رنگ و بو کا ہر اک قافلہ تیرے ہونے سے ہے

ہر صدی کی جبیں پر جو لکھا ہوا ہے، ترا نام ہے!
ہر زمانے کے انسان کو حوصلہ تیرے ہونے سے ہے

داستانِ تشنگی کی ریاض اپنے ہونٹوں پہ لکھے گا کیا
عالمِ وجد میں یہ جو کالی گھٹا تیرے ہونے سے ہے

حُسین سحر

پیدائش:۔ ——— ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۴۲ء
پتہ:۔ ——— A - 265 چاہ بوہڑوالا۔ ملتان (پاکستان)

سرچشمۂ انوار ہے خوشبو کا خزینہ
شہروں میں کوئی شہر اگر ہے تو مدینہ

ہے ختمِ رُسلؐ ذات تری اے شہِ بطحا
کونین انگوٹھا ہے اگر تُو ہے نگینہ

ہر سانس ہے تیری دلِ دارین کی دھڑکن
اسرارِ الٰہی کا ہے مخزن ترا سینہ

تاروں سے فزوں خاک ترے نقشِ قدم کی
ہے مشک ترے جسمِ مطہر کا پسینہ

کیا گنبدِ خضرا کی ہے رفعت کا ٹھکانہ
یہ عرشِ الٰہی کی تجلی کا ہے زینہ

اعجاز ہے یہ رحمتِ عالم کی نظر کا
کافور ہوئی تیرگیٔ نخوت و کینہ

اشکوں سے وضو کر کے لکھوں نعتِ پیمبرؐ
اللہ! عطا ہو مجھے مدحت کا قرینہ

شاید کہ درِ شہؐ پہ رسائی کا سبب ہو
یہ آہِ سحر میری مرا سوزِ شبینہ!

صابر گوالیاری

پیدائش :- ــــــــــــــ ۷ر نومبر ۱۹۴۲ء

پتہ :- ــــــــــــــ 65. E. ایل. آئی. جی کالونی اندور - ۱۱-۴۵۲۰۰ (مدھیہ پردیش)

رحمتِ عالم اِدھر بھی ہو عنایت آپ کی
آج پھر مائل بہ پستی ہے یہ اُمت آپ کی

لوگ کہتے ہیں اُسے دنیا میں جنت مِل گئی
خواب میں جس کو نظر آجائے صورت آپ کی

روشنی ہی روشنی پھیلی عرب سے تا عجم
کس قدر پُر نور ہے شمعِ ہدایت آپ کی

دینِ حق کو آپ نے تکمیل پر پہنچا دیا
آخری پیغامِ حق ٹھہری نبوت آپ کی

آئے ہیں دنیا میں جنت سے کہ دیکھیں آپ کو
اب ہمیں جنت بھی مِلجائے بدولت آپ کی

آپ کے کِردار کی عظمت کا سکہ دل پہ ہے
یعنی ہر انساں کے دل پہ ہے حکومت آپ کی

لے چلے تھے سوئے دوزخ کھینچ کر جس کو گناہ
لے گئی جنت کی جانب اُس کو رحمت آپ کی

آپ کے نقشِ قدم دیکھے گئے ہیں عرش پر
صابر خاکی کہاں سمجھے گا عظمت آپ کی

انصر علی انصر

پیدائش :- ________ ۵ ؍اپریل ۱۹۴۳ء
پتہ :- ________ ۱۴۔ گورونانک پورہ۔ گوجرانوالہ۔ پاکستان

اِتنا بینائی کے قیاس میں ہے۔
روشنی نور کے لباس میں ہے

اُن کی آمد بھی ابرِ رحمت ہے
ذرہ ذرہ اسی سپاس میں ہے

برگزیدہ ہیں وہ خدا کے بعد
بات محکم مرے حواس میں ہے

اُنکی آمد کی صدیوں پہلے نوید
صاف انجیلِ برنا باس میں ہے

ہیں فقط وہ ہی شافعِ محشر
بات ایمان کی اساس میں ہے

انصر ایک جرعہ اُن سے کاش ملے۔
ایک لذت سی اِس پیاس میں ہے

شمیم یوسفی

پیدائش:- ۱۵/ جولائی ۱۹۴۳ء

پتہ:- محلہ۔ قاضی ٹولہ۔ نزد سرائے مسجد، آرہ۔ ۸۰۲۳۰۱ (بہار)

انھیں کا صدقہ ہیں ساری چیزیں یہ روز و شب کا نظام کیا ہے
ازل سے قرآں بتا رہا ہے، نبیؐ کا میرے مقام کیا ہے

وہ فتح مکہ کا واقعہ تو زمانہ! تجھ کو بھی یاد ہوگا
یہی تو تاریخ کہہ رہی ہے کہ درس امن و سلام کیا ہے

گلِ محبت کی جیسے خوشبو مشام جاں میں اتر رہی ہو
یہ دشمنوں سے بھی جا کے پوچھو مرے نبیؐ کا کلام کیا ہے

وہیں سے چلتی ہیں جب ہوائیں تو پھول کھلتے ہیں ہر چمن میں
نسیم طیبہ بتا رہی ہے کہ فصلِ گل کا خرام کیا ہے

ذرا سا باہر نکل کے دیکھو تو ہر قدم پہ ہے اک تفاوت
نبیؐ کے پرچم تلے جو آئے تو شاہ کیا ہے، غلام کیا ہے

سحر کی ضو پاشیاں ہوں جیسے ہر ایک جانب سے قلب و جاں پہ
یہ حاجیوں سے ہی جا کے پوچھو کہ شام بیت الحرام کیا ہے

شمیم نعتِ نبیؐ جو پڑھ کر اٹھا تو مجھ سے کہا کسی نے
خدائے واحد ہی جب پڑھے ہے، ترا درود و سلام کیا ہے

سجّاد مرزا

پیدائش :- ۸ فروری ۱۹۴۴ء
پتہ :- 2۔ گوبند گڑھ گوجرانوالہ ۵۲۲۵۰ (پاکستان)

آئے ہیں وہ دنیا میں صد رنگ ضیا لے کر
پیغام ہدیٰ لے کر، بُرہان خدا لے کر

کب مجھ کو بلائیں گے وہ شہرِ محبت میں؟
ایسا بھی کوئی مژدہ، آ بادِ صبا لے کر

ہو جائے کرم آقا! رکھ لیجے بھرم آقا!
مدّت سے میں پھرتا ہوں کشکولِ دعا لے کر

تشریف کبھی لائیں، آباد ہو تنہائی
بیٹھا ہوں تصور میں، میں غارِ حرا لے کر

سرکار کی گلیوں میں یہ عمر گزر جائے
بھٹکوں گا کہاں تک میں، یہ بارِ انا لے کر

سب روگ مٹیں میرے، حاصل ہو سکوں دل کو
طیبہ سے ہوا آئے گر خاکِ شفا لے کر

سجّاد بھی پہنچے گا دربارِ رسالت میں
آنکھوں میں گہر لے کر، ہونٹوں پہ ثنا لے کر

عادل فاروقی

پیدائش:- ۱۱ نومبر ۱۹۴۴ء

پتہ:- رام سیتو جونا لوکھنڈ بازار۔ مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳ (مہاراشٹر)

جہاں جہاں چمن نکھرا ہوا ہے
وہاں ہر راستہ مہکا ہوا ہے

یہ کون آیا کہ جس کی تمکنت سے
نظامِ بت کدہ سہما ہوا ہے

کبھی اک نور کی بارش ہوئی تھی
اُجالا آج تک پھیلا ہوا ہے

مٹا دینے کی دُھن میں روشنی کو
اندھیرا ہر جگہ رسوا ہوا ہے

تصور میں جھلک دیکھی تھی اُن کی
نہ جانے جب سے مجھکو کیا ہوا ہے

بڑھی رفتار جب بھی دھڑکنوں کی
رگِ جاں سے گذر ان کا ہوا ہے

یہی ہوگی شبِ معراج عادلؔ
تبھی تو وقت بھی ٹھہرا ہوا ہے

ظفر ہاشمی

پیدائش:۔ ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء

پتہ:۔ ایل۔ ۱۵/ ۱۰۴ روڈ نمبر ۳۔ بی۔ ایچ ایریا۔ کدما۔ جمشید پور۔ ۵۔۔۸۳۱

آپ سب کے لئے روشنی کے جہاں مصطفےٰ مصطفےٰ
اُمتی ہوں مگر ہو گیا ہوں دھواں مصطفےٰ مصطفےٰ

آپ کا نور آدم کی پیشانی پر حق نے جب لکھ دیا
تو زمیں و زماں ہو گئے ضو فشاں مصطفےٰ مصطفےٰ

آپ آئیں گے اس کی بشارت ہیں کتنے نبیوں نے دی
ذکر ہوتا رہا تا زمیں آسماں مصطفےٰ مصطفےٰ

آپ کے نام سے دین اسلام کی شمع روشن ہوئی
ختم بھی آپ پر ہو گئی داستاں مصطفےٰ مصطفےٰ

کوئی بھائی نہیں، کوئی ساتھی نہیں، کون لے گا خبر
سرورِ دو جہاں، والیِ بے کساں، مصطفےٰ مصطفےٰ

آپ کرتے ہیں سیراب امت کو اپنی حبیب خدا
میں تڑپتا رہوں لے کے سوکھی زباں مصطفےٰ مصطفےٰ

اپنے مقصد میں کب میں ظفریاب ہوں گا مجھ کو معلوم کیا
دیجئے کچھ پتہ، سنئے آہ و فغاں مصطفےٰ مصطفےٰ

اختر و امق

پیدائش :۔ ۲۴ / جون ۱۹۴۵ء
پتہ :۔ B/۱۰۶ عیدگاہ ہل، نزد شبستان کوٹھی۔ بھوپال ۔۴۶۲۰۰۱

جو کچھ بھی ہے جہاں میں محبت ہے آپؐ کی
یہ زندگی بھی کیا ہے عنایت ہے آپؐ کی

شاہ مدینہ فخرِ عجم، اور عرب ہیں آپؐ
آپ افضل انبیاء ہیں ہیں محبوب رب ہیں آپؐ
تخلیق کائنات کا واحد سبب ہیں آپؐ
اور روح کائنات بھی رحمت ہے آپؐ کی

دُنیا کو آگہی کا سبق آپؐ نے دیا
مرنے کا درس جینے کا حق آپؐ نے دیا
قرآن کا ایک ایک ورق آپؐ نے دیا
واللہ سب سے بڑھ کے سخاوت ہے آپؐ کی

شمس الضحیٰ بھی آپ ہیں بدرالدجیٰ بھی ہیں
مشفق بھی مہربان بھی حاجت روا بھی ہیں
مشکل میں کوئی آئے تو مشکل کشا بھی ہیں
دنیا کو کتنی سخت ضرورت ہے آپؐ کی

اتنی سی بات جان لے انسان اور بس
پیش نظر ہو آپؐ کا فرمان اور بس
اس کے سوا نہیں ہے کچھ ایمان اور بس
قرآن میں ہے جو وہی سیرت ہے آپؐ کی

اقبال مرزا

پیدائش:۔ ـــــــ ۶راگست ۱۹۴۵ء

پتہ:۔ ـــــــ کاپخ کی مسجد جمال پور احمد آباد

شرف ملا ہے یہ مجھکو خدا کی رحمت سے
جُڑا ہے سلسلہ میرا نبیؐ کی امّت سے

ہو عزم پختہ تو ملتی ہے منزلِ مقصود
یہ راز ہم پہ کھلا ہے نبیؐ کی ہجرت سے

خدا کے بعد تو سجدہ روا نہیں لیکن!
جھکا ہے دل درِ والا پہ صد عقیدت سے

صحابہ صورتِ زیبا کو دیکھ کے خوش تھے
ہم آج فیض اٹھاتے ہیں حُسن سیرت سے

مرے وقار پہ ہے اوجِ آسماں صدقے
مجھے عروج ملا ہے نبیؐ کی مدحت سے

خلوصِ دل سے چلو اُس کی راہ پہ مرزا
گلے لگایا ہے جس کو بڑی محبت سے

فراز حامدی

پیدائش:۔ ــــــــــــ ۱۲؍جولائی ۱۹۴۶ء
پتہ:۔ ــــــــــــ امانی شاہ روڈ۔ شاستری نگر۔ جے پور۔ ۳۰۲۰۱۶

تقدیر کا ستارہ جس دم تھا ماند عرب کا
ہر سمت نور پھیلا چمکا جو چاند عرب کا

ظلمات کفر کی پھر ٹھہری نہ اُسکے آگے
ہر دل میں ہر زباں پر چرچے تھے روشنی کے
ہر رہگذر تھی روشن جاگا نصیب سب کا
چمکا جو چاند عرب کا

توڑا اُسی نے آ کر حیوانیت کا رشتہ
جوڑا اُسی نے آ کر انسانیت کا رشتہ
نام و نشاں مٹایا ہر ظلم ہر غضب کا
چمکا جو چاند عرب کا

یہ حسن یہ سلیقے، یہ طور یہ طریقے
واقف کہاں تھی دنیا ان سے فراز پہلے
بخشا ہے فیض اُسی نے تہذیب کا ادب کا
چمکا جو چاند عرب کا

نذیر فتح پوری

پیدائش:۔ ــــــــــــــ یکم دسمبر ۱۹۴۶

پتہ:۔ ــــــــــــ مدیر۔ اسباق۔ سائرہ منزل۔ B/۱۰۲ /۲۳۰ وہان درشن بھگاوں پونہ ۴۱۱۰۲۳

(۱)

کیا خوب یہ رشتے ہیں
اُن کا ہوں شیدائی
جو رب کے چہیتے ہیں

(۲)

تعریف محمدؐ کی
کرتا ہے قرآن خود
توصیف محمدؐ کی

(۳)

کیا میرے مقدر ہیں
پیاس کا ٹکڑا ہیں
وہ میرے سمندر ہیں

(۴)

میں کون ہوں میں کیا ہوں
اُن کا ہوں دیوانہ
بس اتنا سمجھا ہوں

(۵)

جو چاند کا ہالا ہے
اسم محمدؐ کی
برکت کا اجالا ہے

(۶)

تائید کریں گے ہم
قول محمدؐ کی
تقلید کریں گے ہم

(۷)

فیضان محمدؐ کا
سارے زمانے پر
احسان محمدؐ کا

(۸)

پلکوں سے چھوؤ اُن کو
خوشبو کا سایہ وہ
محسوس کرو اُن کو

(۹)

اس بار یہ سوچا ہے
آؤں گا روضے پر
یہ دل کا تقاضہ ہے

محمد احمد بقا

پیدائش :- یکم جنوری ۱۹۴۷ء

پتہ :- محلہ سرائے کہنہ، امروہہ (یو پی) ۲۴۴۲۲۱

بنائے ارض و سما کو دیکھو۔ زمیں پہ عرش علی کو دیکھو
کمالِ دستِ خدا کو دیکھو۔ محمد مصطفےٰ کو دیکھو

فزوں ہے اس سے وقارِ منبر، خطابتوں پہ فرشتے ششدر
وہ لفظ و معنی کا ایک قلزم۔ لبانِ صادق پہ اُسکی گوہر
تمام اس پر فصاحتیں سب۔ نثار اس پر بلاغتیں سب
خطیب معجز ادا کو دیکھو۔ محمد مصطفےٰ کو دیکھو

وہ کارگاہِ جہاں میں یکتا، نہیں ہے ہمسر کوئی بھی اُس کا
متاعِ لوح و قلم وہی ہے۔ وہ ایک منشا ہے لفظ کُن کا
ہے واصف خلائے برتر۔ سلام آئین فلک ہے اُسپر
وقار ارض و سما کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

حرا سے لیکے وہ نور آیا۔ سیاہ شب کا غرور ڈھایا
لبوں پہ بانگ اذاں تھی اُس کے دہن میں حق کی زباں لایا
فرازِ عظمت پہ جو کھڑا ہے عروج آدم کی انتہا ہے
زمیں پہ نور خدا کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

حروف اُس کے لغات اسکی۔ نگاہ میں شش جہات اُس کی
نوازشوں کا سحاب جیسا۔ محیطِ عالم ہے ذات اُسکی
سروں پہ رحمت کا سائباں ہے وہ سارے عالم پہ مہرباں ہے
شفیع روزِ جزا کو دیکھو محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

ہر ایک لفظِ نمود اُس کا۔ غلاف قرآں وجود اُس کا
نماز اس کی سجود اسکے قیام اس کا قعود اس کا
وہ سارے سچوں میں ایک سچا، تمام اچھوں میں ایک اچھا
جو چاہو سب انبیاء کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

وہ ناطقانِ جہاں کا افسر، وہ سب سے اعلیٰ وہ سب سے بڑھکر
خموشیاں اُس کی سب نوافل کلام اُسکا کلام داور
زمیں بھی اس کی فلک بھی اس کا اسی کی دنیا اسی کی عقبیٰ!
نگار غارِ حرا کو دیکھو محمد مصطفےٰ کو دیکھو

مقربوں میں فرشتے اُس کے اور ہم نشیں اُسکے سارے اچھے
وہ رہروانِ طلب کی منزل خدا کے جادے ہیں اُسکے رستے
ہر ایک نقش اس کا جاوداں ہے وہ ذاتِ واحد میں کارواں ہے
عظیم تر رہنما کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

نوید امن و نجات لایا و ضابطۂ حیات لایا
قرآن لایا حدیث لایا لبوں پہ قند و نبات لایا
خزاں کے موسم میں فصلِ گل کا نقیب بن کے زمیں پہ اترا
عروج کی انتہا کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفےٰ کو دیکھو

ہر ایک غم کا علاج ہے وہ ہر اک عہد کا مزاج ہے وہ
ہر ایک کل میں رہا ہے شامل ہر اک زمانہ کی آج ہے وہ
اسی نے توڑا فسونِ باطل اسی نے بخشا نصاب کامل
حریفِ جور و جفا کو دیکھو۔ محمدؐ مصطفا کو دیکھو

زبیدہ حئی

پیدائش:۔ یکم جنوری ۱۹۴۷ء
پتہ:۔ ۱۱۔ بی۔ شاہی روڈ، شیخوپورہ، پاکستان

نظارۂ بام و در و دیوار بہت ہے
اے شہر تمنا ترا دیدار بہت ہے
پلکوں پہ سجاؤں نہیں کیوں خاک وہاں کی
مسند پہ عقیدت کی یہ دستار بہت ہے
تکتی ہیں ہتھیلی کی دعائیں ترا رستہ
سرکار وسیلہ ترا درکار بہت ہے
دیتا ہے ہر اک سانس ازل سے یہ گواہی
دنیا کو تو ہی قافلہ سالار بہت ہے
کیا غم ہے اگر لفظ مرے ساتھ نہیں ہیں
یہ عجز بھی اے حسرتِ اظہار بہت ہے
احساس میں ٹھنڈک ہے مدینے کی عجم تک
پھیلاؤ میں نسبت ارم آثار بہت ہے
ہر سمت مہکتی ہے ترے نام کی خوشبو
لفظوں میں پرونا اسے دشوار بہت ہے
مہکے تری دہلیز سے چھو کر مرا پیکر
جاں میری اِس ارمان میں سرشار بہت ہے

دیتی ہے تری آس سہارا مرے آقا
ورنہ تو زبیدہ یہاں نادار بہت ہے

اقبال ہاشمی

پیدائش:- ۱۶ جون ۱۹۴۷ء

پتہ:- ۱۸/۲/۸۸۸/۱۰/۳۳۲ - فلک نما - حیدر آباد ۵۰۰۰۵۳

کہنی ہے نعت شانِ رسالت مآب میں
اسلوب ڈھونڈتا ہوں میں اُمّ الکتاب میں

نورِ نبیؐ سے نور ہوا آفتاب میں
ہے روشنی اسی کی شبِ ماہتاب میں

دیدار کا سوال ہے اُن کی جناب میں
ممکن ہے وہ نواز دیں مجھ کو جواب میں

دیوانہ نام لے کے نبیؐ کا نکل گیا
دانا الجھ رہا ہے عذاب و ثواب میں

میں نے تڑپ کے جب بھی پکارا ہے آپؐ کو
دل کو مرے سکون ملا اضطراب میں

ظاہر خدا نے کر دیا اپنے حبیبؐ کو
لیکن خود اپنی ذات کو رکھا حجاب میں

حسانؓ کا کلام جہاں سن رہے ہوں آپؐ
اقبال ہاشمی ہے وہاں کس حساب میں

ڈاکٹر اشفاق انجم

پیدائش:- ________ ۱۹۴۸ء

پتہ :- ________ ۷۴۹ - نیا پورہ - مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

ظلمتوں میں بھنور رکھ دیا
ہر صنم توڑ کر رکھ دیا

جب کہا، یا محمدؐ، مدد
بادباں پر بھنور رکھ دیا

اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں
ان کے قدموں پہ سَر رکھ دیا

چوم کر نقشِ پائے نبیؐ!
چشمِ تر نے گُہر رکھ دیا!

پہنچے افلاک پر جب نبیؐ
ہر فرشتے نے پَر رکھ دیا

میں یہاں دل مدینے میں ہے
درمیاں میں سفر رکھ دیا

سایہ کملی کا پایا جہاں
دھوپ نے اپنا سر رکھ دیا

فکر عاجز ہے توصیف میں
تھک کے سجدے میں سر رکھ دیا

اور انجمؔ کی اوقات کیا؟
دل، سرِ رہ گذر رکھ دیا

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی

پیدائش:- یکم جولائی ۱۹۴۸ء
پتہ:- پوسٹ گریجویٹ ڈپارٹمنٹ آف اردو، بھاگلپور یونیورسٹی، بھاگلپور (بہار)

بحرِ ظلمت میں یا محمدؐ
ہے آپ ہی کا بس اک سہارا
فیوضِ شبنم کی خنکیوں سے
عذارِ گل ہے
لگی ہے بہت جھڑ سے
آگ غم میں
اندھیرا بڑھتا ہی جا رہا ہے
جو آشکارا ہے یا پیمبرؐ
ہم عاصیوں کے تم ہی مسیحا
تمہارے دم سے ہے ضو فشانی

ڈاکٹر معصوم شرقی

پیدائش :________ ۴/نومبر ۱۹۴۸ء

پتہ :________ مقام و پوسٹ۔ آر۔ ایل۔ بی۔ لین ۲۴/پرگنہ ۷۴۳۱۹۴ (شمالی کلکتہ)

یا محمدؐ کیا بیاں ہو مجھ سے عظمت آپؐ کی
خالقِ کونین جب کرتا ہے مدحت آپؐ کی

رشک سے دیکھا زمیں کو ساکنانِ عرش نے
آمنہؓ کے گھر ہوئی جس دم ولادت آپؐ کی

عرش پہ پہنے ہوئے نعلین پہنچے مصطفےٰؐ
مرحبا صلّے علیٰ یہ شان و شوکت آپؐ کی

آفتابِ حشر سے ہوگا اُسے کیا پیچ و تاب
جس کے سر پر سایہ افگن ہوگی رحمت آپؐ کی

کیجیے چشمِ کرم اے دو جہاں کے بادشاہ
رنج و غم میں مبتلا ہے کب سے امت آپؐ کی

دیکھیے پھر ہو رہا ہے وقت کا برہم نظام
یا محمد مصطفےٰؐ پھر ہے ضرورت آپؐ کی

چیر کر موجوں کا سینہ جا کے ساحل سے لگے
جس سفینے پر بھی ہو جائے عنایت آپؐ کی

لاکھ دشمن ہو زمانہ لاکھ مجھ پہ ہو ستم
دل سے جا سکتی نہیں آقا محبت آپؐ کی

آخری حسرت یہی معصوم کی ہے یا حضورؐ
نزع میں بھی سامنے اُس کے ہو صورت آپؐ کی

رؤف خیر

پیدائش :- ۵ رنومبر ۱۹۴۸

پتہ :- ۱۹-۲-۲-۱۰-۹ گولکنڈہ۔ رسالہ بازار، حیدرآباد۔ ۸۔۔۔۔۵ اے پی

اب اپنے لئے بیش نہ کم، آپ کے ہوتے
دیکھیں گے کسی اور نہ ہم، آپ کے ہوتے

گزرے نہ قیامت میں قیامت کوئی ہم پر
ٹوٹے نہ کہیں اپنا بھرم، آپ کے ہوتے

ہر بیج تناور ہے تو ہر شاخ ثمر ور
ہر طرح سے یہ خاک ہے نم، آپ کے ہوتے

ہم اور فقیروں کو بھلا شاہ کہیں گے
اے شاہِ امم شاہِ امم، آپ کے ہوتے

ہم سے کبھی ہوگی نہیں تقلید کسی کی
سر ہوگا کہیں اور نہ خم، آپ کے ہوتے

گردن میں کوئی طوقِ غلامی نہیں رکھتے
ہم آپ کے سر تا بقدام، آپ کے ہوتے

کہتے ہیں سکینت جسے حاصل ہے دلوں کو
آنکھیں کبھی ہوتیں نہیں نم آپ کے ہوتے

اپنے لئے بے فیض ہے کوفی ہو کہ صوفی
آنکھوں میں عرب ہے نہ عجم، آپ کے ہوتے

ہم خیرؔ نہ لکھیں گے کسی کا بھی قصیدہ
ہوگا نہ سُبک سار قلم، آپ کے ہوتے

سردار شفیق

پیدائش :- ـــــــــــــــــ ۲۴ مارچ ۱۹۴۹ء

پتہ :- ـــــــــــــــــ قاسم پورہ۔ مئوناتھ بھنجن ۱-۲۷۵۱ - یو پی

حریمِ شوق میں چشم پُر آب روشن ہے
ترے خیال سے دل کی کتاب روشن ہے

تری کتابِ مجلّد کی ایک آیت سے
علومِ عقل و خرد کا نصاب روشن ہے

دیا تھا تو نے جو ہجرت کی تیرہ راتوں میں
علیؓ کے دیدۂ و دل میں وہ خواب روشن ہے

عطا ہوا ہے تجھے وہ جمالِ نورانی
تری جبیں سے رُخِ آفتاب روشن ہے

نظر کچھ آیا نہ دشمن کی خیرہ آنکھوں کو
یہ غارِ ثور میں کیسا شہاب روشن ہے

عطا ہوئی تھی وہ رفعت کہ آسمانوں میں
نشانِ پائے رسالت مآب روشن ہے

خدائے پاک کا اِس امتِ محمدؐ پہ
نفس نفس کرم بے حساب روشن ہے

الٰہی ہم کو نبوت کا پاسدار بنا
اکیلی شب میں دل مستجاب روشن ہے

شفیقؔ خدشۂ روزِ سیاہ کیا معنی
اگر جبینوں پہ ام الکتاب روشن ہے

سید فخرالدین نیر حمزہ پوری

پیدائش :- ۱۹ر جون ۱۹۴۹ء

پتہ :- حمزہ پور۔ ڈاک خانہ۔ شیرگھاٹی۔ ضلع گیا (بہار) ۸۲۴۲۱۱

اللہ اللہ کیا محمد مصطفیٰ کی شان ہے
اِک خدائی آپ کا تھامے ہوئے دامان ہے

مٹ گئے دنیا سے سارے کفر و باطل کے نشاں
آمدِ خیر الوریٰ کا کسقدر فیضان ہے

دینِ حق روشن ہوا پھیلا اُجالا چار سو
یہ دیکھ کر یہ معجزہ سارا جہاں حیران ہے

ہے وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک ثنا میں آپ کی
آپ کی عظمت کا شاہد مصحفِ قرآن ہے

آپ ہی شمس الضحیٰ ہیں آپ ہی نور الہدیٰ
نور کا سایہ نہیں ہوتا یہی پہچان ہے

مرحبا کنکر نے بھی کلمہ پڑھا ہے آپ کا
آپ کے اِس معجزے پر جان و تن قربان ہے

ایک دنیا کو دیا درسِ وفا اسلام نے
یہ نظامِ مصطفیٰ کی دین ہے احسان ہے

کُلُّ مُؤمِنٍ اِخوَۃٌ کا درس دُنیا کو دیا
یہ شہنشاہِ دو عالم کا بڑا احسان ہے

بخش دے گا آپ کے صدقے میں نیرؔ کو خدا
ہے یقیں اس بات کا دل میں بھی یہ ارمان ہے

عبدالاحد ساز

پیدائش:۔ ——— ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۵۰ء

پتہ:۔ ——— زکریا مینور ۱۴۹ یوسف مہر علی روڈ ۔ بمبئی ۔ ۳ ۔ ۰۰۰۰ ۴

اب اس سے بڑھ کے مدینے کی بات کیا کیجے
یہ شہر وہ ہے کہ جس میں رسولؐ رہتے تھے
یہ وہ فضائیں ہیں جن میں وحی اترتی تھی
سنا ہے یاں کی ہواؤں نے جو وہ کہتے تھے
یہ وہ زمین ہے پڑتے تھے جن پہ اُن کے قدم
ہزار نور کے چشمے یہیں سے بہتے تھے

یہ اُن کا مسکنِ رحمت، یہ مسجدِ نبویؐ
جو طالبانِ شفاعت سے رات دن پُر ہے
پسِ حجابِ نفس ہے یہاں پہ پوشیدہ
وہ ذات جو صدفِ کائنات کا دُر ہے
یہ فرطِ جذب و عقیدت، یہ پاسِ شرع و ادب
عجب مقام ہے، یاں کا عجب تاثر ہے

گزر گئیں کئی صدیاں حیاتِ فانی کی
یہاں فلک سے مسلسل ہے رحمتوں کا نزول
گناہگار ہیں تائب کہ ہے شفیع کا گھر
دعا میں محو ہیں عابد، کہ وا ہے بابِ قبول
ہزار شکر کرے بھی تو کم ہے وہ اُمت
عطا ہوا ہے بشیر و نذیر جس کو رسولؐ

یہ اُن کے پہلو میں خوابیدہ اُن کے دو اصحابؓ
رفاقتیں۔ کہ اجل بھی جنھیں چھڑا نہ سکی
وہ اعتماد، وہ ایثار، وہ یقین، وطلب
مثال دوسری تاریخ جس کی لا نہ سکی
وہ سخت کوش مُدبّر، وہ فاقہ مست امیر
کہ شانِ قیصر و کسریٰ جنھیں ہلا نہ سکی

قریب گنبدِ خضرا یہ خواب زار "بقیع"
یہاں کی خاک میں پنہاں ہیں بجلیاں کتنی
قبا کے صحن میں یہ وردِ "آیۂ فُرقاں"
یہاں فضا میں ہیں شیریں مقالیاں کتنی
وہ دُور "اُحد" کے شہیدوں کا مدفن خاموش
"غریب و سادہ و رنگیں" ہے داستاں کتنی

مقامِ شرع سی نازک یہ جالیاں ہیں تو کیا
گزر نہ پائے گا ان سے دلِ حزیں کا پیام
وہ جن کی دید کی امید میں ہے جاں روشن
وہ جن کی یاد سے شیریں ہے تلخیٔ ایام
وہ جن کی دستِ شفاعت میں ہے ہماری نجات
ہزار اُن پہ درود، اُن پہ صد ہزار سلام!

شاہد کلیم

پیدائش:۔ ۱۲؍ جنوری ۱۹۵۱ء

پتہ:۔ دودھ کٹورہ۔ آرہ۔ بہار۔ ۸۰۲۳۰۱

یہ زمیں، آسماں محمدؐ کا
ہر جگہ ہے نشاں محمدؐ کا

کوئی موسم ہو پھول کھلتے ہیں
ہے عجب گلستاں محمدؐ کا

ہے ضرورت تمہیں بصارت کی
معجزہ ہے عیاں محمدؐ کا

ہر صحیفے میں وہ منور ہیں
معتبر ہے بیاں محمدؐ کا

حسنِ مطلق ہیں نورِ مطلق ہیں
کون لے امتحاں محمدؐ کا

ساری دنیا کو ہے فنا لیکن
نام ہے جاوداں محمدؐ کا

قبر میں تیرگی نہیں ہوگی
نور ہوگا وہاں محمدؐ کا

اے صبا اس طرف پکار مجھے
ہے مدینہ جہاں محمدؐ کا

سب کے سب ہیں پناہ میں شاہد
ہر طرف سائباں محمدؐ کا

حیدر قریشی

پیدائش:- ــــــــــــــــ ۱۳ر جنوری ۱۹۵۲ء

پتہ:- AUF der ROOS-7 65795
Hattersheim I GERMANY

اٹھ کر بیٹھ گئے جب آدھی رات ہوئی
پھر "محرابِ تہجد" میں ہر بات ہوئی

بنجر دل میں اُگتی یہ ہریالی سی
مجھ کو گنبدِ خضرا کی سوغات ہوئی

روضے کی جالی کے سامنے کیا آیا
سامنے میرے ساری کائنات ہوئی

روح کا صحرا یوں نکھرا کہ چمک اٹھا
نورِ محمد کی ایسی برسات ہوئی

جانے وہ اک کیسا انوکھا لمحہ تھا
جب ہم جیسوں سے بھی نفیٔ ذات ہوئی

ہم سے "گمراہوں" کی بخشش کا باعث
صرف انھیں کی ذاتِ بابرکات ہوئی

ٹاٹ ایسا دل مخمل جیسا کر لائے
مسجدِ نبوی میں اک ایسی بات ہوئی

کملی والے سے اک نسبت کے صدقے
جیت میں ڈھل گئی، جب بھی اپنی مات ہوئی

حیدر اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے

نعت کہی تو ہے، لیکن کب نعت ہوئی

رونق شہری

پیدائش :- ۲۶ ؍اپریل ۱۹۵۲

پتہ :- شاستری نگر۔ دھنباد ۸۲۶۰۲۱

روشن ہو میری ذات کہ ظلمت زدہ رہے
میری نگاہِ شوق میں اُن کی ضیا رہے!
دیکھے نگاہ گنبدِ خضرا کا سبز نور
ہاتھوں میں میرے دامنِ خیر الوریٰ رہے
ایسا ہوا گمان وحی کے نزول پر!
آوازِ مصطفٰے میں خدا بولتا رہے
سب کچھ ہو نذرِ حسنِ انسانیت کے نام
جب تک مرا وجود الم سے بچا رہے
آقا سے کائنات نے پائی ہے روشنی
شمس الضحیٰ رہے، کبھی بدر الدجیٰ رہے
ثانی تو کیا کہ آپؐ کا سایہ نہیں ملا
پھر بھی بشر کی شکل میں جلوہ نما رہے
اس آمنہ کے لال پہ سو رحمتیں نثار
پیہم درود جس پہ خدا بھیجتا رہے!

جب بھی خدا کی سمت ہوا ہی مراجعت
لب پہ ہمارے نام حبیبِ خدا رہے

طرب ضیائی امروہوی

پیدائش:- ۱۹۵۳

پتہ:- کنکوئی - امروہہ - یوپی - ۲۴۴۲۲۱

اثاثۂ کائنات کا نگہدار، اترا تو میں نے دیکھا
حرا سے جب وہ پیمبرِ ذی وقار اترا، تو میں نے دیکھا

جبینِ گیتی پہ، عظمتوں کا منار اترا، تو میں نے دیکھا
جھلستے ریگِ عرب پہ جب، آبشار اترا، تو میں نے دیکھا

زمیں سے تا آسماں، ہواؤں میں، خوشبوئیں رقص کر رہی ہیں
خزاں رسیدہ جہاں میں، اک گلعذار اترا، تو میں نے دیکھا

یہ مہرِ تاباں، یہ ماہ و انجم، خجل ہوئے، تابشِ بشر سے
بشر کے پیکر میں، نورِ پروردگار اترا، تو میں نے دیکھا

جفا پرستی تھا جن کا شیوہ، وفا کے سانچوں میں ڈھل رہے ہیں
خلوص و مہر و وفا کا آئینہ دار اترا، تو میں نے دیکھا

ہُوا یکایک تمام عالم میں حق پرستی کا بول بالا!
وہ بندۂ حق نما، رسولِ کبار اترا، تو میں نے دیکھا

تجلیات و تمازتِ حق سے، رُوئے زیبا عرق عرق ہے
کسی کے دل پہ، صحیفۂ حق نگار اترا، تو میں نے دیکھا

سسکتی انسانیت کی آنکھوں میں زندگی کی چمک دمک ہے
لئے اک امی جو نسخۂ کامگار اترا، تو میں نے دیکھا

طربؔ بے خودی جو چھائی، ہوئی حقائق کی رُو نمائی
غلط ہے تجزیہ، کہ میرا خمار اترا، تو میں نے دیکھا

رشید انجم

پیدائش:۔ ـــــــــــــــــــ مارچ ۱۹۵۳ء

پتہ :۔ ـــــ ڈیرہ۔ موچیاں۔ شاہکے موڑ۔ تحصیل فیروزوالا۔ ضلع شیخوپورہ۔ پاکستان

ہے دل میں درود اور لب پہ سلام
میں اُن کا غلام ہوں میں ان کا غلام
وہ اللہ کے سب سے ہیں پیارے رسولؐ
ہے خاکِ شفا ان کے قدموں کی دھول
کہ نبیوں میں ہے جن کا اعلیٰ مقام
ہے دل میں درود اور لب پہ سلام
وہ ہر سو زمیں آسماں کے لئے
وہ رحمت ہیں دونوں جہاں کے لئے
ہیں لاتے خدا سے وہ حق کا پیام
ہے دل میں درود اور لب پہ سلام
جو صلِّ علےٰ کا وظیفہ کرے
تو دوزخ سے پھر وہ بھلا کیوں ڈرے
رہے اہل سنت پہ دوزخ حرام
ہے دل میں درود اور لب پہ سلام
وہ محبوب رب ہیں حبیبِ خدا!
ہیں انجم وہی سرورِ انبیاء
محمدؐ ہے جن کا پیارا سا نام
ہے دل میں درود اور لب پہ سلام
میں ان کا غلام ہوں میں ان کا غلام

جانؔ کاشمیری

پیدائش:- ـــــــــــــ ۱۵/اپریل ۱۹۵۳ء
پتہ:- ـــــــــــــ پاکستان

دونوں جہاں کا ایک ہی مرکز بنالیا
آنکھوں کی پتلیوں میں مدینہ بسا لیا

نیکی نہیں ہے دفترِ اعمال میں بجا
یہ بھی کرم ہے مجھ کو خطا سے بچا لیا

سر پر سجائی شوق سے تصویر کھینچ کر
یوں تاج تیرے نقشِ قدم کو بنا لیا

چھو کر نبیؐ کے پائے مبارک کی رفعتیں
غارِ حرا نے اپنا مقدر جگا لیا

چشمہ سا روشنی کا لبوں سے ابل پڑا
میں نے دعا میں نام محمدؐ کا کیا لیا!

ابھرا جو لوحِ دل پہ کبھی روضۂ رسولؐ
بادِ صبا نے مجھ کو گلے سے لگا لیا

اے رحمتِ تمام سخاوت کی خیر ہو
کیوں زندگی بنی ہے نشانِ سوالیہ!

روضہ ہو اپنے پیشِ نظر لازمی نہیں
سوچا جو ارضِ پاک کا سر کو جھکا لیا

یک لخت کس کو پیار گناہوں پہ آگیا
دوزخ کو جا رہا تھا کہ رحمت نے آلیا

فرقت میں شہرِ طیبہ کی جب یاد آگئی
سازِ ہوا پہ اسمِ نبیؐ گنگنا لیا

شک کا خیال کرنا بھی ہے کفر کی طرح
افکار اُن کے ہیں سبھی افکارِ عالیہ

تلخیصِ دو جہاں کا جو آیا کبھی خیال
خاکِ عرب کا ذرہ جبیں پر سجا لیا

اے جانؔ لکھ کے نعت خوشی سے دمک اُٹھا
جیسے قلم نے گوہرِ مقصود پالیا

محمدؐ داؤد املوی واعظ

پیدائش:- ــــــــــــــــ ۲۵ فروری ۱۹۵۴ء

پتہ:- ـــــــــ انجمن فیض پنج رتن مسجد، مومن واڑ، جمال پور، احمد آباد-۳۸۰۰۰۱

موجوں میں آ کے اور بھی کشتی اُبھر گئی
طوفان سوچتا رہا کیسے گذر گئی

ہم عاشقانِ مرسلِ اعظمؐ کا ذکر کیا
میرا نبیؐ جدھر تھا خدائی اُدھر گئی

کتنے عروج پر ہے کسی کو خبر نہیں
دیکھا نبیؐ کو ہم نے جہاں تک نظر گئی

حملہ کیا رسولؐ نے اس احتیاط سے
ایماں کی تیغ کفر کے دل میں اُتر گئی

اُٹھا اُدھر سے شور درود و سلام کا
محبوبِ کبریا کی سواری جدھر گئی

ظلمت کدہ بنی تھی شبستانِ کائنات
آیا مرا نبیؐ تو اُجالوں سے بھر گئی

اعجاز ہے یہ صاحبِ خُلقِ عظیم کا
پھیلا خدا کا دین جہاں تک خبر گئی

داؤد یہ بھی کم نہیں اعجازِ مصطفےٰ
آتے ہی نام لب پہ تکانِ سفر گئی

شیخ اختر حسین اختر

پیدائش:- یکم جون ۱۹۵۴

پتہ:- ۲۴۱۹ - کمہار واڑہ - جمال پور - احمد آباد - ۳۸۰۰۰۱

رب کی تجلّیاں ہیں محمدؐ کی ذات میں
مدحت ہے کبریا کی محمد کی بات میں

بعد از خدا بزرگ تم ہی ہو مرے حضور
ثانی نہیں ہے آپ کا کُل کائنات میں

کیا مرتبہ ہے آپ کا یہ اُن سے پوچھئے
جن کو ملی بشارتِ جنت حیات میں

اک جادۂ حیات ہے دینِ محمّدی
پیغام اتحاد ہے صوم وصلوٰت میں

اے مدّعی! حمیّت وغیرت حضور کی
کیا ولولہ ہے اس مہِ گردوں صفات میں

ہم کو تو خاکِ پائے محمّدؐ کے بالعوض
خوشنودیٔ حیات ملی ہے نجات میں

اختر ہمیں تو خوف نہیں روزِ حشر کا
بخشش ہے اپنی شافعِ محشر کے ہات میں

سید معراج جامی

پیدائش:۔ ـــــــ ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء

پتہ:۔ ـــــــ ڈی۔ ۱۲۔ مینبا آرکیڈ، بلاک۔ ۷۔ گلستان جوہر۔ مین یونیورسٹی روڈ۔ کراچی پاکستان

لذتِ عشق میں دل مگن ہے، حرفِ توصیف میری زباں ہے
ہے تصور میں دربارِ آقا، کیا بتاؤں کہ دل اب کہاں ہے
منکروں سے ذرا یہ تو پوچھو، کس کا قرآن رطب اللساں ہے
کس کی منزل ہے سدرہ سے آگے، زیرِ پا کس کے سارا جہاں ہے
ہم کو دینِ محمد ملا ہے، بخت پر کیوں نہ اپنے ہوں نازاں
ہم گناہوں کے پروردہ کیڑے اور شفاعت کا وہ آسماں ہے
جس کا ثانی نہیں ہے جہاں میں، جس سے بہتر نہیں ہے جہاں میں
جس کا سایہ نہیں ہے کہیں بھی سارے عالم کا وہ سائباں ہے
کیا مقامِ عطا مل گیا ہے، بخت پر رشک کرتے ہیں قدسی
جب بھی چاہوں میں پہنچوں مدینے اب تصور مرا کارواں ہے
وہ ہیں ممدوحِ ربّ العلا بھی، وہ ہیں وجہِ وجودِ دو عالم
ان کی چاہت نہیں اتنی آساں، ہر قدم عشق میں امتحاں ہے
دین و دنیا میں وہ سرخرو ہے، جس نے تم سے رکھی اپنی نسبت
جس نے چھوڑا ہے دامن تمہارا سارے عالم میں وہ بے اماں ہے
بڑھ رہا ہے مرا شوقِ مدحت، پڑھ رہا ہوں میں نعتِ محمد
لوحِ دل پر رقم کر رہا ہوں، اب روانی پہ کلکِ زباں ہے

عاشقانِ محمد سے کہہ دو، تم پہ لازم ہے حفظِ مراتب
دل میں چاہت نہیں ہو تو جامی، مدحتِ مصطفیٰ رائیگاں ہے

کلیم شہزاد

پیدائش:- یکم مئی ۱۹۵۵
پتہ:- ۵۴ - ایم بورے والا - ضلع وہاڑی (پاکستان)

شہرِ نبیؐ کا رُوپ نیارا جب دیکھوں تو بات بنے
چمکے پھر یہ لیکھ ستارا جب دیکھوں تو بات بنے

ان آنکھوں میں خوب سمیٹوں طیبہ کے ہر منظر کو
ملے جو اُن کا پیار، سہارا جب دیکھوں تو بات بنے

بحر سمندر ٹھہری لہریں ہستی غوطے کھاتی ہے
گنبد خضریٰ، آس کنارا جب دیکھوں تو بات بنے

شہرِ مدینہ، بنا نگینہ، میرے نبیؐ کے قدموں سے
رب نے جو ہے نور اتارا جب دیکھوں تو بات بنے

مَن کی دنیا روشن کر لوں میں روضے کی جالی سے
ازلی نور کا بہتا دھارا جب دیکھوں تو بات بنے

ایسا ساتھ نبھا دے آقا طیبہ شہر کو جائیں تو!
ساتھ کلیم ہو درد کا مارا جب دیکھوں تو بات بنے

اسلم حنیف

پیدائش:- ۳؍ جنوری ۱۹۵۶ء
پتہ:- گنور۔ ضلع بدایوں، یوپی۔ ۲۰۲۵۲۲

رشکِ خورشید و قمر تھا روئے ختم المرسلینؐ
تاب تھی کس کو کہ دیکھے سوئے ختم المرسلینؐ

عمر بھر لکھتے رہو پھر بھی رہے گا نا تمام
اس قدر روشن ہے ہر پہلوئے ختم المرسلینؐ

جمع کرتی تھیں پسینہ اس لیے ام سلیمؓ
مشک و عنبر سے سوا تھا بوئے ختم المرسلینؐ

چاند پر جیسے کھنچی ہو کالے بادل کی لکیر
اس طرح تھے آنکھ پر ابروئے ختم المرسلینؐ

دشتِ یثرب کس لیے پھر اپنی قسمت میں نہیں
ربِ کعبہ! ہم بھی ہیں آہوئے ختم المرسلینؐ

بات سیرت کی چلی تو عائشہؓ نے یوں کہا
پاؤ گے قرآں بہر پہلوئے ختم المرسلینؐ

خود عرب کا پہلواں جس کا کوئی ثانی نہیں
دیکھ لی جب طاقتِ بازوئے ختم المرسلینؐ

خود ہی بعدِ سنگ باری نادم و حیران تھے
اہلِ طائف دیکھ کر قابوئے ختم المرسلینؐ

تجھ میں ہمت ہے اگر تو طنز پر بھی صبر کر
اسلم ناداں یہی تھی خوئے ختم المرسلینؐ

اشعر اورینوی

پیدائش:۔ ۱۸؍جنوری ۱۹۵۶ء

پتہ:۔ ۳؍بھیکن پور، بھاگلپور۔ ۸۱۲۰۰۱ (بہار)

نطق خالق گر ہے قرآں نطقِ مولاؐ ہے حدیث
چشم بینا کے لئے رہبر سراپا ہے حدیث

اعتراف یک زباں ہے کُل مذاہب کا یہاں
لم یزل کا نور ہے، قرآں کا پارہ ہے حدیث

بانیٔ اسلام تم ہو، ثانیِ ایمان تم
تم سے زندہ ہے کلام اللہ زندہ ہے حدیث

جو عمل اس پر کرے ہرگز نہ جائے سوئے نار
مومنو کے واسطے جنت کا دعویٰ ہے حدیث

کیا بیاں ہو عظمتِ شانِ ابوطالب جناب
ان کی گودی میں پلا وہ، جسکا جلوہ ہے حدیث

ذکر کل ہے ذکر اوصافِ محمد مصطفیؐ
سیرت محبوب یزداں، ایک شیشہ ہے حدیث

فـراغ روہوی

پیدائش :۔ــــــــــــــــ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۶ء

پتہ :۔ــــــــــــــ ۶۷۔ مولانا شوکت علی اسٹریٹ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

چلو دیکھیں
وہ روضہ کیسا روضہ ہے
جہاں ہر دن
سلامِ کبریا شام و سحر جبریل لاتے ہیں
عقیدت سے
جہاں حور و ملک ہر پل درود و نعت پڑھتے ہیں
جہاں جنّ و بشر کے لب
ثنائے مصطفیٰ میں روز و شب مصروف رہتے ہیں

چلو دیکھیں
وہ چوکھٹ کیسی چوکھٹ ہے
جہاں اکثر شہنشاہ احتراماً سر جھکاتے ہیں
ادب سے چومتے رہتے ہیں جن کو خود فرشتے بھی

چلو دیکھیں
وہ گنبد کیسا گنبد ہے
جسے تکتے ہوئے تھکتیں نہیں آنکھیں
جسے چھو کر ہوا آٹھوں پہر سرشار ہوتی ہے
چھٹک کر چاندنی جس پر ہمیشہ فخر کرتی ہے

چلو دیکھیں
مدینے کا
وہ گوشہ کیسا گوشہ ہے
فضا جس کی ہے پاکیزہ
سماں جس کا ہے نورانی

چلو دیکھیں
وہ گوشہ کیسا گوشہ ہے
جہاں شاہِ اُمم تشریف رکھتے ہیں؟

حافظ محمد عبدالرشید شاہد القادری

پیدائش:- ۲۰ / اکتوبر ۱۹۵۷ء
پتہ:- باہو پبلشرز، مکتبہ سلطانیہ، ۱۹، محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ (پاکستان)

تصور میں سدا میں نے نبی جلوہ نما دیکھا
فقط اس ذاتِ اقدس کو مُعین و جاں فزا دیکھا

کھلی قسمت، ملی راحت، حسیں منظر نظر آیا
نبی قاسم بنے دیکھے، عطا کرتا خدا دیکھا

جمال اُن سا نہیں دیکھا، کمال اُن سا نہیں دیکھا
جہاں بھر سے اُنھیں بڑھ کر حسین و دلربا دیکھا

زمیں اُن کی، زماں اُن کا، مکیں اُن کے، مکاں اُن کا
ملائک کو اُسی در پہ سدا ہم نے فدا دیکھا

اُسی در کی غلامی پر فخر سارے جہانوں کو!
جسے دیکھا، جہاں دیکھا، اسی در کا گدا دیکھا

سبز گنبد فضا نوری، ستوں دلکش، حسیں جالی
مدینہ میں نظاروں کا بڑا ہی جمگھٹا دیکھا

رِدا نوری شفاعت کی، ابر بن کر کیے سایہ
غریبوں بے کسوں مُردہ، حصار و آسرا دیکھا

نبی راضی خدا راضی، خدا راضی نبی راضی
رضائے مصطفیٰ میں ہی سدا راضی خدا دیکھا

پناہ اُن کی سبھی مانگیں، پناہ اُن کی سبھی پائیں
خزانہ ہے گنہ گار و عطاؤں کا کھُلا دیکھا

ترے دل میں کیوں زاہد، بہشتوں کی ہے خواہش
عقیدت سے کبھی تونے، مدینہ کو بھلا دیکھا

قلب روشن ہوا شاہد، کھلی چشم بصیرت بھی
محبت میں سبز گنبد اگر ہو کر فنا دیکھا

احمد حسین مجاہد

پیدائش :- ________ ۱۹۵۹ء

پتہ :- ________ اسسٹنٹ ڈائریکٹر۔ زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان بالاکوٹ ہزارہ

خود اپنی تباہی کا ساماں کیا ہے
ازل سے یہی میں یہی سلسلہ ہے
جو قاتل ہے میرا وہی چارہ گر ہے
مگر میری نسبت بڑی معتبر ہے

جسے امنِ عالم کا غم کھا رہا ہے
وہ بنیا ضعیفوں کا خوں بیچتا ہے
متاعِ یقیں پر اب اُس کی نظر ہے
مگر میری نسبت بڑی معتبر ہے

ازل سے ابد تک کے لمبے سفر میں
فلک سے سمک تک ہر اک خشک و تر میں
عدو یار بن کے شریکِ سفر ہے
مگر میری نسبت بڑی معتبر ہے

نہ ذوقِ تجسس نہ سوزِ دروں ہے
کوئی آرزو اب نہ کوئی جنوں ہے
نہ دنیا کا غم ہے نہ اپنی خبر ہے
مگر میری نسبت بڑی معتبر ہے

ہلالؔ حمزہ پوری

پیدائش:- ـــــــــــــــــ ۱۹۵۹ء

پتہ:- ـــــــــــــــــ حمزہ پور، شیر گھاٹی۔ ضلع گیا۔ بہار ۔ ۸۲۴۲۱۱

وہ جس سے عرش پہ کی تو نے گفتگو مولیٰ
وہی ہے گوہرِ خلقت کی آبرو مولیٰ

جو تیرے بعد ہے دونوں جہان سے افضل
اُسی کے نور سے روشن ہے کو بکو مولیٰ

وہ جس کو ہادیٔ اعظم بنا کے بھیجا تھا
اسی کے نقشِ قدم کی ہے جستجو مولیٰ

بدل گئے ہیں زمانے میں ساغر و مینا!
وہ میکدہ ہے کہیں اب نہ وہ سُبو مولیٰ

میرے نصیب میں یہ سرخروئی تو لکھ دے
ترے حبیبؐ کا روضہ ہو روبرو مولیٰ

ہو جس کے فیض سے شاداب غنچۂ ایماں
اسی نسیمِ سحر کی ہے آرزو مولیٰ!!

فرائض اور سُنن پر جو ہو عمل اپنا
تیری نگاہ میں ہو جاؤں سرخرو مولیٰ

نمازِ زیست یقیں ہے قبول ہو جائے
جو تیری راہ میں ہو خون سے وضو مولیٰ۔

پیامِ احمدِ مختار سے معطر ہو
کلی کلی میں ہو پھر آپ ہی کی بو مولیٰ

تمام عمر فقط حمد اور نعت لکھوں
یہی ہلالؔ کے دل کی ہے آرزو مولیٰ

امام اعظم

پیدائش :- ________________ ۲۰ر جولائی ۱۹۶۰ء

پتہ :- ____ کاشانۂ فاروقی محلہ گنگوارا۔ پوسٹ سارا موہن پور۔ ضلع دربھنگا۔ ۸۴۶۰۰۷ (بہار)

اعظم نبیؐ نہ ہوں تو یہ ایمان کچھ نہیں
پھر راہِ مستقیم کی پہچان کچھ نہیں

پڑھیے درود اپنے نبیؐ پر ہزار بار
آئے نہ ہوتے وہ تو مسلمان کچھ نہیں

اُن کے طفیل دنیا کی نعمت ہمیں ملی
ورنہ خدا کا ہوتا یہ احسان کچھ نہیں!

دنیا بھٹکتی اُن کے بنا ظلمتوں کے بیچ
کام آتا آدمی کا یہ وجدان کچھ نہیں

کم تھے صحابی بدر میں پر تھا نبیؐ کا ساتھ
اس واسطے تھا کفر کا طوفان کچھ نہیں

اپنی نظر میں گنبدِ خضریٰ کا عکس ہو
اس کے سوا تو دل میں ہے ارمان کچھ نہیں

جاوید اشرف فیضؔ اکبر آبادی

پیدائش:- ______ ۲۵؍دسمبر ۱۹۶۰ء

پتہ:- ______ معرفت پرنسپل؍ہیڈ ماسٹر سید عبدالجبار غنی صاحب
نزد مسجد نور، آنند بھون لین۔ راورکیلا (اوڑیسا) ۷۶۹۰۰۱

وہاں خود کو تو لے جا زندگی میں ۔۔۔ سکونِ دل ہے طیبہ کی گلی میں

جو حاصل ہو گئی عشقِ نبیؐ میں! ۔۔۔ کہاں وہ شے دو عالم کی خوشی میں؟

خدا کی اور محبوبِ خدا کی ۔۔۔ نظر آئی محبت آدمی میں

دِلائے گا محلاتِ بہشتی ۔۔۔ نہے گا خون اگر فرضِ نبیؐ میں

کریں ہم جا کے کعبے کی زیارت ۔۔۔ خدایا دن وہ آئے زندگی میں

رُخِ محبوبؐ کا دیدار ہوتا ۔۔۔ نکل جاتا مِرا دم اِس خوشی میں

نہ میں سوتا رہوں بستر پہ شب بھر ۔۔۔ میں جاگوں رات بھر یادِ نبیؐ میں

لکھوں اے فیضؔ نعت مصطفےٰ میں ۔۔۔ دو عالم کی خوشی ہو شاعری میں

آزر نعمانی

پیدائش: ———— ۲۸ ستمبر ۱۹۶۱ء

پتہ: ———— بجوری ٹولہ۔ خسرو باغ روڈ۔ رام پور۔ یوپی۔ ۲۴۴۹۰۱

اُسے دھرتی پہ جنت کا مزہ ہر گام پر آئے
جو شخص اس زندگی میں آپ کا ہی صرف بن جائے

اندھیرا ہجر کا ظلمت غموں کی دُور ہو جائے
خدا اِس بار ایسے نور کی برسات برسائے

مسیحا ذکر احمدؐ کر فقط ذکرِ محمدؐ کر
دوائے ہر مرض ہے اِس سے دنیا بھر شفا پائے

پہنچ کر تم وہاں اے زائرِ طیبہ دُعا کرنا
یہاں آکر ہر اک مومن تمنائے دلی پائے!

تری بخشش کا در ہر دَم کھُلا ہے اے مرے آقا
کوئی دستِ طلب اُٹھے کوئی دامن کو پھیلائے

ہمارے دین اور ایمان کی بنیاد ہے اِس پر
نہ کوئی آپ سا آیا نہ کوئی آپ سا آئے

قسم اللہ کی آزر قسم قرآن کی آزر
محمدؐ مصطفےٰ کو پانے والا کُل جہاں پائے

مختار شاہد عباسی

پیدائش:۔ ـــــــــــ ۴ مارچ ۱۹۶۲ء

پتہ:۔ ــــــ بستی قادر بخش خان عباسی میانوالی قریشیان ضلع رحیم یار خان پاکستان

میں ترے نام پہ قربان مدینے والے
ہے ملاقات کا ایقان مدینے والے

سبز گنبد مری آنکھوں میں بسا ہے ایسے
نہ جلے دل میں کوئی ارمان مدینے والے

آج دریا ہے تلاطم میں خدا خیر کرے
گھر بہا دے نہ یہ طوفان مدینے والے

بھول جاتا ہوں سرِ راہ میں چلتے چلتے
بڑھ گیا ہے مرا نسیان مدینے والے

ایک پل ہجر کا صدیوں کے برابر گزرے
کر لو اپنا مجھے مہمان مدینے والے

اب نہیں چین کہیں ملتا ترے شاہد کو
شہر میں پھرتا ہے حیران مدینے والے

سلیم انصاری

پیدائش :- یکم جولائی ۱۹۶۲ء

پتہ :- ۵۵۹۔ موتی نالہ نیا پل جبل پور ۴۸۲۰۰۲

جب بھی ہونٹوں پہ نامِ نبیؐ آ گیا، پھول کھلنے لگے
زرد موسم اُداسی کا رخصت ہوا پھول کھلنے لگے

رہگزاروں میں بھٹکے ہوئے قافلوں نے ترے نام سے
اپنی سمتِ سفر کو منوّر کیا پھول کھلنے لگے

ذکرِ نعتِ محمدؐ کی خوشبو سے الفاظ میرے معطّر ہوئے
سوچ کر بیکراں دشت میں جا بجا پھول کھلنے لگے

اُن کے قدموں کی خاکِ منوّر کو جب میں نے بوسہ دیا
دُور تک خیر و برکت کے بے انتہا پھول کھلنے لگے

سامنے دیکھ کر جگمگاتا ہوا سبز گنبد ترا
میری آنکھوں سے اشکِ مسرت [illegible] لگے

شاہین فصیح ربانی

پیدائش :- ۱۴ ؍ نومبر ۱۹۶۴ء

پتہ :- ڈی-۱۲- مینار آرکیڈ- بلاک ۷- گلستان جوہر مین یونیورسٹی روڈ، کراچی پاکستان

حرف حرف عزت ہو، لفظ لفظ مدحت ہو
سوچ سوچ ندرت ہو، شعر شعر حرمت ہو
لہجہ لہجہ امرت ہو، صفحہ صفحہ عظمت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

پھول پھول نکہت ہو، نجم نجم رفعت ہو
زیست زیست چاہت ہو، خواب خواب قربت ہو
روح روح مسرت ہو، قلب قلب الفت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

آپ ہی سے نسبت ہو، اس طرح کی قسمت ہو
رنج رنج راحت ہو، درد درد فرحت ہو
چشم چشم حسرت ہو، آپ سے محبت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

سوچ ہو بصیرت ہو، آپ کی سی سیرت ہو
لمحہ لمحہ تسکیں ہو، لحظہ لحظہ راحت ہو
گاؤں گاؤں خوشحالی، شہر شہر جنت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

زندگی کا رستہ ہو، ایک ہی تمنا ہو
ان کے در پہ جانا ہو اور فصیح ایسا ہو
پاؤں پاؤں چلنا ہو، عمر کی مسافت ہو
نعت وہ لکھوں جس میں عجز ہو عقیدت ہو

محمد خورشید اکرم سوزؔ

پیدائش: ــــــــــــــ یکم مارچ ۱۹۶۵ء

پتہ: ــــــ کوارٹر نمبر۔ ایم۔ ۳۷۔ اندرا نگر۔ پوسٹ گھوگس۔ ضلع چندرا پور مہاراشٹر ۴۴۲۵۰۵

میرے آقاؐ! میرے مولیٰ!!
نبیٔ محترم میرے!
تیری اس خیر اُمت کا
عجب اک فرد ہوں میں بھی ـــ؟
تری توصیف کرتا ہوں
تری تعریف کرتا ہوں
مگر جب بات آتی ہے
ترے حکموں پہ چلنے کی
میں آنکھیں موند لیتا ہوں ـــ؟
میرے آقاؐ! میرے مولیٰ!!
نبیٔ محترم میرے ـــ!
عبادت کی کہاں فرصت ملے مجھکو
اطاعت میں کہاں لذت ملے مجھکو
مگر مجھکو یہ دعویٰ ہے
مجھے تجھ سے محبت ہے
عمل کچھ بھی رہے میرا
میری قسمت میں جنت ہے
عجب اک فرد ہوں میں بھی ـــ؟

میرے آقاؐ! میرے مولیٰ!
نبیٔ محترم میرے!
خدا سے التجا ہے یہ
مری اس گمرہی کو دور فرمائے
ترے حکموں پہ چلنے کی
مجھے توفیق مل جائے

صابرہ جوہری

پیدائش:- ــــــــــــــــ ۹ر نومبر ۱۹۶۵ء
پتہ:- ــــــــــــــــ پوسٹ بکس 95 $\frac{17}{183}$ بازار کٹرہ، بھدوہی - ۱-۲۲۱۴

علم و عرفاں کی ہیں کان رسول عربی
مرحبا مہبطِ قرآن رسول عربی
ذاتِ اقدس کی ہے یہ شان رسول عربی
سج گیا عالمِ امکان رسول عربی
آپ ایمان کی ہیں جان رسول عربی
"جان ہو آپ پہ قربان رسول عربی"
دیکھ کر عکسِ جمالِ شہِ افلاک نورد!
آئینہ ہو گیا حیران رسول عربی
اے شہنشاہ فصیحانِ عرب اُمّی لقب!
علمیت آپ پہ قربان رسول عربی
زخم کے بدلے عطا کرتے ہیں رحمت کے گلاب
ہیں عجب صاحبِ فیضان رسول عربی
آپ کے حسن عمل، درس محبت کے طفیل
آدمی بن گیا انسان رسول عربی
آپ کے تلوؤں کی اک لمحہ رفاقت پا کر
خاک بھی ہو گئی ذی شان رسول عربی
آپ کی عظمتِ اخلاق کے آگے آخر
ہو گیا کفر پشیمان رسول عربی

آپ کا لطف و کرم! صابرۂ کم مایہ کو
بخش دی آپ نے پہچان رسول عربی

ضمیر یوسف

پیدائش :- فروری ۱۹۶۶

پتہ :- ۳۸۶/۸۰۲ بیس سی روڈ، پلاٹ نمبر ۵۲۔ بی گارڈن۔ ہوڑہ ۷۱۱۱۰۳

میرے آقا شہہ بطحا!
تمہیں اللہ نے سارے جہاں کے واسطے رحمت بنایا ہے
تمہارے نور سے سارے جہاں کو جگمگایا ہے
وہ فرش و عرش ہو یا چاند سورج کہکشاں سب ہی
تمہارے ذرہ پائے کرم سے جگمگاتے ہیں
تمہاری ہی رسالت کے قصیدے گنگناتے ہیں

میرے آقا شہہ بطحا!
تمہارے پائے اقدس جس جگہ پڑتے ہیں اُس جا پھول کھلتے ہیں
تمہاری اُنگلیوں سے نُور کے چشمے اُبلتے ہیں
شجر تعظیم سے قدموں پہ گر کر سجدہ کرتے ہیں
فلک پر چاند بھی پا کر اشارہ ٹکڑے ہوتا ہے
تمہارے حکم سے ڈوبا ہوا سورج نکلتا ہے

میرے آقا شہہ بطحا!
خدائے پاک نے تم پر کیا قرآن حق نازل
جو دنیا کے لئے آئینہ رشد و ہدایت ہے
جو مومن کے لئے ایمان کا مخزن ہے دولت ہے

میرے آقا شہہ بطحا!
تمہارا دین سب ادیان سے ارفع ہے اعلیٰ ہے
تمہارا راستہ سب راستوں سے صاف سیدھا ہے
تمہاری سیرت پاکیزہ کا قرآن شاہد ہے
تمہاری ذات بعد از حق ہے سب سے افضل و برتر
تمہارا ہر عمل ہی حکم فرمانِ الٰہی ہے

مرے آقا شہِ بطحا!

تمہیں اللہ نے معراج کی دولت عطا کی ہے

شبِ اسریٰ شرفِ دیدار کا بخشا تمہیں ہر راز بتلایا

امام الانبیاء تم ہو وہ آدم ہوں کہ عیسیٰ ہوں سبھوں کے رہنما تم ہو

تمہیں محبوبِ حق کے تمہارے سر پہ ہی رحمت کا وہ تاجِ شفاعت ہے

مرے آقا شہِ بطحا!

جہاں ڈوبا ہوا تھا کفر و بدعت کے اندھیروں میں

ہوئی آمد تمہاری تو خدائے پاک کے احکام سے واقف ہوئی دنیا

مٹا ہر امتیازِ رنگ و نسل و ادنیٰ و اعلیٰ

عرب کے ذرّے ذرّے سے کرن پھوٹی ہدایت کی

تمہارے دم سے ہی انسانیت پہنچی بلندی پر

مرے آقا شہِ بطحا!

نہیں ایسا قلم کوئی تمہاری مدح جو لکھے

تمہاری کر سکے مدحت بشر کی کیا حقیقت ہے

ملائک اور حورانِ بہشتی بھی تمہارا وصف کرتے ہیں

خدا بھی بھیجتا ہے خود درود و پاک جب تم پر

مرے آقا شہِ بطحا!

تمہیں اول تمہیں آخر تمہیں باطن تمہیں ظاہر

تمہاری عظمتوں کو بس خدائے کُل جہاں جانے

شمیم انجم وارثیؔ

پیدائش:۔ ———— ۲۰؍مئی ۱۹۶۶ء

پتہ:۔ ———— دستک میگزین ہاؤل ڈانگہ روڈ، گارولیا۔ ۲۴؍پرگنہ (شمالی) ۷۴۳۱۳۳

خاکِ طیبہ مری آنکھوں کو میسر ہو جائے
اوج پر شاہِ اُمم میرا مقدر ہو جائے

وہ شہنشاہِ زمانہ ہے زمانے والو
جو درِ شاہِ مدینہ کا گداگر ہو جائے

پردہ چہرے سے اٹھائیں تو اُجالا پھیلے
کھولیں گیسو تو فضا ساری معطر ہو جائے

سجدۂ اشک لٹائے گا مرا دل آقا
روضۂ پاک نظر کو جو میسر ہو جائے

غیر آباد مرے قلب کا گوشہ گوشہ
شاہِ کونین کی یادوں سے معطر ہو جائے

ہے یہی عرضِ تمنا کہ قضا سے پہلے
حاضری شاہِ عرب آپ کے در پر ہو جائے

اُن کے تلوؤں سے رہوں میں بھی لپٹ کر اے شمیم
خاکِ طیبہ کی طرح میرا مقدر ہو جائے

محمد شاھد پٹھان

پیدائش:- ________ ۱۰ جولائی ۱۹۶۹ء
پتہ:- ________ شعبہ اردو و فارسی، راجستھان یونیورسٹی۔ جے پور

محمدؐ رہبرِ خلقِ جہاں ہے — محمدؐ افسرِ پیغمبراں ہے

محمدؐ مصدرِ نورِ رسالت — محمدؐ ہی بِنائے کُن فکاں ہے

خدا کے رازداں ہیں بس محمدؐ — محمدؐ کا خدا ہی رازداں ہے

نہ سایہ ہے نہ ان کا کوئی ثانی — رُسُل میں دوسرا ایسا کہاں ہے

قلندر کہتا ہے مجھ کو زمانہ — یہی عشقِ نبیؐ کا ارمغاں ہے

مدینے میں ہے کوئے یارِ یزداں — یہ عظمت خلد میں رضواں کہاں ہے

ہوا ہوں جب سے مشتاقِ محمدؐ — مری نظروں میں ہر عالم عیاں ہے

مسلماں جاں نثارِ دینِ احمدؐ — منافق کشتۂ وہم و گماں ہے

محمدؐ زینتِ عرشِ معلّٰی — محمدؐ آبروئے کُل جہاں ہے

شفاعت کا جہاں چشمہ ہے جاری — دو عالم میں نبیؐ کا آستاں ہے

فرشتے دے رہے ہیں داد پیہم
بہ وقتِ صبح شاھد نعت خواں ہے

افتخار شیفع

پیدائش:- ۱۷، اگست ۱۹۴۳ء

پتہ:- الفردوس، فاضل آباد، شاہراہ راشد، ملتان، پاکستان

پچھلے برس بازارِ عکاظ میں
ابو لہب اپنے عرب کے جواں سال بیٹوں سے
یہ کہہ رہا تھا
"مرا حکم اپنے دماغوں کی لوحوں پہ
کندہ کرالو"
لہو اور شعلے کا بارِ گراں
ابو لہب ابن فلاں بن فلاں
گئے سال بھی اس پُرافتاد میلے کا فاتح رہا تھا
اور اگلے برس بھی اِس پُرافتاد میلے کا فاتح رہے گا
وہ قلب و نظر پر بھی خوف اور دہشت کا
دہرا نشاں بن کے طاری رہے گا
عرب کی اِس اقلیم پر اب اسی کی
جوانی کا سِکّہ ہی جاری رہے گا
اِدھر ثوبیہ
سورۂ نور سے ایک ماہِ منوّر
کو سینے سے لپٹا کے اپنے خدا سے
بصد التجا یہ دعا کر رہی تھی
"خداوند برتر خداوند برتر
اندھیروں کو اک نویدِ سحر دے
وہ جس نورِ اقدس کے سب منتظر ہیں
اسے جلد ہی ہم میں مبعوث کر دے

اشراق حمزہ پوری

پیدائش:۔ ــــــــــــ ۲۹؍مارچ ۱۹۷۶ء

پتہ:۔ ــــــــــــ حمزہ پور۔ ڈاک خانہ شیرگھاٹی۔ ضلع۔ گیا (بہار) ۸۲۴۲۱۱

میرے لب پر بھی ہے ثنائے رسولؐ
میں بھی ہوں عاشقِ ادائے رسولؐ

بھیجتا ہے خدا درود و سلام
دیکھ قرآن میں ثنائے رسولؐ

کتنا خوش بخت ہوگا وہ انسان
جس کو مل جائے خاکِ پائے رسولؐ

ریگ زارِ عرب ہوا گلشن!
جیسے ہی گونجی وہ نوائے رسولؐ

ہوتے فاروق تابعِ اسلام
کتنی پاکیزہ تھی دعائے رسولؐ

روزِ محشر گناہگاروں کا!
ہے شفیع کون اور سوائے رسولؐ

باوضو لکھ تو نعت اے اشراق
بے وضو کیوں لکھے صفائے رسولؐ

اصغر ویلوری

پیدائش:۔ ________________

پتہ:۔ ________________ ۱۹ کمارن نگر۔ مدراس ۸۲ ۔۔۔۶۰۰

رات پُر کیف دن منور ہے
یہ مدینہ ہے جائے سرور ہے

جس پہ آقا کا جسم اطہر ہے
خاک وہ آسماں سے بہتر ہے

عرش سے فرش تک مدینے میں
موجزن نور کا سمندر ہے

کوچہ کوچہ ہوائیں جنت کی
ہر گلی کی فضا معطر ہے

جس نے دیکھا ہے بس وہی جانے
ہر سماں کتنا روح پرور ہے

اب کسی پر نظر نہیں اپنی
اب نظر صرف اُن کے در پر ہے

صرف پھیلاؤ اپنے دامن کو
جو ملیگا وہی مقدر ہے

درِ آقا پہ شاہ یا گدا
کوئی برتر نہ کوئی کمتر ہے

اب کوئی سر پہ ہاتھ کیوں رکھے
ان کا سایہ ہمارے سر پر ہے

ان کے روضے پر موت آجائے
یہ مقدر کِسے میسّر ہے

ہمکو عصیاں کا ڈر نہیں اصغرؔ
کوئی اپنا شفیعِ محشر ہے

امینؔ جامی

پیدائش :- ____________

پتہ :- ____________ ۳/۱۰ کدم نگر۔ بہرام باغ۔ جوگیشوری ویسٹ۔ بمبئی۔۲۔۱۰

مریضِ محبت ہوں مخبرِ دو عالم
مجھے دردِ دل کی دوا کب ملے گی
جو رو رو کے تابِ نظر کھو گئی تو
درِ آستاں سے ضیا کب ملے گی

جمالِ محمدؐ میں کھو جاؤں ایسا
رہے ہوش باقی نہ مجھ کو خودی کا
جو مسرور کر دے جو دیوانہ کر دے
وہ قلبِ جگر کو دوا کب ملے گی

ہے طیبہ کے غم میں یہ معمور سینہ
کہ ہجرِ محمدؐ میں مشکل ہے جینا
یہ سوزِ دروں کی خلش ہے تو یہ ہے
کہ زخموں کو خاکِ شفا کب ملے گی

جلا دے مجھے سوزِ الفت جلا دے
ابھی درد آہوں میں ایسا نہیں ہے
جو تڑپا دے ہر عالمِ رنگ و بو کو
وہ سازِ جگر کو صدا کب ملے گی

جنونِ محبت عطا کرنے والے
دکھا دے مجھے روئے زیبا دکھا دے
امینؔ اب دیارِ مدینے کی مجھ کو
خدا جانے بادِ صبا کب ملے گی!

رشیدہ عیاں

پیدائش:- ____________

پتہ:- ____________ نیو جرسی۔ امریکہ

دونوں جہاں میں سب سے حسیں آپ ہی تو ہیں
پرتو ہے جس کا ماہِ مبیں آپ ہی تو ہیں

کرتے ہیں مہر و ماہ سدا جس سے کسبِ نور
وہ نورِ کُل وہ ذاتِ حسیں آپ ہی تو ہیں

ذروں میں جس کا ذکر ہے تاروں میں جس کا نور
مبدائے حسنِ نورِ مبیں آپ ہی تو ہیں

ہیں مہ جبیں ستارہ جبیں کس طرح کہوں
انوارِ کُل کی وجہِ حسیں آپ ہی تو ہیں

مقصودِ کائنات ہیں مطلوبِ لم یزل
وجہِ قرارِ چرخ و زمیں آپ ہی تو ہیں

رہتا ہے دھڑکنوں میں سدا ذکر آپ کا
لاریب میرے دل کے مکیں آپ ہی تو ہیں

ہر اک شہود میں ہے عیاں پرتوِ وجود
اور اسکی اک مثال حسیں آپ ہی تو ہیں

ڈاکٹر ریاض مجید

پیدائش :-

پتہ :- ________________ پاکستان

طبیعت جب کبھی بھی نعت گوئی پر مچلتی ہے
صدا صلِ علیٰ کی ہر بنِ مُو سے نکلتی ہے

بڑے آداب ہیں اس احترام آبادِ طیبہ کے
یہاں نبض جہاں تیز اور ہوا آہستہ چلتی ہے

وہ جس کا نور حسن افزوئی جنت کا باعث ہے
خوشا قسمت! وہ مشعل میرے طاقِ جاں میں جلتی ہے

اُحد میں مَیں نہ تھا موجود اُن کی ڈھال بننے کو
مری کوتاہئ تقدیر رو رو ہاتھ ملتی ہے

ولائے مصطفیٰ کو ڈھونڈ حلقۂ اہلِ رقت کا
کہ شاخِ نعت اشکوں کی فراوانی میں پھلتی ہے

اُڑوں، بے اختیارانہ مدینے میں پہنچ جاؤں
یہ اک شعلہ سی خواہش جانِ مضطر میں مچلتی ہے

وہ خلدِ خیر ہے سارے رویے خیر کے اُس کے
یہاں ہر راستے سے منزلِ جنت نکلتی ہے

چمک آئی پسِ الفاظ و ماحولِ معانی میں
طلوعِ نعت ہوتا ہے فضائے فن بدلتی ہے

سبق جب یاد آتا ہے ریاض "الفقر فخری" کا
نشیبِ حرصِ دنیا میں لڑھکتی جاں سنبھلتی ہے

خواجہ عبدالمنان رازؔ کاشمیری

پیدائش:-

پتہ:- ________ پاکستان

ظلمتِ بیکراں تھی محیطِ جہاں
تیرہ و تار تھے آسمان و زمیں
ذہن تاریک تھے
فکر مسموم تھا
چاک در چاک تھا — علم و تہذیب کا پیرہن
رنگ و خوشبو سے عاری گلستانِ جاں
فتنہ و شر سے معمور تھا خاکداں
امن مفقود تھا
روحِ امن و اماں زخم خوردہ حزیں
چار جانب دھواں
شورِ آہ و فغاں
روحِ انسانیت نوحہ خواں نوحہ خواں
ایسے میں
ابنِ آدمؑ کی گمراہیاں دیکھ کر
قلب انساں کی تاریکیاں دیکھ کر
یک بیک رحمتِ حق کو جوش آگیا
ایک خورشید ابھرا، سر کوہِ فاراں

اٹھائے ہوئے پرچم روشنی
ایک امی
دقیقہ شناسِ دو عالم
بڑھا
علم و حکمت کا پیغام روشن لئے
قدسیوں کا لئے ساتھ
اک لشکرِ ضو فشاں
جس سے پسپا ہوئیں ساری تاریکیاں
خاکدانِ جہاں جگمگانے لگا
گلشنِ زندگی لہلہانے لگا

سلیم گیلانی

پیدائش :۔

پتہ :۔ ۷ کینال بینک۔ فیروز پور روڈ۔ لاہور ۔۔۔۔ ۵۴۶۰۰۰ (پاکستان)

بہ حضورِ سرورِ سروراں، بہ جنابِ مُرسلِ مُرسلاں
مری فکر عاجز و ناتواں، مرا نطق عاری و بے زباں

پئے مدحِ خواجۂ خواجگاں، لغتِ بشر میں سکت کہاں
کبھی اشک لفظوں میں ڈھل سکیں تو وارداتِ دلی بیاں ہوں

وہ ہدایتِ ہمہ انس و جاں، وہ قیادتِ ہمہ کارواں
مگر ایک فقرِ پیمبری، کہ نثارِ سطوتِ سروراں

وہ عطائے ربِ جلیل ہیں، وہ کمالِ حق کی دلیل ہیں
وہ جمالِ دلبرِ دلبراں، وہ جلالِ خسروِ خسرواں

وہی پاسبانِ حرم بھی ہیں، وہی شاہِ ملکِ ارم بھی ہیں
وہی شانِ خیرِ امم بھی ہیں، وہی جانِ عالمِ قدسیاں

وہ یقین و علم کی تازگی، وہ دل و نظر کی کشادگی
وہ فراز و شوکتِ بندگی، وہ جوازِ حاصلِ کُن فکاں

وہ حبیبِ ربِ قدیر ہیں، دو جہاں کے بدرِ منیر ہیں
وہ بشیر ہیں، وہ نذیر ہیں، وہی چارہ سازِ غمِ نہاں

یہی آرزو ہے کہ زندگی کی دیارِ طیبہ میں شام ہو
پسِ مرگ بھی ترے شہر میں مری خاک ہو تری مدح خواں

ترے ذکر و فکر سے یا نبیؐ مری زندگی کی ہر اک گھڑی

کبھی [illegible]، کبھی رنگ ہے، کبھی پھول ہے، کبھی کہکشاں

سبطِ حسن

پیدائش :- ________

پتہ :- ________ ۲۱۷ ۔ رانی منڈی ۔ الہ آباد

عظمت وہ کیسے سمجھینگے اُس پاک ذات کی
اُلفت دلوں میں جن کے ہے لات و منات کی

اپنی مثال آپ ہیں وہ شاہِ انبیاء
کیسے نظیر مل سکے اُن کے صفات کی

ٹھوکر میں اُنکی سارے خزانے ہیں خلق کے
خلقت ہے جن کے صدقے میں اس کائنات کی

ہفتم فلک سے آگے رسائی انہیں کی ہے
عرش بریں پہ جن سے خدا نے ہے بات کی

لینے کو ان کو آیا تھا رَف رَف جب عرش سے
آراستہ دُلھن سی تھی ساعت وہ رات کی

محبوب اور مُحب میں ہوئی جو بھی گفتگو
کوئی سمجھ سکا نہ وہ باتیں نکات کی

سینوں میں بھر دی آپنے توحید کی جو روح
اُس سے سمجھ میں آ گئی قیمت حیات کی

دروازہ شہرِ علم کا جس دم سے کھُل گیا
سبطِ جہاں کو مل گئیں راہیں نجات کی

سیّد وحید اشرفِ اشرفی جیلانی کچھوچھوی

پیدائش:- ________

پتہ:- ________ محمدی پارک، بیرونی پانی گیٹ، بڑودہ 19

اس مسلماں کے سعادت نے قدم چومے ہیں
جس نے خاکِ قدمِ شاہِ امم چومے ہیں

کوچۂ طیبہ نے سینے سے لگا کر برسوں
سرورِ دیں کے مرے نقشِ قدم چومے ہیں

ان ہواؤں پہ ہے قربان بہارِ جنت
جس نے اے شاہ ترے دستِ کرم چومے ہیں

خاکِ طیبہ کے مقدر پہ ہے جنت کو بھی رشک
جس نے برسوں قدمِ شاہِ امم چومے ہیں!

مرحبا صلِّ علیٰ لوح پہ دیکھا ہے لکھا
نعت جب کر کے رقم میں نے قلم چومے ہیں

دیکھکر ہجرِ نبیؐ میں انھیں قدسیوں نے
اپنی آنکھوں سے مرے دیدۂ نم چومے ہیں

خاکِ طیبہ کو میں کیونکر نہ بناؤں سرمہ
شاہِ کونین کے اس نے تو قدم چومے ہیں

خاکِ طیبہ میں فنا ہونا تھا تجھکو شبنم
تو نے کیا باغ میں بادیدۂ نم چومے ہیں

وقت آیا ہے تو ایسا بھی ہوا ہے اشرف
حلقِ معصوم نے بھی تیغ دودم چومے ہیں

ستیہ پرکاش شرما تفتہ

پیدائش:-

پتہ:- مکان نمبر- ۱۲۱/ ۱۲۰۷-۱ اسٹریٹ نمبر ۳- شانتی نگر کروکشیتر- ہریانہ ۱۳۲۱۱۹

خاقان محمدؐ ہے / انعام محمدؐ ہے
لولاک کا شاہنشاہ / پیغام خدا بے شک
ذی شان محمدؐ ہے / پیغام محمدؐ ہے

اسرار کی مامن ہے / یثرب ہے وطن تیرا
غارِ حرا تیرے / اسم محمدؐ ہے
انوار سے روشن ہے / شیریں ہے سخن تیرا

تو نور سے تاباں ہے / تو نورِ محبت ہے
کوچۂ طیبہ میں / زندہ تیرے دم سے
جلوہ ہے تیرا افشاں / دنیا میں رسالت ہے

اک نور سراپا ہے / تو رحم کا بادل ہے
سرکار مدینہ تو / فطرت تیری بخشش
سب سے بڑا داتا ہے / تو احمد مرسل ہے

کیونکر مری ہمت ہو / تو لطف جو فرمائے
الفاظ ہوں جب قاصر / کافر بھی مرے آقا
کیسے تیری مدحت ہو؟ / مومن میں بدل جائے

سہیل اختر وارثی

پیدائش :- ________
پتہ :- ________ نشیمن - ۵۰۱ - پانچویں منزل - ۱۹۶ - مولانا آزاد روڈ بمبئی - ۸ ۴۰۰۰۰

میرا نفس نفسِ ذلیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

یہی زندگی کی ہے جستجو
یہی دل کی ہے مرے آرزو
سرِ حشر ہو مرے ساتھ تو
ترے ساتھ ربِ جلیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

رہِ حق کو میں نہیں مانتا
جو تری گلی کو نہ جانتا
میں کبھی خدا کو نہ مانتا
تری ذات رب کی دلیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

یہ نہیں ہے رسم و رہِ وفا
سنے نام احمدِ مجتبےٰ!
نہ پڑھے درود جو برملا
بخدا وہ سخت بخیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

تو ہی وجہِ رحمتِ دو جہاں
تری ذات مشعلِ رہِ رواں
میں مسافرِ منزلِ بے نشاں
مرا زادِ راہ بھی قلیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

ہے اک آتش و خون کا معرکہ
ہو کرم کہ اے شہِ انبیاء!
یہ سہیل وارثی بے نوا
نہ حسینؑ ہے نہ خلیلؑ ہے

میرا نفس نفسِ ذلیل ہے
ترا ذکر ذکرِ جمیل ہے

سیدہ رابعہ نہاں

پیدائش :- ______________
پتہ :- ______________ راولپنڈی - پاکستان

اے خوشا بخت کہ سرکارِ دو عالم آئے
افضلِ نوعِ بشر زینتِ آدم آئے
رحمتِ کون و مکاں خلقِ مجسّم آئے
اپنے کاندھوں پہ لیئے دین کا پرچم آئے
حکمرانی کیلئے فاتحِ اعظم آئے

آئے محبوبِ الٰہی کے زمیں پر جو قدم
بزمِ کونین کا ہر گوشہ بنا رشکِ ارم
کس کی طاقت جو کرے مدحِ شہنشاہِ امم
عرش تھا زیرِ قدم آپ کے اللہ رے حشم
جب بلایا تو سرِ عرشِ معظم آئے

اُن کے آنے سے زمانے کا چمن کھل اٹھا
غنچہ و گل کھلے ہر غنچہ دہن کھل اٹھا
دلِ شگفتہ ہوئے رنجور و محن کھل اٹھا
آ گئی انگڑائی بدن زیرِ کفن کھل اٹھا
آئے یوں جیسے گلوں کے لیے شبنم آئے

مظہرِ ذاتِ خدا شان میں یکتا ہیں یہ
ہیبتِ نوحؑ تو اعجازِ مسیحا ہیں یہ
طور کا جلوہ ہیں موسیٰؑ کی تمنا ہیں یہ
اے نہاں مدح ہو کیا شمعِ تجلّی ہیں یہ
بن کے یہ داعیِ حق شاہِ مکرم آئے

شہاب صفدر

پیدائش:۔ ________

پتہ:۔ ________ نیو خیبر ٹاؤن۔ نزد پی۔ ٹی۔ آئی۔ ڈی۔ آئی۔ خان (پاکستان)

تمام بچھڑے ہوئے دل ملے انہی کے سبب
محبتوں کے ہیں سب سلسلے انہی کے سبب

انہی کی ذات ہے مرکز سو اہل ہجر کے بیچ
ڈھلے ہیں قرب میں سب فاصلے انہی کے سبب

ہم اہل غم کو جو رہتے تھے اپنی قسمت سے
ہوئے ہیں دور وہ شکوے گلے انہی کے سبب

انہی کے در پہ ہوئے جمع پھر دریدہ دل
کہ زخم ہائے جگر بھی سلے انہی کے سبب

رہ حیات کی منزل سے روشناس ہوئے
تمام بھٹکے ہوئے قافلے انہی کے سبب

ہر ایک ظلم کے طوفاں میں بے کسوں کے شہاب
چٹان بنتے گئے حوصلے انہی کے سبب

غلام محمد قاصر

پیدائش:- ____________

پتہ:- ____________ ۲۸۲-کے-۳ فیز III حیات آباد- پشاور- پاکستان

جہاں پیوندِ ظلمت بن گئے روزن مکانوں کے
وہیں کھولے گئے سارے دریچے آسمانوں کے

اک اندھی رات تھی جو ریت پر لہریں بناتی تھی
اور ان میں جذب ہو جاتے تھے نغمے ساربانوں کے

سرائے دہر میں مہمان تھے صدیوں کے سناٹے
تمہارا نام لے کر کارواں اترے اذانوں کے

تمہاری رہ گزر میں کوئی جتنی دور جاتا ہے
اسی نسبت سے دل پر بھید کھلتے ہیں جہانوں کے

مخالف سمت جائیں تو سفینے ٹوٹ جاتے ہیں
مدینے کی طرف رخ پھر رہے ہیں بادبانوں کے

کتابِ زندگی رکھتے ہیں تابِ زندگی کم ہے
نئے کردار ہیں ہم لوگ اگلی داستانوں کے

کرشن موہن

پیدائش:- ______

پتہ:- ______ ۱۵۸- پشپانجلی - دہلی- ۹۲ ۔۔۔ ۱۱

گھیرا تھا مدتوں جنہیں، تیرہ توہمات نے
اُن کو حق آشنا کیا سرورِ کائنات نے

آپ کے فیض و لطف سے پائی جِلا حیات نے
کھول دیے رموز سب حُسنِ صفات و ذات نے

راہنما ہوئے جو آپ، ظلمتِ جہل چھٹ گئی
نورِ شعور کا دیا آپکی بات بات نے

راستی و خلوص سے، وحدت و اتحاد سے
دل کو حسیں بنا دیا حُسنِ تعلقات نے

شاد ہوا حزیں جہاں، بخشی ضیائے جاوداں
سرورِ کائنات کی ذاتِ حسیں صفات نے

دور ہوئے شکوک سب، کفر کی تیرگی مٹی
جلوۂ حق دکھا دیا، شقِ قمر کی رات نے

پردۂ وہم ہٹ گیا، علم کا نور بٹ گیا
دہر کو مُنجلی کیا، آپ کے التفات نے

دینِ مبیں کو مُنطبق، کر کے دکھائی راہِ حق
نور فشاں حیات کے، کتنے ہی واقعات نے

مُہرِ نبی کا سلسلہ، اہلِ یقیں کا قافلہ
کھینچ لیا سبھی جہاں، کیفِ تجلیات نے

کرشن کمار طور

پیدائش:۔ ________________

پتہ:۔ ۴۱۳۴/ای خان یا وارڈ، دھرم شالہ۔ ۱۷۶۲۱۵

اک عالم کے ہونٹوں کی دعا رسول پیا
اس کشتِ جاں میں فصل انا رسول پیا

یہ نکتہ کھلتا ہے ان کے ہونے سے
تپتے صحرا میں ٹھنڈی ہوا رسول پیا

آپ کی میں آواز سنوں آپ کو دیکھوں
کبھی تو ہو یہ خواب سلسلا رسول پیا

کب تک آپ کے ہجر میں دل خوں روئے گا
کب تک ان آنکھوں میں رت جگا رسول پیا

مٹی میں جیسے جوشِ نمو سرسبز نشاط
بندے پہ جیسے اک نقشِ خدا رسول پیا

دھڑک رہے ہیں ہر دل میں محبت بن کر
سارے عالم کی متاعِ وفا رسول پیا

کبھی تو دیکھئے اپنے طورؔ کی خاکِ عزیز
کبھی تو سنئے منہ کی صدا رسول پیا

INDEXT-C

Special Information centre for Self employment

- Providing information to entrepreneurs desiring to setup cottage and village industries with respect to project identification, location selection and incentives under various schemes announced by the Govt..
- Compilation of information on various assistance schemes under Cottage industries sector and dessimination of the same to the prospective entrepreneurs.
- Compilation of information on various projects / project profiles under cottage, village sector industries and dessimination of the same to interested entrepreneurs.
- Providing specimen application forms for various schemes under cottage sector industries as well as various schemes operated by respective corporations to interested entrepreneurs.
- Providing follow-up assistance in special cases as and when required.
- Co-ordination of activities carried out by various corporations/institutions engaged in promotion of cottage sector industries, such as Khadi and Village Industries Board, Gujarat State Handicrafts Development Corporation, Gujarat Rural Industries Marketing Corporation, Gujarat Leather Corporation Ltd., Commissioner of Cottage Industries.
- Organising/assisting in Organising Seminars, Workshops, Exhibitions etc. at State and District Level for the development of Cottage Industries.
- The INDEXT-C would provide strategical advice, consultancy and know how for market development including product up-gradation, technology inputs, training, wide coverages and other means to make the functioning of the Corporations more oriented towards the emerging economic and industrial scenario. These services would be provided by the INDEXT 'C's own staff and also through hiring services of professional consultancy.

Jagat Patel
Executive Director

S.C.Sanehi (IAS)
Chairman & Commissior
Cottage and Rural Industi

INDEXT-C
(A Govt. of Gujarat Organisation)
18/4, Udyog Bhavan, Sector-11, Gandhinagar-382 017.

સ્વરાજ પ્રાપ્તિ પછી હવે સુરાજ્ય આપણી મંઝિલ

શ્રી અટલબિહારી બાજપાયી
માનનીય વડાપ્રધાન શ્રી

સ્વરાજની લડતમાં જેમણે સર્વસ્વ ન્યોચ્છાવર ક
દીધું-કેટલાય નામી-અનામી લોકોએ-શહિદી વહોરી લીધ
એ દેશદાઝનો જુવાળ હતો. એ "દેશભક્તિ" હતી-જે
સમાજ આજે પણ યાદ કરીને ગૌરવ લે છે.

શું સ્વરાજ મેળવ્યા પછી આ "દેશભક્તિ" પૂ
થઇ ગઇ ?

આપણો એક નાગરિક તરીકેનો સમાજ પ્રત્યેન
રાષ્ટ્ર પ્રત્યેનો દેશ પ્રેમ, સ્વરાજની પ્રાપ્તિ પૂરતો સીમિ
હતો?

મારું કહેવાનું તાત્પર્ય એ છે કે "સ્વરાજ" પછી
"સુરાજ્ય" માટે પણ દેશભક્તિની સમર્પિત ભાવન
સમાજમાં ઉજાગર કરવાની છે. કોઇપણ માનવી પોતા
કાર્યક્ષેત્રમાં જ્યાં હોય ત્યાં પોતે સમાજ માટે, દેશ મ
પોતાનો કર્તવ્ય ધર્મ નિભાવે. આ પણ "દેશભક્તિ"
અને લોકનજરે તેને સ્વીકૃતિ મળવી જોઇએ.

-કેશુભાઇ પટેલ
મુખ્ય મંત્રી-ગુજરાત રાજ્ય

જ્યાં મન ભય રહિત અને
મસ્તક ઉન્નત હોય;
જ્યાં જ્ઞાન મુક્ત હોય;
જ્યાંનું જગત ઘરગથ્થુ
દીવાલોથી વહેંચાયેલું ન હોય;
જ્યાં વાણીનું ઉદ્‌ગમન સ્થાન
માત્ર સત્ય જ હોય,
જ્યાં અથાગ પુરૂષાર્થ
સંપૂર્ણતાને પામવાને
પ્રયત્ન કરતો હોય;
જ્યાં વિવેક અને બુધ્ધિનું ઝરણું
રણની સૂકી રેતીમાં
લુપ્ત ન થઈ જતું હોય;
જ્યાં મન સતત
વિશાળ વિચારધારામાં
પરોવાયેલું રહેતું હોય
એવા સ્વાતંત્ર્યના સ્વર્ગમાં
હે પ્રભુ !
મારા રાષ્ટ્રને જગાડ !

- રવીન્દ્રનાથ ટાગોર

સમૃદ્ધ-સંસ્કારી ગુજરાત :
અખંડ-શક્તિશાળી ભારત

21st Year of Publication

Reg. No. 48403/88

Gulbun

Vol. 12
No. 1-2

C-2, Raheel Apartments, Opp. Gaikwad Haveli,
Raikhad Ahmedabad-380 001. Tel. 5391718